بفیض امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

دلائل کثیرہ سے مزین

مناظرہ اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ترتیب وتقدیم

مصنف کتب کثیرہ محمد ممتاز تیمور قادری

ناشر: تحریک ہدایۃ الامۃ

سلسلۂ اشاعت نمبر: 4

نام کتاب : مناظرہ اثر ابن عباس

مرتب : مناظر اہل سنت محمد ممتاز تیمور قادری

کمپوزنگ : ایان احمد رضوی

صفحہ سازی : محمد زبیر قادری

مصحح : علامہ سید وہاج قادری، جہانگیر عطاری

سن اشاعت : 2024ء

ابتدائیہ

محترم قارئین ! کچھ دن قبل علامہ حذیفہ مدنی اور مفتی احمد حسن المعروف مفتی مجاہد کے درمیان اثر ابن عباس کے موضوع پہ مناظرہ طے پایا۔مناظرہ تحریری تھا،تقریبا چھ دن چلا ،اختتام پہ مفتی صاحب نے فرار میں ہی عافیت سمجھی۔تفصیلی روائیداد تو ہم اگلے اوراق پہ رقم کریں گے۔سب سے پہلے ہم اپنے قارئین کو اثر ابن عباس کے پس منظر اور محل نزاع سے متعارف کروانا چاہتے ہیں۔وہابی حضرات کی متفقہ شخصیت اسمعیل دہلوی صاحب نے ایک کتاب تقویۃ الایمان کے نام سے لکھی ،اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظیر کو ممکن مانا۔جب یہ بحث عوام میں آئی تو قائلین نظیر نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے اثر ابن عباس کو پیش کیا۔اس بحث کو مشہور دیو بندی محمد حنیف گنگوہی فاضل دارالعلوم دیو بند نے اپنی کتاب حالات مصنفین درس نظامی" میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ محمد حنیف گنگوہی دیو بندی پروفیسر صاحب کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> مولانا محمد احسن نانوتوی) نے بریلی کے اکابر وعمائد (یعنی معززین شہر) کے مشورہ اور معاونت سے ایک مدرسہ باہم تاریخی مصباح التہذیب ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء میں قائم کیا... اس مدرسہ کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے۔جلد ہی

بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے اس مدرسہ کی مخالفت شروع ہوگئی اور مولانا نقی علی خاں (امام احمد رضا بریلوی کے والد محترم) کے گروپ نے اس مدرسہ کے جواب میں ایک دوسری درسگاہ مدرسہ اہل سنت قائم کیا۔ اور مولانا محمد احسن نانوتوی) کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا ۔(حالات مصنفین درس نظامی ص295)

اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس کے بالکل متصل ہی مولانا محمد حنیف گنگوہی لکھتے ہیں:

آپ کی یہ مذہبی وعلمی خدمات بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے بعض علماء کو ناگوار ہوئیں جن میں مولانا نقی علی خاں بریلوی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ صورت یہ ہوئی کہ ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء میں شیخو پور ضلع بدایوں میں مسئلہ امکان و امتناع النظیر پر مولانا عبدالقادر بدایونی اور امیر احمد سہسوانی کے درمیان ایک مناظرہ منعقد ہوا۔ سہوانی نے ہر دو فریق کے مفصل حالات وتحریرات پر مشتمل ایک کتاب مناظرہ احمدیہ کے نام سے طبع کرادی تحریرات مناظرہ میں اثر ابن عباس إِنَّ اللهَ خَلَقَ سَبْعَ أَرْضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ أٰدَمُ كَآدَمُكُمْ وَنُوحٌ كَنُوحُكُمْ اھ بھی زیر بحث آیا۔ سہوانی

نے آخر کتاب میں ایک جملہ یہ بھی لکھ دیا کہ! "مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی بھی اسی (صحت اثر ابن عباس صلی اللہ) کے معتقد ہیں۔ اور اس مضمون (مطلب ومفہوم) پر ان کی مہر ثبت ہے اور اس کے اور علمائے دین قائل اور معتقد ہیں۔ سہسوانی کے نقل کردہ اقتباس پر مولانا محمد احسن کی تکفیر کی گئی (یعنی کافر قرار دیا گیا) رجب ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء میں مدرسہ مصباح التہذیب ختم ہوگیا۔ جانبین سے رسالے لکھے گئے، علمائے بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن کی بڑی شدومد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولانا نقی علی خان کر رہے تھے اور بدایوں میں مولانا عبدالقادر بن فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔ یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطہ آغاز تھا جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کرگیا۔ (حالات مصنفین درس نظامی ص ۲۹۵، ۲۹۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

قارئین گرامی! ان اقتباسات سے یہ واضح ہوا کہ اثر ابن عباس کی بحث قائلین نظیر کی جانب سے چھیڑی گئی، اس اثر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کی مجل چھ نبی تسلیم کئے گئے اور امکان کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کے وقوع کا قول کیا۔ جب علماء کی جانب سے اس کی مخالفت کی گئی اور بتایا گیا کہ اس کا ظاہری

مضمون ختم نبوت کے خلاف ہے،تو احسن نے صاحب نے ایک استفتاء نانوتوی صاحب کے نام لکھا، وہ استفتاء کچھ یوں تھا:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ: زید نے یہ تبع ایک عالم کے، جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی، دربارہ قول ابن عباس جو درمنثور وغیرہ میں ہے:

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ سَبْعَ أَرْضِينَ، فِي كُلِّ أَرْضٍ آدَمُ كَآدَمِكُمْ، وَنُوحٌ كَنُوحِكُمْ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمِكُمْ وَعِيسَى كَعِيسَاكُمْ، وَنَبِي كَنَبِيِّكُمْ)

کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ: حدیث مذکوری اور معتبر ہے، اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں، اور ہر طبقہ میں مخلوق الٰہی ہے۔ اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیا علیہم السلام کا ہونا معلوم ہوتا ہے،لیکن اگر چہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے، مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثابت نہیں۔اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ: وہ خاتم مماثل آں حضرت صلی علیم کے ہوں؛ اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر " وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (۱) میں ہے، اور سب مخلوقات سے افضل ہے، وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع۔ اور ہمارے حضرت سلیم سب اولاد آدم سے افضل ہیں، تو بلا شبہ

آپ سلیم تمام مخلوقات سے افضل ہوے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتھی ۔اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ: شرع سے اگر اس کے خلاف ثابت ہوگا، تو میں اسی کو مان لوں گا، میرا اصرار اس تحریر پر نہیں۔ پس علمائے شرع سے استفسار یہ ہے کہ: الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں، یا نہیں، اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر، یا فاسق، یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہوگا، یا نہیں؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا. (تحذیر الناس 12-13)

قارئین! سائل نے واضح لکھا ہے وہ اس اثر کے تحت چھ خاتم تو مانتا ہے مگر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہیں سمجھتا۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ نانوتوی صاحب اس اثر کا کوئی صحیح محمل دریافت کرتے، انہوں نے آیت خاتم النبیین کو ہی تختہ مشق بنایا اور واضح کہا اس کے معنیٰ آخری نبی کرنا عوام کا خیال ہے درست یہی ہے کہ اس مراد یہ خاتم رتبی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بالذات ہے۔ اس لئے اگر ان کا بیان کردہ معنی یعنی اتصاف ذاتی بیان لیا جائے تو اثر ابن عباس میں موجود انبیاء اس زمین میں یا کسی اور زمین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا زمانہ کے بعد ہوں تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہیں آئے گا۔ اور اس اثر میں درج چھ خواتم کو تسلیم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل قرار دیا اور یہ کہا کہ اگر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مماثل نہ مانا جائے تو یہ تنقیص نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

خیال مماثلت کو اور دو چند مستحکم کر دیتا ہے باینہمہ اطلاق مماثلت میں مزید رفعت مراتب نبوی صلعم ہے یہاں تک کہ اطلاق مذکور کو تسلیم نہ کیجئے تو رسول اللہ صلعم کی عظمت اور رفعت کے ساتھ حصوں میں سے کل ایک ایک ہی باقی رہ جائے اور چھ حصے عظمت کم ہوجائے (تحذیر الناس ص 19-20)

یعنی نانوتوی صاحب کے نزدیک اثر ابن عباس کے انبیاء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ماننے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھ جائے گی۔اس وضاحت کی روشنی میں مدمقابل مناظر کے ذمہ تھا کہ وہ یہ ثابت کرتا کہ آئمہ محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ مثل تسلیم کیئے ہیں، یا کسی نے اس حدیث کے تحت چھ خواتم کا قول کیا ہے۔مگر بار بار کے مطالبہ کے باوجود معاند کچھ ایسا دکھانے سے قاصر رہے۔مفتی احمد حسن صاحب نے سارا وقت اس روایت کی تخریج میں صرف کیا اور نقل روایت کو مذہب پہ محمول کرنے لگے جو انکے اپنے حضرات کے نزدیک بھی درست نہیں۔اس سلسلہ میں ہمارے حوالہ جات انہیں مفید نہ تھے، کیونکہ نقل روایت مذہب پہ استدلال ان کا تھا،اس لئے اس استدلال کو توڑا بھی ان کے مذہب کے اصولوں کے تحت گیا تھا،مگر جناب من کوئی جواب دینے سے قاصر رہے۔

زیر بحث روایت کی سندی حثیت

اہلسنت مناظر نے اس روایت پہ جرح کرتے ہوئے قاضی شریک بن عبداللہ کو ضعیف قرار دیا اور ان کے ضعف پہ دیوبندی حوالہ جات پیش کئے، ان دلائل کی قوت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے معاند کو بھی اس جرح کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا، مگر اپنے تائیں اس روایت کا ایک شاہد پیش کیا، جس کا اصولی جواب تو ہمارے مناظر یہ دیا کہ اس میں نبی کنبیکم موجود ہی نہیں، جو نانوتوی صاحب کے استدلال کا مرکز ہے۔ اس لاجواب گرفت کا آخر تک دیوبندی مناظر کوئی جواب نہ دے سکے، دیوبندی محقق فقیر اللہ لکھتے ہیں:۔

> اصل اور متابع روایت کی سند اور متن کو بغور ملاحظہ کیجئے دونوں کی نہ سند ایک جیسی ہے اور نہ متن ایک جیسا ہے جبکہ متابعت کے لئے سند اور متن میں موافقت کی رعایت کی اصل مطلوب ہوتی ہے (خاتمۃ الکلام ص500)

ایسے ہی لکھتے ہیں:۔

> الغرض سند ارو متن دونوں کے اعتبار سے مخالف روایت کو محمد ابن اسحاق کی روایت کی متابعت میں پیش کرنا اس کے لئے غیر مفید ہے اس سے تائید و تقویت کی بجائے تردید و تضعیف ہوتی ہے (خاتمۃ الکلام ص501-502)

دیوبندی مولوی عبدالقدیر صاحب لکھتے ہیں:۔

گزشتہ حضرت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام نقل ہو چکا ہے کہ متابعت میں سند حدیث اور متن حدیث دونوں میں توافق ضروری ہے۔اس جگہ جیسے سند میں دونوں کا اختلاف ہے اسی طرح متن حدیث میں بھی اختلاف ہے،توافق نہیں(تدقیق الکلام ج2ص79)

پھر فقیر اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

اور یقینا یہ بات خاص اہمیت کی حامل ہے کیونکہ کسی روایت کا دوسری روایت کے لئے متابع ہونا اہل فن اور محدثین کی تصریح ہی سے ثابت ہوسکتا ہے (خاتمۃ الکلام ص 510)☆

اب یہ ہمارے معاند کے ذمہ ہے کہ وہ ثابت کریں کہ کس محدث نے جناب کی پیش کردہ روایت کو اثر ابن عباس کا متابع کہا ہے،اور اسے اس کی متابعت میں پیش کیا ہے۔اس مختصر سی بحث سے سارے مناظرے کی حقیقت ہمارے قارئین کے سامنے عیاں ہوجاتی ہے۔پھر یہ روایت سنداً ٹھیک بھی ہو تو اس سے نبی کنبیکم والی روایت کیسے درست ہوسکتی ہے،کیونکہ بقول دیوبندی مولوی عبدالقدیر:۔

ایک کمرے میں روشنی ہونے سے دوسرا کمرہ روشن نہیں ہوتا۔دوسرے کی روشنی کا الگ انتظام کرنا ہوگا(تدقیق

الکلام ص69)

20 حوالوں پہ ایک نظر

قارئین! مدمقابل مناظر نے اپنی طرف سے 20 حوالہ جات پیش کئے، جن کا مختصر جواب تو یہی کہ یہ تعدیل مبہم ہے جس کے بلمقابل جرح مفسر قبول ہوتی ہے، سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:۔

> اس سے معلوم ہوا کہ جرح مفسر ہو اور عارف اسباب الجرح سے صادر ہو تب وہ توثیق پر مقدم ہوگی (تسکین الصدور ص 61)

محمود عالم صفدر لکھتے ہیں:۔

> اگر چہ ایک جماعت نے عموما جرح کو تعدیل پر مقدم سمجھا ہے، مگر تحقیق یہ ہے کہ اگر ایک شخص کی جرح و تعدیل دونوں کی گئی ہوں اور جارح اسباب جرح سے واقف ہو اور جرح کو اس نے مفصل بیان کیا ہو تو اس صورت میں جرح تعدیل پر مقدم کی جائے گی (قطرات العطر ص338)

ابوذکوان محمد عبدالقادر جیلانی لکھتے ہیں:۔

> اگر کسی راوی کے بارے میں جرح پائی جائے اور اسی راوی کی تعدیل بھی کی گئی ہو تو
>
> جرح مقدم ہوگی دو شرائط کے ساتھ:

(1) جرح مبین (یعنی مفسر) ہو، مبہم نہ ہو

(۲) جرح کے اسباب جاننے والے سے یہ جرح صادر ہوتی ہو (وسیلۃ الظفر ص 120)

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ جب جرح مفسر ہو، تو تعدیل مبہم کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، ہم آگے چل کر اس روایت کے رواۃ پہ جرح مفسر پیش کرتے ہیں، لیکن یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں کہ اس جرح کو خود مناظرہ میں جناب مفتی مجاہد صاحب نے بھی قبول کیا ہے، اس لئے جب جرح قبول کر لی تو اس کے مقابلے میں یوں تعدیل مبہم پیش کرنا ان کے اپنے اکابرین کے نزدیک درست نہیں۔ پھر مفتی جمیل احمد تھانوی لکھتے ہیں:۔

> جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کنز الاعمال میں بھی یہ حدیث موجود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں پر اس سند کے ساتھ ہے جو ابن ماجہ میں ہے، لہذا اس کے بھی وجوہ ضعف وہی ہوں گے، جو ابن ماجہ کی روایت کے ہیں (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ختم نبوت نمبر کامل، جلد نمبر 71، شمارہ نمبر 3، 4، 5، صفحہ نمبر 211)

اب یہ روایت جس کتاب میں بھی ہو، اس کی سند یکساں ہونے کے سبب وہ ضعیف ہی رہے گی۔ اس مقام پہ حافظ ابن حجر کا قول بھی علماء دیوبند کی زبانی رقم کرنا

ضروری معلوم ہوتا ہے۔عبدالقیوم حقانی امام ابن حجر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

بلاشبہ بہت سے محدثین وغیرہ اپنے پیش رو کی تقلید کرتے ہوئے اس کے کلام کونقل کرنے میں راحت محسوس کرتے ہیں حالانکہ پہلے شخص نے اتقان وتحقیق سے کام نہیں لیا ہوتا ہے مگر محض محسن ظن کی بناء پر اس کی اثبات کیے چلے جاتے ہیں حالانکہ تحقیق اس کے برخلاف ہوتی ہے(امام ابو حنیفہ کی تابعیت ص62)

لیجئے!نقل درنقل کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا،اس لئے جب تحقیق کی روشنی میں یہ روایت ہی مجروح ہے تو پھراس کی نقل کا حوالہ بے فائدہ ہے۔اب ہم موصوف کی طرف سے دیئے گئے حوالہ جات پہ مختصر تبصرہ پیش کرتے ہیں،تفصیل تو آپ مناظرہ کی روائیداد میں ملاحظہ کریں گے۔

امام حاکم کی تصحیح

قارئین ! موصوف نے امام حاکم کی تصحیح بطور دلیل پیش کی ،لیکن جب دلائل سے ان کی تواضع کی گئی،تو ان کا تساہل کچھ یوں تسلیم کیا:۔

:۔امام حاکم کا متساہل فی الحدیث ہونا فریقین کے ہاں مسلم ہے(مناظرہ اثر ابن عباس ص93)

جب حضرت آپ کے بقول طرفین کے نزدیک متساہل ہیں تو جناب من ان کی تصحیح

کو مستقل دلیل کے طور پہ کس لئے پیش کیا؟۔خیر ہم یہاں بھی صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں، امین صفدر اوکاڑوی رقم طراز ہیں:۔

> حاکم نیشاپوری (۴۰۵) غالی شیعہ تھے، حضرت معاویہ دینے سے بہت منحرف تھے، بخاری مسلم پر استدراک لکھا، کئی موضوعات بھی اس میں بھر دیں (تجلیات صفدر ج2 ص 72)

لیجئے! آپ کے امین صفدر صاحب کے نزدیک بھی امام حاکم غالی شیعہ اور حضرت معاویہ کے خلاف تھے۔اب سنئیے! دوست محمد قریشی کہتے ہیں:۔

> خلاصہ یہ ہے کہ یہ شیعوں میں جا کر شعہ بن جاتا تھا۔اور سنیوں میں جا کر سنی بن جاتا ہے۔پس جب روایت مقبول نہ رہی تو استدلال ہی نہ رہا (مناظرہ جھوت دایہ ص52)

اس لئے امام حاکم کے شیعہ ہونے کے سبب یہ روایت بھی غیر مقبول ہے۔

امام ذہبی کی تصحیح

قارئین! اس پہ تفصیلی بحث تو مناظرہ میں ہے،لیکن یہاں اتنا عرض ہیکہ اگر امام ذہبی کی تصحیح دیوبندیوں کا فائدہ دے تو قبول کرتے ہیں،لیکن اگر ان کی کسی بات سے ان کے نظریہ پہ رد پڑے تو فوری قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، چنانچہ سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:۔

امام ذہبی کا وہم (تسکین الصدور ص225)

نیز:۔

علامہ ذہبی کا یہ قول کہ حجاج بن الاسود (نکرۃ) مجہول ہے صحیح نہیں ہے (تسکین الصدور ص225)

ایسے ہی لکھا:۔

اس لئے علامہ ذہبی کے اس اعتراض کی کوئی وقعت نہیں (تسکین الصدور ص226)

پھر امام ذہبی نے جو نافع بن محمود کی تصحیح کی ہے وہ بھی دیوبندی حضرات قبول نہیں کرتے جیسا کہ اہلسنت کے مناظر نے بحوالہ گفتگو کی ہے، پھر انہی ذہبی کے متعلق امین صفدر اوکاڑوی لکھتے ہیں:۔

وہ تعصب میں اس حد تک پہنچے ہوئے تھے کہ سخرہ اطفال بن گئے تھے (تجلیات صفدر ج2 ص75)

پھر یہی امام ذہبی امام ابوحنیفہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

النعمان الامام رحمه الله. قال ابن عدی: عامة ما يرويه غلط وتصحيف وزيادات وله احاديث صالحة وقال النسائی: ليس بالقوی فی الحديث كثير الغلط علی قلة روايته وقال ابن معين: لا يكتب حديثه [ديوان الضعفاء والمتروكين، ص:۴۱۱،

۴۱۲]۔

ہم اس کا ترجمہ نقل کرنے سے گریز کرتے ہیں، بس ہمارا استفتار یہی ہے کہ کیا معاند مناظر کو اس سے اتفاق ہے اگر نہیں تو پھر وہ اپنے اصول سے کیوں اسے ہمارے خلاف پیش کر رہا ہے۔[1]

یہی امام ذہبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منافقین کا علم تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

و کان النبی قد اسر الی حذیفة المنافقین و ضبط عنه الفتن الکائنة فی الامة (سیر اعلام النبلاء ج4 ص32)

حضور علی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اسماء منافقین کے نام اور امت میں برپا ہونے والے فتنوں کے متعلق راز سے آگاہ فرما دیا

یہی شمس الدین ذہبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو چومنے کے متعلق لکھتے ہیں:۔

قَدْ سُئِلَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ مَسِّ الْقَبْرِ النَّبَوِيِّ وَتَقْبِيلِهِ. فَلَمْ يَرَ بِذَلِكَ بَأْسًا. رَوَاهُ عَنْهُ وَلَدُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ.

فَإِنْ قِيلَ: فَهَلا فَعَلَ ذَلِكَ الصَّحَابَةُ؟ قِيلَ: لأَنَّهُمْ عَايَنُوهُ حَيًّا وَتَمَلَّوْا بِهِ وَقَبَّلُوا يَدَهُ وَكَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وُضُوئِهِ وَاقْتَسَمُوا

---

[1] یہ طریقہ مفتی مجاہد صاحب اور نومولود نقلچی کا ہے، ہم نے تو بس اسی کی اتباع میں ان حضرات کو آئینہ دکھایا ہے

شَعْرَهُ الْمُطَهَّرَ يَوْمَ الْحَجِّ الأَكْبَرِ. وَكَانَ إِذَا تَنَخَّمَ لا تَكَادُ نُخَامَتُهُ تَقَعُ إِلا فِي يَدِ رَجُلٍ فَيُدَلِّكُ بِهَا وَجْهَهُ، وَنَحْنُ فَلَمَّا لَمْ يَصِحْ لَنَا مِثْلُ هَذَا النَّصِيبِ الأَوْفَرِ تَرَامَيْنَا عَلَى قَبْرِهِ بِالالْتِزَامِ وَالتَّبْجِيلِ وَالاسْتِلامِ وَالتَّقْبِيلِ، أَلا تَرَى كَيْفَ فَعَلَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ؟ كَانَ يُقَبِّلُ يَدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَيَضَعُهَا عَلَى وَجْهِهِ وَيَقُولُ: يَدٌ مَسَّتْ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

، إِذْ هُوَ مَأْمُورٌ بِأَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَشَدَّ مِنْ حُبِّهِ لِنَفْسِهِ، وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، وَمِنْ أَمْوَالِهِ، وَمِنَ الْجَنَّةِ وَحُورِهَا. بَلْ خَلْقٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يُحِبُّونَ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ أَكْثَرَ مِنْ حُبِّ أَنْفُسِهِمْ.

حَكَى لَنَا جُنْدَارُ، أَنَّهُ كَانَ بِجَبَلِ الْبِقَاعِ فَسَمِعَ رَجُلا سَبَّ أَبَا بَكْرٍ فَسَلَّ سَيْفَهُ، وَضَرَبَ عُنُقَهُ، وَلَوْ كَانَ سَمِعَهُ يَسُبُّهُ، أَوْ يَسُبُّ أَبَاهُ لَمَا اسْتَبَاحَ دَمَهُ (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ص 55-56)

جبکہ اسماعیل دہلوی نے اسے شرک قرار دیا ہے۔ پھر ہمارے مناظر نے کتاب العلو کا حوالہ دیا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت سے استدلال کرنے کی بجائے سکوت کی بات کی ہے، اس کا جواب آخر تک مدمقابل مناظر دینے سے قاصر رہے۔

ثالثاً سب سے اہم نکتہ یہ ہیکہ عطاء بن سائب پہ امام ذہبی کی اپنی جرح موجود

ہے(المغنی فی الضعفاء 4121،دیوان الضعفاء ص285)

اس لئے جب جرح مفسر ہے تو اس کے مقابلے میں اس تصحیح خود معاندین کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں

تفسیر ابن ابی حاتم کا حوالہ

اس پہ بھی مفصل بحث روائیداد کا حصہ ہے،یہاں صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:۔

> ابن ابی حاتم رازی شافعی (۳۲۷ھ): انہوں نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں امام بخاری کو بھی متروک قرار دیا ہے(تجلیات صفدر ج2 ص71)

کیا ہمارے معاندین ان کے اس موقف سے اتفاق کریں گے،اگر انہیں تو پھر ہمیں ان کی ہر بات منوانے پہ بضد کیوں ہیں؟[1]

تفاسیر کے حوالہ جات کا جواب

قارئین یوں تو ہم نے الگ الگ بھی جواب عرض کر دیا ہے،لیکن مجموعی طور پہ عرض ہیکہ ندیم محمودی صاحب فرماتے ہیں:۔

> مفسرین کی یہ عادت ہے کہ وہ رطب و یابس اپنی کتب میں

---

[1] انقلِچی مولوی کے اصول سے

لکھتے ہیں (تاریخی مناظرہ علم غیب ص129)

یہی بات سرفراز خان صفدر نے اتمام البرہان میں بھی درج کی ہے۔ پھر تفسیر بسیط میں تو تصحیح تک کا ذکر نہیں ہے۔

روح المعانی کا حوالہ

تفسیر روح المعانی والے اس روایت کی تشریح میں خاتم کی بجائے ممتاز شخصیات کو مراد لیا ہے جسے خود نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں رد کر دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:۔

> یہ تاویل کہ یہ اثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے یا انبیاء اراضی ماتحت سے مبلغان احکام مراد ہیں ہرگز قابل التفات نہیں (تحذیر الناس ص34)

جناب اگر تشریح قبول نہیں ہے تو تصحیح کیوں قبول ہے؟

امام عینی رحمۃ اللہ علیہ

امام عینی سے بھی تصحیح نقل کی، جب کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں بھی اس سے وہ استدلال نہیں کیا، جو نانوتوی صاحب کا ہے۔ پھر دکھ کی بات یہ ہیکہ علامہ عینی جیسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے حق میں پیش کیا جا رہا ہے، نانوتوی صاحب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل مانتے ہیں، جبکہ علامہ عینی ہرگز اسکے قائل نہیں۔ پھر

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

پس مسئلہ بالکل منقح ہوگیا کہ طہارت کا دعویٰ بلا دلیل ہے

(البوادر النوادر ص393)

یعنی تھانوی صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات شریفہ پاک نہ تھے اور طہارت کا دعویٰ درست نہیں۔ جبکہ علامہ عینی لکھتے ہیں:۔

اور بعض علماء نے امام غزالی پر نکیر کی ہے، اس لیے کہ غزالی نے فضلات نبویہ کی نجاست کا زعم کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ غزالی کی بکواس ہے، اُس نے نبی نام کے متعلقات کا بھی خیال نہیں کیا، اور بہت سی احادیث ہیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نبی اکرم کا خون مبارک نوش کیا (عمدۃ القاری ج3 ص35)

نیز لکھا:۔

میں کہتا ہوں اس سے یہ بات لازم آئیگی کہ لوگ نبی اکرم کے برابر ہوجائیں اور یہ بات کوئی جاہل نجی ہی کہہ سکتا ہے۔ بھلا کہاں آپ کا مرتبہ اور کہاں لوگوں کے مراتب، اور یہ لازمی نہیں کہ خصوصیت کی دلیل ہمیشہ نقل سے ثابت ہو بلکہ نبی اکرم یام کوممتاز کرنے کے لیے ایسے امور میں عقل کو بھی دخل ہے، اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دوسروں کو

قیاس نہیں کیا جا سکتا، اور اگر وہ اس کے علاوہ کوئی اور بات کہیں تو میرے کان اس سے بہرے ہیں (عمدۃ القاری ج2ص52)

کیا ہمارے معاند یہ ماننے کو تیار ہیں کہ ان کے حکیم الامت نے بکواس کی ہے ،یہی علامہ عینی لکھتے ہیں:۔

سئل ما الحکمه فی ان لا یقع ظل النبی ﷺ علی الارض؟الجواب: ان الشمس والقمر و نورهما خلقت من نور محمد علیه السلام . والنور لایظل (المسائل البدریة المنتخبة ج2ص903)

جبکہ سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:۔

"اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کا مسئلہ شیعہ کا ہے" (تنقید متین ص۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تمام زبانوں کا علم تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وکان البخاری أشار إلی أن النبی الله کان یعرف الألسنة لأنه أرسل إلی الأمم کلها علی اختلاف ألسنتهم، فجمیع الأمم قومه بالنسبة إلی عموم رسالته. فاقتضی أن یعرف ألسنتهم لیفهم عنهم ویفهموا عنه والدلیل علی عموم رسالته قوله

تعالی: وقل یا أیها الناس إنی رسول الله إلیکم جمیعا [الأعراف: ۱۵۸]. بل إلی الثقلین وهم علی ألسنة مختلفة(عمدة القاری ج15،ص6)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روح کا علم تسلیم کرتے ہوئے ہیں:۔

میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اس سے بلند ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو۔حالانکہ آپ تمام مخلوق کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے(کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو) جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو(سکھا دیا آپ کو جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے) کا انعام واحسان فرمایا ہے(عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۰۱)

اب اگر آپ کو خود ان سے اتفاق نہیں تو اپنے ہی اصول سے ہمیں ان کی بات منوانے پہ کیوں مصر ہیں۔

امام سیوطی کا حوالہ

سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:۔

امام سیوطی کی تصحیح پر ان کے متساہل ہونے کی وجہ سے مطمئن نہ تھے(تسکین الصدور ص244)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

امام سیوطی تصحیح حدیث میں چونکہ متساہل ہیں (امام اہل السنۃ کا عادلانہ دفاع ص189)

درمنثور کے متعلق مہر محمد میانوالوی لکھتے ہیں :۔

اور درمنثور تو طبقہ چہارم کی کتاب ہے جس میں صحیح ضعیف موضوع ہر قسم کی روایات ہیں ۔بہر حال ایسی ہر روایت معیار صحت پر جانچے بغیر حجت نہیں ہے (تحفہ امامیہ ص 199)

موصوف نے جلالین کا بھی حوالہ دیا،اس کے متعلق اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں :۔

یہاں تک کہ عربی مدارس کے نصاب میں داخل مشہور تفسیر جلالین بھی ان اسرائیلی روایات وخرافات سے بالکل محفوظ نہیں رہ سکی (بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ ص134)

جب ایک شخص آپ کے مزاج کے خلاف کسی حدیث کی تصحیح کرے تو وہ متساہل ہے،اس کی کتاب میں خرافات ہیں،لیکن اگر آپ کی تائید میں کچھ مل جائے تو اس کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔پھر یہاں ہم امام سیوطی ے اس اثر کے متعلق فیصلہ کو معاندین سے نقل کرتے ہیں،ایک نومولود نقلچی چنڈو خان لکھتے ہیں :۔

علامہ سیوطی اور ابن حجر ہیتمی آئمہ جرح وتعدیل نہیں ان کا کسی حدیث کو ضعیف کہہ دینے سے لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث

ضعیف ہو پھر انہوں نے جس بنیاد پر ضعیف کہا وہ یہ تھا کہ ان کو یہ اثر بظاہر ختم نبوت کے خلاف لگا (ازالۃ الوسواس ص68)

لیجئے! اگر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے معاندین کے حق میں لکھ دیا تو وہ سب القابات کے مستحق ہیں، مگر ان کا قلم ہمارے مہربانوں کے عقائد کی بیخ کنی کرتا ہے تو وہ آئمہ جرح و تعدیل میں سے نہیں ہیں۔ یہی وہ منافقت ہے جس سے دیوبندی ضمیر کی افزائش ہوئی ہے۔ پھر یہی صاحب علامہ سیوطی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

۔رہی بات علامہ سیوطی کی تو انہوں نے اسی "الحاوی للفتاوی میں پورا ایک رسالہ امام اعظم ابو حنیفہ کے خلاف لکھا ہے۔ علامہ سیوطی کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی صاحب صاحب رطب و یابس لکھتے ہیں:
سیوطی در تصانیف خود رطب و یابس بسیار می آرد (فتاوی عزیزی فارسی: ۲/۸۲)
ملا علی قاری حنفی انہیں " حاطب اللیل لکھ رہے ہیں (رسائل ملا علی قاری: ۳/۲/۱۳۲) (آزر حضرت ابراہیم کے والد تھے ص 105)

آخر میں موصوف کے دیئے گئے ایک حوالہ پہ تبصرہ عرض ہے، معاند نے رسائل

میلاد محبوب کا حوالہ دیا کہ اس میں یہ درج ہے کہ امام سیوطی کا ہر قول قبول نہیں، لیکن معاند نے پوری عبارت درج نہیں کی، کیونکہ اس کے ساتھ متصل یہ لکھا ہے:۔

> یہ اس لئے بھی مقبول نہیں کہ یہ جرح مبہم ہے اور جرح مبہم قبول نہیں (رسائل میلاد محبوب ص 237)

لیکن اس بھی دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مقام پہ علماء دیو بند انتہائی دھاندلی سے کام لیتے ہیں ان کے امام اہلسنت سرفراز خان صفدر نے بھی کسی عماد الدین کے حوالہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے راہ سنت کے صفحہ نمبر 243 پر تیسیر المقال نامی کتاب منسوب کی ہے، جب کہ امام صاحب کی کوئی ایسی کتاب نہیں، ان لوگوں کو جھوٹی کتب گھڑنے کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ پھر علامہ ہیثمی کا حوالہ بھی دیا گیا جبکہ نقل ہو چکا کہ آپ بھی اس حدیث کو ضعیف اور ختم نبوت کے معارض سمجھتے ہیں۔

امام بیہقی کا حوالہ

امام بیہقی کے متعلق دیو بندی آراء ملاحظہ ہوں، دیو بندی عبدالقدیر لکھتے ہیں:۔

> لیکن حضرت بیہقی اس روایت کو صحیح فرما رہے ہیں۔ یہی وہ تعصب ہے جس کا تذکرہ الدلیل المبین کے حوالہ سے گزر چکا کہ حضرات شافعیہ کبھی حکم حدیث میں تساہل کر جاتے ہیں (تدقیق الکلام ص 69)

نیز لکھا:۔

الحاصل، علاء بن الحارث یہ زیادتی جو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے امام اور غیر امام اور اس کو صحیح کہا ہے یقینا صحیح نہیں (تدقیق الکلام ج2 ص73)

حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں:۔

مگر امام بیہقی اس کو مقدتی کے بارے میں یقینی طور پر ذکر کر رہے ہیں جو سینہ زوری کی بدتری مثال ہے (توضیح الکلام پر ایک نظر ص139)

پیر سائیں مشتاق علی لکھتے ہیں:۔

بہتی کے مسامحات جس کو دیکھنے ہوں وہ الجوہر انتقی فی الرد علی البیہقی دیکھے۔ پس بیہقی کی جرح اس اعتبار سے بھی قابل اعتبار نہیں ہے (امام ابوحنیفہ پہ اعتراضات کا جائزہ ص58)

پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ امام بیہقی نے شریک بن عبداللہ پہ جرح مفسر کر رکھی ہے ملاحظہ ہو۔(السنن الکبریٰ ج4 ص432، السنن الکبریٰ ج6 ص226، السنن الکبری ج8 ص448)

اور سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:۔

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے مگر ان کی یہ تصحیح بھی قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ سندوں حال آپ دیکھ ہی چکے

ہیں (احسن الکلام ص540)

ہم عرض کرتے ہیں کہ جب خود امام بیہقی نے اس حدیث کے راوی پہ جرح کر دی ہے تو یہ تصحیح کیسے قابل اعتماد ہو گئی؟

امام قسطلانی کے حوالہ کا جواب

امام قسطلانی کو متساہل تو جناب سرفراز صاحب لکھ چکے ہیں، پھر امام قسطلانی شارح صحیح بخاری ''مواہب اللدنیہ شریف'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فضلاتِ شریفہ کی پاکی اور طہارۃ کا حسبِ ذیل عبارت میں نورانی بیان فرماتے ہیں:

''وروی انه کان یتبرک ببوله ودمهصلی اللہ علیه وسلم''۔

''مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب اور خون مبارک سے برکت حاصل کی جاتی تھی''۔ (مواہب اللدنیہ، جلد ا،ص ۲۸۴)

آگے چل کر فرماتے ہیں:

''وفی کتاب الجوهر المکنون فی ذکر القبائل والبطون: أنه لما شرب، ای عبداللہ ابن الزبیر، دمه تضوع فمه مسکاً، ویقیت رائحته موجودة فی فمه الی أن صلب رضی اللہ عنه''۔ (مواہب اللدنیہ، جلد ا،ص ۲۸۴)

''کتاب ''جوہر مکنون فی ذکر القبائل والبطون'' میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پیا تو ان کے منہ سے مشک کی خوشبو مہکی اور وہ خوشبو ان کے منہ میں انہیں سولی دیے جانے تک باقی رہی (رضی اللہ عنہ)''۔

آگے چل کر اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

''قال النووی فی شرح المهذب واستدلال من قال بطهارتهما بالحدیثین المعروفین ان ابا طیبة الحجام حجمه صلی اللہ علیه وسلم وشرب دمه ولم ینکر علیه، وان امرأة شربت بوله صلی اللہ علیه وسلم فلم ینکر علیها، وحدیث ابی طیبة ضعیف، وحدیث شرب البول صحیح رواه الدارقطنی وقال هو حدیث حسن صحیح وذلک کاف فی الاحتجاج لکل الفضلات قیاسًا، ثم ان القاضی حسیناً قال الاصح القطع بطهارة الجمیع انتهٰی''۔

(مواہب اللدنیہ، جلد ا، ص ۲۸۵)

''علامہ نووی نے شرح مہذب میں فرمایا اور استدلال کیا ان لوگوں نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیثیں معروفین یعنی بول و براز (پیشاب پاخانہ) کی پاکی اور طہارت کے قائل ہیں اس حدیث سے کہ حضرت ابوطیبہ حجام نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے اور حضور علیہ السلام کا (پچھنوں سے نکلا ہوا) خون پی گئے، اور حضور علیہ السلام نے ان پر انکار نہ فرمایا، نیز ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک پی لیا اور اس پر بھی حضور نے انکار نہ فرمایا، ابوطیبہ والی حدیث ضعیف ہے اور بول مبارک پینے کی حدیث صحیح ہے، اسے دارقطنی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ حدیثیں ایک کا دوسرے پر قیاس کر کے تمام فضلات شریفہ کی طہارۃ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں، اس کے بعد علامہ نوَوِی نے فرمایا کہ قاضی حسین کا قول اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فضلات شریفہ کو قطعاً طاہر مانا جائے''۔

جب کہ تھانوی صاحب اس پہ اظہار برہمی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> خواہ مخواہ انہوں نے ایسی باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا جو نہ عقائد ضروریہ میں سے ہیں نہ احکام میں سے۔ بیان کرنے کی چیز عقائد واحکام ہیں نہ کہ ایسی روایات جن پر دوسری اقوام بھی نہیں۔ ایسی بعض روایات بعض معتبر کتابوں میں آئی ہیں جن کی نہ تصدیق واجب ہے، کیونکہ سند صیح نہیں اور نہ تکذیب واجب ہے اس لیے کہ فی نفسہ ممکن ہیں۔ اس لیے ایسی صورت میں مشغول ہی نہ ہونا چاہیئے، نہ

تصدیقاں ☓ تکذیبا اور ایسے واعظوں کا وعظ ہی کیوں سنا جاتا ہے اور اُن سے مطالبہ سند کا کیوں نہ کیا گیا اسی جلسہ میں حقیقت کھل جاتی (البوادر النوادر ص 391، امداد الفتاویٰ)

ہم صرف اسی پہ اکتفاء کرتے ہیں، وگرنہ امام قسطلانی کے دیگر عقائد سے علماء دیوبند کو ویسے ہی بدہضمی ہو جائے گی۔

ابن حجر کی تصحیح

اولا تو حافظ ابن حجر العسقلانی (المتوفی 852) شریک کے متعلق فرماتے ہیں:

صدوق یخطیء کثیرا تغیر حفظه منذ ولی القضاء بالکوفة وکان عادلا فاضلا عابدا شدیدا علی أهل البدع"

صدوق کثیر غلطیاں کرتے تھے، ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا جب سے انہوں نے کوفہ میں قضاءۃ کا عہدہ سنبھالا، اور وہ عادل فاضل عابد اور اہل البدعت پر شدید رد کرنے والے تھے" (تقریب: 1/ 266)

حافظ صاحب کے نزدیک بھی اس روایت کا راوی مجروح ہے، اس لئے اس تعدیل مبہم کا فائدہ نہیں۔ ثانیا ان کے متعلق شیر محمد دیوبندی لکھتے ہیں:۔

باقی جن حضرات نے اس حدیث زیر بحث کی سند کے متعلق جید کا قول کیا ہے وہ بلا دلیل اور حافظ ابن حجر کی تقلید میں ہے اور حافظ ابن حجر کی تصحیح و تجوید کے متعلق آپ نے دیکھ ہی لیا

ہے کہ علماء کرام نے حافظ صاحب کی بلا دلیل تصحیح و تجوید اور تضعیف کونہیں مانا (کشف الستر 45)

حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں:۔

معلوم نہیں کہ حافظ ابن حجر کے پاس حدیث پر کھنے کا کون سا آلہ ہے شاید کہ یہی ہو کہ جو حدیث موضوع ان کے امام کی مدح میں ہو اوران کے مذہب کی تائید کرتی ہوتو وہاں بیان کرنیکے بعد خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو اس پر کوئی نہ کوئی جرح کر ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری اور ان کی لغزشوں کو معاف فرمادے آمین۔ حافظ ابن حجرہ کی یہ پانچویں غلطی ثابت ہوئی کیونکہ چار پہلے باب میں ذکر ہو چکی ہیں (نور الصباح ج1 ص66)

یہی ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:۔

حافظ ابن حجرؒ قصہ تلك غرانيق العلى کو بھی صحیح سمجھتے ہیں (نور الصباح ج1 ص215)

کیا ہمارے معاندین اس سے اتفاق کریں گے؟ اس کے علاوہ بھی حافظ ابن حجر کے نظریات ہیں، جن سے دیوبندیت زمین بوس ہوتی ہے، جس کا تذکرہ کسی اور نشست کے لے رکھ چھوڑتے ہیں۔

غیر مقلدین کے حوالہ سے استدلال

ہمارے معانداد کے مستحق ہیں کہ لاجواب ہونے کے بعد انہوں نے غیر مقلدین کے حوالہ جات شروع کر دیئے ،اس پہ ہم یہی کہیں کہ جس طرح بقول طاہر گیا وہ غیر دیوبندی کی بات کا جواب دینے کے دیوبندی پابند نہیں،ایسے ہی ہم بھی کسی غیر مقلد کی بات کا جواب دینے کے ذمہ دار نہیں۔

قاضی شریک کا ضعیف ہونا

کمال الدین المستر شد لکھتے ہیں:۔

علی بن حجر متوفی ۲۴۴ھ شریک قاضی کوفہ تھے قضاء کے بعد حافظہ میں تغیر آیا تھا لہذا یہ ضعیف ہے ہیں (تشریحات ترمذی ج1 ص103)

مفتی عبد الستار لکھتے ھیں:۔

شریك النخعی الکوفی القاضی کے نام سے بھی مشہور ہیں ۔آپ صدوق اور ثقہ تھے لیکن عبدہ قضاء ملنے کے بعد اکثر غلطی کے شکار ہوتے تھے (دقائق السنن ج 1 ص 274)

حسین احمد مدنی لکھتے ہیں:۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث کی سند میں شریک قاضی کوفہ ہیں،ان کا حافظہ خراب تھا،امام بخاری

ان سے روایت نہیں کرتے (دروس مدنیہ ج1 ص78)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

اور ام المؤمنین حضرت عائشہ کی روایت بھی بوجہ ایک راوی قاضی شریک (کوفہ کا قاضی بننے کے بعد ان کے حفظ میں تغیر آ گیا تھا) کے بالاتفاق ضعیف ہے (حقائق السنن ج 1 ص163)

پالنپوری لکھتے ہیں:۔

قاضی شریک بن عبد اللہ قبیلہ نخع کے تھے اور کوفہ کے باشندے تھے۔ صدوق تھے مگر کثیر الخطاء تھے۔ کوفہ کے قاضی بننے کے بعد ان کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا (تحفۃ الالمعی ج1 ص126)

اثر ابن عباس موقوف ہے

مناظر اہلسنت نے دیوبندی حوالہ جات خاص طور پہ احسن الفتاویٰ کے حوالہ سے ثابت کیا کہ یہ اثر موقوف ہے اور موقوف روایت کے متعلق دیوبندی علماء لکھتے ہیں:۔

صحابی کا قول وفعل حجت نہیں (ندائے حق ج1 ص19)

دیوبندی شیخ الہند کہتے ہیں:۔

یہ ایک صحابی کا قول حنفیہ پر حجت نہیں ہوسکتا (تقاریر شیخ الہند ص43)

تقی عثمانی لکھتے ہیں:۔

یہ روایت موقوف ہے فلا حجۃ فیہ (درس ترمذی ص169)

سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:۔

فہم صحابی اور موقوف صحابی حجت نہیں ہے (احسن الکلام ج1 ص159)

دیوبندی خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:۔

وھو مذھب صحابی لایقویم بہ حجۃ علی احد (بذل المجھود فی حل ابی داؤد ج5ص 39)

تبیان القرآن کی عبارت کا جواب

قارئین! معاندین نے تبیان القرآن کی ایک عبارت پیش کی ،جس میں علامہ صاحب غلطی سے فیض الحسن سہارنپوری کے عقیدہ کو علامہ غلام دستگیر قصوری کا عقیدہ لکھ دیا۔اس کی مکمل وضاحت تو روئیداد میں درج ہے، یہاں صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔فیاض سواتی لکھتے ہیں:۔

اصل کی موجودگی میں دوسروں کی باتوں پر اعتماد کرنا انوکھی تحقیق ہے (دیوبندی کہلانے کا مستحق کون؟ص9)

اس لئے جب اصل ماخذ سے واضح ہیکہ یہ عبارت فیض الحسن سہارنپوری کی ہے اور پھر انہوں نے بات بھی فرضی عالم کی ہے،اور جہاں تک اثر ابن عباس کی بات ہے تو وہ اسے درست نہیں سمجھتے ،جیسا کہ ہمارے مناظر نے تفصیل سے واضح کیا۔

ذاتی رائے کا جواب؟

موصوف نے بار بار اپنے اکابرین کے حوالہ کا جواب ذاتی رائے سے دینی کی کوشش کی ،جبکہ بقول نور محمد انہیں فتویٰ لگانا ہوگا،اور نانوتوی اس کے منکر کو بدعتی اور اہلسنت سے خارج سمجھتے ہیں۔ابوایوب لکھتے ہیں:۔

وہ تو اس کے منکر کو بدعتی کہہ رہے ہیں (ختم نبوت اور صاحب تحذیرالناس ص184)

یعنی اثر ابن عباس کا منکر بدعتی ہے،اس لئے جس جس نے انکار کیا ہے وہ اہلسنت سے خارج ہے۔

مناظر اہلسنت کے 22 حوالہ جات

اہلسنت کے مناظر نے بڑی تفصیل سے اس اثر کا سندا ومتنا غیر صحیح ہونا ثابت کیااور تقریبا 22 کے قریب دلائل دیئے ،جن کا جواب دینے سے ہمارے معاندین قاصر رہے۔ان حوالہ جات میں اکثر دیوبندی حضرات کے حوالہ جات تھے۔اب ہم مزید آپ کے اور روئیداد کے درمیان حائل نہیں ہونا چاہتے ، کہنے تو

بہت کچھ ہے لیکن اسی کو کافی سمجھا جائے۔لیکن ہمیں امید ہے کہ ہماری اس کاوش سے باسی کڑاھی میں ابال آئے ،پھر حسب وعدہ کچھ مزید تفصیل اس موضوع پہ عرض کی جائے گی۔

کیا مناظر اہلسنت نے سرقہ کیا؟

قارئین !مناظرے میں اصل کتاب کا حوالہ پیش ہوتا ہے، پھر بھی مناظر اہلسنت پہ سرقہ کا الزام عجیب ہے۔ثانیا سرقہ باز تو وہ نقلچی مولوی ہے جس کے گروپ میں روئیداد کو شئیر کیا گیا، تفصیل تو ساجد خان اپنی کتب کے آئینہ کی زینت ہے ۔یہاں ہم ان کے ہم مسلک حضرات کی ایک گواہی پیش کرتے ہیں۔سید حکیم بن عبدالحکیم حقانی اس نقلچی چنڈو خان[1] کے متعلق لکھتے ہیں:۔

> علماء کی کتب میں سرقہ۔۔۔اس طور پر کہ کتاب میں تبدیلیاں کر کے اسے اپنی طرف منسوب کرنا۔۔۔اسی طرح شاگرد کی لکھی ہوئی کتاب کو پانی طرف نسبت کرنا۔۔۔۔ارشد مولوی صاحب کو تو جانتے ہی ہونگے (التحقیقات الجوھریۃ ص204)

---

[1] یہ لفظ جناب کا پسندیدہ ہے اکثر استعمال کرتے ہیں، اس لئے آج سے ہم اپنی تحاریر میں ان کے لئے ہی لفظ لکھیں گے۔

نانوتوی صاحب کے عقائد

ہمارے معاندیوں تو اثر ابن عباس کی توثیق اوراس کے مضمون کی صحت کے گن اس لئے گا رہے ہیں کہ ان کے امام نانوتوی کا یہ موقف ہے، اوراسی موقف کی خاطر یہ حضرات آیت خاتم النبیین کو بھی تختہ مشق بنانے سے گریز نہیں کرتے ۔ذیل میں ہم انہی نانوتوی صاحب کے چند عقائد درج کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ معاندین ان سے بھی اتفاق کریں مگر:۔

؎ تیرے محیط میں کہیں بھی گوہر زندگی نہیں
ڈھونڈ چکا میں موج موج دیکھ چکا صدف صدف

علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قاسم نانوتوی

نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں:۔

شہید اول درجہ کا آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہوا اور اسی وجہ سے شاید شہید کہتے ہیں یعنی ہر بروز قیامت وہ شاہد ہوگا کہ فلانا شخص حکم خدا مان گیا تھا۔اور فلانے نے نہیں مانا (تحذیر الناس ص8)

لیجئے! نانوتوی صاحب کے نزدیک شاہد وہ ہے جو خدا کے روبرو گواہی دے سکے اور یہ بتلا سکے کہ وہ فلاں نے یہ کام کیا اور فلاں نے نیکی کی ۔اور یہ گواہی بجز علم کے

ممکن نہیں۔ایسے ہی لکھتے ہیں:۔

نبوۃ کمالات علمی میں سے ہے کہ اور آپ جامع العلوم ہیں اور انبیاء باقی جامع نہیں غرض جو بات حدیث علمت علم الاولین سے ثابت ہوئی تھی مع شئے زائد آیہ مذکورہ سے ثابت ہے (تحذیر الناس ص 11)

نیز لکھا:۔

جس کی مربی صفت العلم ہو جو علم مطلق ہے مثل ابصار و اسماع علم خاص وقسم خاص نہیں تو لاجرن فرد ترتیب یافتہ اعنی ذات پاک محمدی صلعم بھی علم مطلق میں صاحب کمال ہوگی (تحذیر الناس ص 10)

اور سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:۔

لیکن الشئ المطلق عام ہے وہ اپنے جملہ افراد کے-ایک ایک فرد کے لئے عام ہے اس کا تحقق کسی ایک فرد کے تحقق سے پورا نہیں ہوتا اس کا تحقق جبھی ہوگا جب اس کے تمام افراد متحقق ہوجائیں (اتمام البرہان ص 28)

ان عبارات سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ ظاہر ہے، کیا مبتدعین دیوبند اس عبارت سے متفق ہیں؟ اگر نہیں تو کم از کم نانوتوی صاحب کا حکم واضح کرنا تو بقول نور محمد ان کی ذمہ داری ہے۔ایسے ہی لکھتے ہیں:۔

"علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علم رسول اللہ میں مجتمع ہیں" (تحذیر الناس صفحہ ٦، دارالاشاعت، کراچی)

یہی نانوتوی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

جناب سرور کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات ہر چند بشر تھے مگر خیر البشر خدا کے منظور نظر تھے۔ خداوند کریم نے اپنے سب کمالوں سے حصہ کامل ان کو عنایت فرمایا تھا منجملہ کمالات علم جو اول درجے کا کمال ہے اپنے ہی علم میں سے ان کو مرحمت کیا چنانچہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحی یوحی "اس دعوے کے لیے دلیل کامل ہے اس صورت میں آپ کا علم وہ خدا ہی کا علم ہوا اور آپ کا کہا وہ خدا ہی کا کہا نکلا۔ (فیوض قاسمیہ ص42)

اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور نبوت سند ملتا ہے اور بنظر ضروریات ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے (تحذیر الناس ص10)

نیز لکھا:۔

مالک حقیقی خداوند مالک الملک ہے اور مالک مجازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ھدیۃ الشیعہ ص346)

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

:"دوسرے رتبہ میں رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مالکیت سمجھتے کیوں کہ اول تو رسول اللہ صلعم (محققین کے نزدیک وسیلہ تمام فیوض اور واسطہ فی العروض تمام عالم کے لیے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مالک ارواح مومنین ہونا پھر جب آپ کی ملک اوروں کی ملک سے اقوی ہوئی ... بحکم وساطت عروض وجود روحانی ارواح مومنی مومنین جب مملوک رسول اللہ: ہوئیں تو ثمرات ان کے یعنی حرکات ارادیہ اپنے آپ مملوک رسول اللہ ہوں گی (آب حیات ص186)

حاضروناظر

موصوف لکھتے ہیں:۔

دیکھیے، تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ: رسول اللہ صلی الہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ نہیں (تحذیر الناس 14)

نیز لکھا:۔

تو یہ معنیٰ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین کی نسبت ان کی

جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں (آب حیات ص103)

نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں (مجموعہ رسائل قاسمیہ ج5 ص49)

ایسے ہی لکھا:۔

اب سنئے روح پرفتوح محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اصل موصوف نبوت ہے۔ارواح انبیاء باقیہ کے لئے علیہم السلام موقوف علیہ ہے اوراس وجہ سے آپ کو تقدم بالخلق لازم ہوا مگر مخلوقیت روحانی کو تولد جسمانی لازم نہیں اور آپ کے زندیک لازم ہوتو ثابت کیجئے اور اول ماخلق اللہ نوری وغیرہ مضامین کی تغلیط فرمائے (مجموعہ رسائل قاسمیہ ج5 ص51)

ہم انہی چند عبارات کے اندارج پہ اکفتاء کرتے ہیں۔

دیو بندی مناظر: مفتی احمد حسن المعروف مفتی مجاہد

اہلسنت مناظر: علامہ ابن علامہ حذیفہ مدنی

معاون: محمد ممتاز تیمور

صدر مناظر : مبارک علی

بعد ازاں علامہ صاحب کو مصروفیت سبب جانا پڑا، تو یہ فرائض بھی اس ناچیز کو ادا کرنے پڑے۔

دعوی دیو بندی مناظر:۔

یہ ہے اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اور اس حدیث کے صحیح ثابت ہونے کے ساتھ ہی تحذیر الناس پر جملہ اشکالات اور اعتراضات خود بخود ہی ختم ہو جائیں گی

جواب دعویٰ

جواب دعویٰ اثر ابن عباس سندا درست نہیں اور اس کا ظاہر آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے اور تحذیر الناس میں درج تشریح کا نتیجہ خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی کا انکار ہے جبکہ اس کی ایسی تشریح ممکن ہے جس سے تطبیق ہو سکے۔۔۔[1]

---

[1] اس جواب دعویٰ سے واضح ہے کہ ہمیں فقط سند کی تصحیح پہ اعتراض نہیں، اصل اعتراض تو نانوتوی صاحب کی متنازعہ تشریح پہ ہے جس کی تائید میں ایک حوالہ بھی پیش نہ ہو سکا۔

دیوبندی مناظر کی پہلی تقریر

»المستدرك على الصحيحين« (535/2):3822- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ، أَنْبَأَ عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعَ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى »هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ « [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3822- صحيح

اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما دو عظیم محدثین : أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوری »هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ « اور اس کے نیچے امام ذہبی [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3822- صحیح دونوں حضرات صحیح قرار دے رہے ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما» اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ)(الطلاق :12)« ”اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کی

برابر زمینیں ۔‘‘ (ترجمہ کنزالایمان، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ [1]) کے بارے میں فرماتے ہیں: سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح ایک نبی ہے اور تمہارے آدم کی طرح ایک آدم ہے اور نوح کی طرح ایک نوح ہے اور ابراہیم کی طرح ایک ابراہیم ہے اور عیسیٰ کی طرح ایک عیسیٰ ہے ۔☆☆ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم نے اسے نقل نہیں کیا۔‘‘ امام ذہبی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے

[1] الحمد اللہ معاند نے یہاں فراخ دلی اعلیٰ حضرتؒ کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔

اہلسنت مناظر کی پہلی ٹرم

عرض ہیکہ یہ روایت سندا درست نہیں اس میں امام حاکم ہیں جن کے متعلق حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں:۔

امام حاکم کثیر الغلط ہیں مستدرک میں انہوں نے کافی غلطیاں کی ہیں بعض دفعہ ضعیف بلکہ موضوع حدیث کو صحیح علی الشرط الشیخین کہہ دیتے ہیں (نور الصباح ص62-63)

اورسرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

اصول حدیث میں اس امر کی صراحت ہیکہ کثیر الغلط، کثیر الوہم ہونا جرح مفسر ہے اور ایسے راوی کی حدیث مردود روایتوں میں شامل ہے(احسن الکلام ج2 ص95)

پھر یہ اثر خود علماء دیوبند کے نزدیک شاذ اور نا قابل اعتبار ہے، سلیم اللہ خان دیوبندی لکھتے ہیں:

''جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے......تو محدثین کے اصول سے یہ روایت شاذ ہے، قابل اعتبار اور صحیح نہیں شمار کی گئی''
(کشف الباری عما فی صحیح البخاری، جزء بدء الخلق ص ۱۱۲)

ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

''امام بیہقیؒ نے ابن عباسؓ کی اس روایت کے راویوں کے

معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا مگر محدثین و اصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاذ کو محدثین نے حجت نہیں سمجھا''(معارف القرآن ج۸ ص ۱۶۰، مکتبہ الحسن، لاہور۹)

دیوبندی مناظر کی دوسری ٹرم

» المستدرك على الصحيحين« (2/535):3823 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما، فِي قَوْلِهِ عز وجل: " {سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: فِي كُلِّ أَرْضٍ نَحْوُ إِبْرَاهِيمَ »هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ« [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3823 على شرط البخاري ومسلماس روایت کو بھی: أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوری اور امام ذہبی رحمہ اللہ دونوں نے هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ« [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3823 - على شرط البخاري ومسلم

ترجمہ"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: »سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الطلاق: 12)« کے بارے میں فرماتے ہیں: ہر زمین میں ابراہیم کی طرح (ایک ابراہیم بھی) ہے۔☆☆ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین رحمتہ اللہ علیہما نے اسے نقل نہیں کیا۔"

یہ مستدرک حاکم کی ایک اور حدیث پیش کی ہے اس حدیث کو بھی دونوں محدثین امام حاکم اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ صحیح الاسناد قرار دے رہے ہیں۔

جس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ صحیح الاسناد کہہ رہے ہیں اپ مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب سے اسی حدیث کا ضعیف ہونا ثابت کریں ورنہ مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب کے اصول سے پوری مستدرک حاکم ضعیف اور موضوع ثابت ہو جائے گی مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب کا اصول اپنی جگہ صحیح ہے دیگر محدثین نے بھی اس اصول کو بیان فرمایا ہے مگر اس حدیث پر وہ صادق نہیں اتا دوسری بات یہ ہے کہ مولانا حبیب اللہ صاحب ایک دوسری روایت کے متعلق یہ بحث کر رہے ہیں اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی تنقید بھی بیان کر رہے ہیں اور یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے حافظ ذہبی رحمہ اللہ اسی حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

اہلسنت صدر مناظر:۔

بطور صدر مناظر میں آپ کو یہ یاد دلا دوں کہ جب آپ کے فریق مخالف نے صاحب مستدرک پہ جرح پیش کی ہے تو آپ بار بار انہی کی کتاب سے حوالہ نہ دیں بلکہ صاحب مستدرک ابوعبداللہ پہ کی گ☓ جرح کا جواب دیں

دیوبندی مناظر: میں نے ایک اور حدیث پیش کی ہے تا کہ جب اپ حضرات کی

طرف سے جب کوئی جواب دیا جائے تو دونوں حدیثوں کا جواب دیا جائے ابھی تیسری حدیث بھی میں پیش کرنے لگا ہوں

اہلسنت صدر مناظر:

آپ مستدرک سے چاہے پانچ احادیث اسی متن کی پیش کریں جب صاحب مستدرک پہ آپ کا فریق مخالف جرح کر رہا ہے تو ان کی جرح کا جواب دیے بغیر اسی دھن میں مگن رہنا غلط ہے

دیوبندی مناظر:۔

جی روایات پیش کرنے کے بعد اس جرح کا میں جواب بھی عرض کروں گا۔ تھوڑا انتظار کریں

»فضائل القرآن لابن الضريس « (ص26): 3 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: " خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ، وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ قَالَ: »لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ بِتَفْسِيرِهَا لَكَفَرْتُمْ، وَكُفْرُكُمْ تَكْذِيبُكُمْ بِهَا » «فتح الباری « لابن حجر (6/ 293 ط السلفية): »وروى ابن أبي حاتم من طريق مجاهد، عن ابن عباس قال: لو حدثكم

بتفسیر هذه الآية لكفرتم و كفركم تكذيبكم بها « سنده حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر میں قران مقدس کی اس ایت (الله الذی خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن) کی تفسیر بیان کردوں تو اپ لوگ کافر ہو جاؤ اور تمہارا کفر اس ایت کی تفسیر کا انکار کرنا ہے لیجیے میں نے اپنے دعوی پر تیسری حدیث پیش کرتی ہے۔

میں نے ابھی تک تین احادیث پیش کی ہیں مجموعی طور پر ان کو محدث امام حاکم حافظ امام ذہبی اور حافظ ابن حجر تینوں حضرات صحیح الاسناد قرار دے چکے ہیں۔

مستدرک حاکم کی پیش کردہ روایت پر جرح کا تحقیقی جواب

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے امام حاکم رحمہ اللہ پر ایک روایت کے ضمن میں جرح کی ہے »لسان الميزان - ت أبي غدة « (8/ 508): »أخوك إلياس يقرئك السلام فأتيت النبى صلى الله عليه وسلم « جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ الصلاۃ والسلام کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے اسی حدیث کے متعلق حافظ ذہبی لکھتے ہیں »الفوائد المجموعة « (ص 496): »قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد. وقال الذهبى: أفما استحيى الحاكم من الله؟ يصحح مثل هذا، وقال فى تلخيص المستدرك: هذا

موضوع، قبح الله من وضعه، وما كنت أحسب أن الجهل بالحاكم يبلغ إلى أن يصحح مثل هذا، وهو مما افتراه يزيد بن يزيد البلوى «اور حافظ زیلعی حنفی بھی یہی لکھتے ھیں »نصب الراية « (1/ 351): »قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي مُخْتَصَرِهِ: أَمَا اسْتَحَى الْحَاكِمُ يُورِدُ فِي كِتَابِهِ مِثْلَ هَذَا الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ، فَأَنَا أَشْهَدُ بِاَللَّهِ، وَاَللَّهِ إنَّهُ لَكَذِبٌ« کیا میں اپنے فریق کے مخالف مناظر سے جسارت کرتے ہوئے یہ بات پوچھ سکتا ہوں کیا امام حاکم رحمہ اللہ کے پیش کردہ ہر اس روایت کو جس کو انہوں نے اپنی مستدرک میں نقل فرمایا ہے جھوٹا اور من گھڑت قرار دے دیا جائے خواہ امت مسلمہ کے بڑے عظیم محدثین اور ناقدین حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر ان کو صحیح قرار دیں جیسا کہ میں نے کچھ حوالہ جات پیش کر دیے اور کچھ مزید توثیق پیش کرنا باقی ہے

مستدرک حاکم کی پیش کردہ روایت کا الزامی جواب

مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنی کتاب فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں اگر کہئے کہ امام ترمذی نے جو اس حدیث کی تحسین کی ___ اقول: ائمہ ناقدین نے امام ترمذی پر اس بارے میں انتقادات کئے ہیں اور وہ قریب قریب ان لوگوں میں ہیں جو تصحیح و تحسین میں تساہل رکھتے ____ امام عبدالعظیم منذری کتاب الترغیب میں

فرماتے ہیں: انتقد علیہ الحفاظ تصحیحہ له بل و تحسینہ ۵۔ حفاظ نے ان کی تصحیح پر بلکہ تحسین پر بھی تنقید کی ہے۔فتاوی رضویہ جلدنمبر 22 صفحہ نمبر 289 یہ جرح بالکل وہی ہے جو امام حاکم کے ضمن میں پیش کی گئی ہے میرا ایک معصومانہ سا سوال ہے کیا اس جرح کو سامنے رکھتے ہوئے سنن ترمذی کی تمام روایات کو موضوع اور ضعیف ثابت کیا جائے تو پھر ان تمام مستدلات کو بھی ضعیف کہنا پڑے گا جن سے فقہائے احناف نے استدلال کیا ہے مثال کے طور پر ترک رفع یدین کی حدیث جس کو امام ترمذی نے حسن کہا قرار دیا ہے پس جو جواب اپ کا ہوگا وہی جواب میرا ہوگا

مذکورہ بالا روایت[1] کو ہم نے پیش کیا تھا امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے لیجیے ایک تیسرا حوالہ بھی حاضر خدمت ہے حافظ ابن حجر نے بھی اسی حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے »فتح الباری « لابن حجر (6/ 293 ط السلفیة): »رواه ابن جریر من طریق شعبة، عن عمرو بن مرة، عن أبی الضحی عن ابن عباس فی هذه الآیة: {ومن الأرض مثلهن} قال: فی کل أرض مثل إبراهیم، ونحو ما علی الأرض من الخلق، هکذا أخرجه

---

[1] جو روایت ٹرم کے آغاز میں پیش کی۔

مختصرا وإسناده صحيح«
شاذ والے اعتراض کا تحقیقی جواب شاذ کی دو قسمیں ہیں 1 اپنے سے زیادہ اوثق راوی کی مخالفت 2 ثقہ راوی کا تفرد اور مذکورہ بالا حدیث جو ہم نے پیش کی ہے وہ دوسری قسم کی قبیل سے ہے لہذا یہ اعتراض بھی ختم ہوا اگر فریق مخالف اس کو پہلی قسم قرار دیتے ہیں تو ان کو یہ بات قران وسنت سے ثابت کرنی پڑے گی کہ نہ تو سات زمینوں کا وجود ہے اور نہ ہی اس میں کسی مخلوق کا وجود ہے اور اس حدیث کو زیادہ اوثق راویوں سے ثابت کرنا پڑے گا یہ چیلنج قیامت کی صبح تک برقرار رہے گا نہ خنجر اٹھے گا نہ تلواران سے یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں لیجیے محدثین کے حوالہ جات بھی پڑھ لیجیے »مقدمة ابن الصلاح = معرفة أنواع علوم الحديث - ت عتر« (ص77): »وَذَكَرَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ أَنَّ الشَّاذَّ هُوَ الْحَدِيثُ الَّذِي يَتَفَرَّدُ بِهِ ثِقَةٌ مِنَ الثِّقَاتِ، وَلَيْسَ لَهُ أَصْلٌ بِمُتَابِعٍ لِذَلِكَ الثِّقَةِ « »دورة تدريبية في مصطلح الحديث« (9/ 9 بترقيم الشاملة آليا): »فالحديث الشاذ هو: حديث الثقة الذي خالف فيه من هو أوثق منه أو خالف فيه من هو أكثر عدداً منه.وأما مخالفة الضعيف للثقة فيطلق على مخالفة الضعيف المنكر، وحديث الثقة يطلق

عليه المعروف.وإذا تفرد الثقة بحديث فلا يطلق عليه شاذ، وإنما يطلق عليه حديث صحيح، يُعمل به فی العقائد والأحكام وسائر أمور الإسلام.وإذا كان هذا الراوی من الحفاظ الضابطين المتقنين فلا شك أنه حديث صحيح، وإذا كان ينزل عن مرتبة التوثيق وتمام العدالة والضبط إلى مرتبة الصدق والأمانة فهو حديث حسن«

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کا یہ فرمان ان کی ذاتی رائے ہے جمہور علماء دیوبند کی ارا کو ہم اگلی ٹرم میں پیش کریں گے اور الزامی حوالہ جات بریلوی علماء کے کتب سے بھی پیش کریں گے۔میں اپنی بات کو یہاں پر ختم کرتا ہوں اگر کسی اعتراض کا جواب باقی ہوتو صدر مناظر مطلع کرسکتا ہے۔

اہلسنت مناظر کی ٹرم دوئم

محترم سامعین ! مدمقابل مناظر نے آغاز میں ہی خلط مبحث کی راہ اختیار کرلی ہے، ابھی سے موضوع سے فرار کی راہ دیکھ رہے، اور بقول علماء دیوبند موضوع سے فرار شکست کے مترادف ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مناظر موصوف نے دعویٰ کیا تھا کہ اثر ابن عباس اسنادی طور پہ درست ہے اور اس کے درست ثابت ہونے سے تحذیر الناس پہ جملہ اشکال دور ہونگے ۔اب موصوف نے جو روایت اول پیش کی ،صرف اسی کی بحث تحذیر الناس میں درج ہے، اس لئے آپ دیگر روایات سے استدلال نہیں کر سکتے۔ جس کی وجہ اول تو یہ ہے کہ صاحب تحذیر الناس کی گفتگو کا محور یہ ہے کہ اثر ابن عباس میں چھ خواتم کا ذکر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کے خاتم ہیں، سرکار کی نبوت بالذات اور ان کی بالعرض ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کے خاتم ہیں۔ اب اس نکتہ کا اثبات آپ دیگر پیش کردہ روایات میں نہیں، کیونکہ ان میں دیگر خواتم کا تذکرہ موجود نہیں۔

پھر تحذیر الناس میں جو سوال کیا گیا اس میں بھی دیگر زمینوں کے خاتم کا ذکر ہے [1]، اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ماننے کے متعلق وضاحت ہے ،نانوتوی صاحب نے نہ صرف ان انبیاء کا وقوع مانا ہے بلکہ یہ بھی لکھا وہ رسول اللہ

---

[1] تحذیر الناس ص 12)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوں یا بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ بلکہ خاتم النبیین کا جو معنی یعنی خاتم رتبی انہوں نے بیان کیا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھ جائے گی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انبیاء کا وجود مان کر انہوں نے رحمۃ العالمین کی توہین وتنقیص کا ارتکاب کیا ہے۔ بہرحال صاحب تحذیر نے بھی یہی اثر پیش کیا اور دیگر روایات سے استدلال نہیں کیا، اس لئے آپ بھی دیگر روایات سے استدلال نہیں کر سکتے۔

پھر نانوتوی صاحب نے مندرجہ ذیل روایت پیش کی:۔

اور اثر مذکور کے الفاظ اس کے قریب قریب ہیں: فِي كُلِّ أَرْضٍ آدَمُ كَآدَمِكُمْ، وَنُوحٌ كَنُوحِكُمْ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمِكُمْ، وَعِيسَى كَعِيسَاكُمْ، وَنَبِي كَنَبِيِّكُمْ. جملہ اخیر سے صاف روشن ہے کہ تشبیہ فی التسمیہ مراد نہیں، تشبیہ في المرتبہ مراد ہے۔ سو آدم کآدکم الخ" نام لے کر تشبیہ دینی ایسی ہے، (تحذیر الناس 68)

اور اس روایت سے ان کا مرکزی استدلال کچھ یوں ہے:۔

توضیح نبی کنبیکم " ایسی طرح کیجیے، جس سے رسول اللہ صلی علیم کی افضلیت اور اراضی سافلہ کے خواتم کی آپ کے ساتھ مشابہت؛ دونوں معا ایسی طرح ثابت ہو جائیں کہ پھر کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے (تحذیر الناس ص 69)

پھر یہی نانوتوی لکھتے ہیں:۔

سان مواضع میں پیدا ہوتی ہے، جو خود مقابل آفتاب نہیں ہوتی، پر آئینہ مقابل آفتاب کے مقابل ہوتی ہیں۔ ایسے ہی انبیائے باقی بھی مثل آئینہ بیچ میں واسطہ فیض ہیں۔ غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے، وہ ظل اور عکس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے، کوئی کمال ذاتی نہیں۔ پر کسی نبی میں وہ عکس اسی تناسب پر ہے، جو جمال کمال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھا، اور کسی نبی میں بوجہ معلوم وہ تناسب نہیں رہا ہو، جہاں کہیں نبیکنبیکم فرمایا ہے، اس میں بقائے تناسب کی جانب اشارہ ہے۔ (تحذیر الناس ص72)

نانوتوی صاحب کی گفتگو کا مرکزی نکتہ یہاں بھی حدیث اول کے الفاظ سے استدلال کیا ہے۔۔۔ لہذا اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہیکہ مجاہد صاحب دیگر روایات پیش نہیں کر سکتے جب تک ان روایات سے نانوتوی صاحب کے موقف پہ استدلال نہ ہو۔۔۔۔ کیونکہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے (تجلیات آفتاب، تبرید النواظر)

خالد محمود لکھتے ہیں:۔

رافضی اس مقام میں کیوں اتنا بوکھلایا ہوا ہے۔ وہ اپنے دعوے اور دلیل میں کہیں کوئی مطابقت نہیں دکھا سکا (تجلیات آفتاب238)

یعنی دعویٰ اور دلیل میں عدم مطابقت بوکھلاہٹ کی علامت ہے۔ پھر آپ کے دعویٰ کے مطابق اثر ابن عباس کے درست ہونے سے تحذیر الناس پہ جملہ اشکال ختم ہوجائیں گے، جبکہ تحذیر الناس پہ مرکزی اشکال یہ ہیکہ اس میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کا انکار کیا گیا ہے۔ اب محض اس اثر کے سنداً صحیح ہونے سے تحذیر الناس پہ اس مرکزی شبہ کا جواب کیسے رقم ہوگا، یہ مسئلہ جناب مفتی صاحب موصوف نے حل کرنا ہے، جس پہ ابھی تک وہ کھل کر کلام نہیں کر رہے۔

حبیب اللہ ڈیروی کے حوالہ پہ تاویل کا جواب

ہم نے ڈیروی صاحب سے استدلال کیا تھا، انہوں نے واضح کہا تھا کہ امام حاکم کثیر الغلط ہیں، جواباً موصوف نے اس جرح کو درست تسلیم کیا ہے، لیکن یہ کہا کہ اس جرح کا تعلق کسی خاص حدیث سے ہے جبکہ یہ بات محض تحریف پہ مبنی ہے۔ کیونکہ ڈیروی صاحب نے واضح بغیر کسی لگی لپٹی کے امام حاکم کو کثیر الغلط کہا، جس کا جواب دینے سے مناظر موصوف قاصر رہے۔ جناب من نے اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ اس ڈیروی صاحب کی جرح سے مستدرک تمام ساکت ہوگی تو جناب یہ استدلال آپ کی کتاب سے اس کا جواب بھی آپ کو اپنی کتاب سے ہی دینا ہے۔ احمد شاہ چوکیروی لکھتے ہیں:۔

خدا کے بندو! جب تمہاری کتب سے نام بردہ بزرگ کا تشیع

ثابت کیا گیا ہے تو اپنی معتبر کتابوں سے جواب پیش کرو(تحقیق فدک ص21)

جب ہم نے استدلال آپ کی کتاب سے کیا ہے تو جواب بھی آپ کو اپنی ہی کتاب سے دینا ہے،اس کے جواب میں فتاویٰ رضویہ و اہلسنت کی دیگر کتب سے استدلال نہیں کرسکتے۔

اب جو امام حاکم کی تصحیح پہ فتاویٰ رضویہ کا حوالہ پیش کیا تو وہ انہیں مفید نہیں کیونکہ ہم نے امام حاکم پہ جرح ان کے گھر سے پیش کی تھی لہذا جواب بھی انہیں اپنے گھر سے دینا ہوگا۔

امام حاکم پہ کذب کی جرح کا جواب اور ان کا اوکاڑوی کے نزدیک غالی شیعہ ہونا

پھر تحقیقی گفتگو کرتے ہوئے ہمارے معاند نے کہا کہ امام حاکم پہ کذب کی جرح بھی موجود ہے تو کیا آپ امام صاحب کی تمام روایات کو رد کردیں گے۔جناب من ہم الزام خصم کے طور پہ آپ کے حوالہ جات پیش کررہے ہیں،اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ اپنی کتب سے اس کا جواب دیں،مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب مزید سنئیے !امام حاکم کے متعلق آپ کے زبدۃ المحدثین جناب اوکاڑوی

صاحب لکھتے ہیں:۔

مگر اس کا پہلا راوی ابو عبد اللہ الحافظ غالی شیعہ ہے ۔۔۔۔جس کی سند کا ایک راوی غالی شیعہ ۔۔۔(رسائل اوکاڑوی ج4 ص284)

اب آپ کے مشہور مناظر محدث پالن پوری لکھتے ہیں:۔

مبتدع کی روایت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگراس کی گمراہی کفر کے درجہ تک پہنچی ہوئی تو اس کی روایت لینا جائز نہیں، جیسے غالی شیعہ (تحفۃ الالمعی ج1 ص112)

شریک بن عبداللہ پہ جرح

اس روایت میں ایک اور راوی شریک بن عبد اللہ ہے، اس کے متعلق تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:۔

یہ قاضی شریک بن عبداللہ ہیں، ان کی عدالت میں تو کوئی کلام نہیں لیکن کوفہ میں قاضی بننے کے بعد ان کے حافظہ میں تغیر پیدا ہو گیا تھا، اس لئے انہیں ضعیف قرار دیا گیا (درس ترمذی ج1 ص208)

لہذا یہ نقل کردہ روایت ضعیف ہے ایسے ہی سرفراز صاحب نے انہیں بھی کثیر الغلط اور کثیر الخطاء قرار دیا (احسن کلام ج2 ص140-141)

اور ہم سرفراز سے نقل کر چکے کہ کثیر الغلط راوی کی روایت قبول نہیں۔

شریک بن عبد اللہ آئمہ محدثین کی نظر میں

ابن حبان فرماتے ھیں:۔وکان فی آخر أمرہ یخطئ فیما یروی، تغیر علیہ حفظہ[الثقات (6/ 444)]علامہ ابن حجر لکھتے ھیں:۔صدوق یخطئ کثیرا, تغیر حفظہ منذ ولی القضاء بالکوفة، وکان عادلا فاضلا عابدا شدیدا علی أھل البدع [تقریب التھذیب (1/ 436)]امام النسائی فرماتے ھیں:۔وثقہ ابن معین، وقال غیرہ: سیئ الحفظ، وقال النسائی: لیس بہ بأس، ھو أعلم بحدیث الکوفیین من الثوری [الکاشف فی معرفة من لہ روایة فی الکتب الستة (2/ 574)]یحیٰ بن معین فرماتے ھیں:۔وثقہ ابن معین، وقال غیرہ: سیئ الحفظ، وقال النسائی: لیس بہ بأس، ھو أعلم بحدیث الکوفیین من الثوری [الکاشف فی معرفة من لہ روایة فی الکتب الستة (2/ 574)]امام مغلطائی لکھتے ھیں:۔وشریك کثیر الغلط [الإعلام بسنتہ علیہ الصلاة والسلام بشرح سنن ابن ماجہ الإمام (365/1)]

روایت زیر بحث شاذ اور نامقبول ہے

موصوف نے یہ بھی سوال فرمایا ہے کہ یہ شاذ کی کونسی قسم ہے تو اس کا جواب بھی ہم ان کے گھر سے پیش کرتے ہیں، سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا، مگر محدثین و اصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے، اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاہ کو محدثین نے قابل اعتبار نہیں سمجھا (کشف الباری ج15 ص112)

لیجئے! یہ روایت کیونکہ دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے۔خود آپ کے ممدوح علامہ ابن حجر جن سے آپ نے تصحیح پیش کی وہ بھی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم ظاہری نظر میں عقیدہ ختم نبوت کے معارض ہے (فتح الباری ج6 ص293 بحوالہ حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص274) لیجئے! ابن حجر نے سند کی تصحیح کے باوجود مضمون کے ظاہر کو عقیدہ ختم نبوت کے معارض قرار دیا۔اور عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل سے ثابت ہے، اور یہ حدیث ان دلائل کی مخالفت کی وجہ سے قبول نہیں۔

ادریس کاندھلوی کی ذاتی رائے کا جواب

ہم نے ادریس کاندھلوی صاحب کا حوالہ پیش کیا تھا موصوف فرماتے ہیں کہ وہ ذاتی رائے ہے، جناب یہ صرف آپ نے گلوخلاصی کی راہ نکالی ہے لیکن یہاں سے بھی ہم آپ کو کہیں نہیں جانے دیں گے، حوالہ جات حاضر ہیں۔ 1۔ ادریس کاندھلوی کا حوالہ پیش ہو چکا 2۔ سلیم اللہ خان کا حوالہ بھی عرض ہو چکا

3۔ اب تیسرا حوالہ پیش خدمت ہے، دیوبندی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

بعض نے اس حدیث کو موضوع بھی کہا ہے جیسا کہ روح میں ابی حبان سے نقل کیا ہے لہذا علماء بھی اس کو منوانے پہ زور نہ دیں (تسہیل بیان القرآن ص 1153)

لیجئے! تھانوی صاحب نے بھی اس کا موضوع ہونا نقل کیا اور اس سے اختلاف نہیں کیا بلکہ لکھا کہ اس کو منوانے پہ زور نہ دیں یعنی استدلال لیا، یعنی جب نقل سے اختلاف نہ ہو تو اتفاق کے مترادف ہے جیسا کہ سرفراز صاحب نے تصریح کی ہے

4۔ دیوبندی مفتی لکھتے ہیں:۔

اولاً تو شبہ اسرائیلیات کی وجہ سے اس کا محمل تلاش کرنے میں کاوش کی چنداں حاجت نہیں (احسن الفتاوی ج 1 ص 508)

5۔ دیوبندی محقق اسلم قاسمی لکھتے ہیں:۔

اس کے بارے میں چند علماء کا قول اور تنقید تو خود علامہ حلبی

نے نقل کر دی ہے جس سے اس حدیث کا کمزور ہونا ثابت
ہوتا ہے (سیرۃ حلبیہ ج1 ص469)

روایت اگر سنداً صحیح بھی تو۔۔۔۔ا

ہم توفیق ایزدی سے عرض کرتے ہیں کہ روایت اگر صحیح بھی ہوتو اس کا درست مفہوم یہ ہیکہ دیگر زمینوں میں ممتاز شخصیات ہیں، چنانچہ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

مگر عام فہم کے موافق سب سے اچھی اور سہل تفسیر اس کی وہ ہے جو روح المعانی میں ہے کہ ہر زمین میں ایسی مخلوق ہے جو اصل کی طرف لوٹتے ہیں۔۔۔اسی ان زمینوں میں بھی کچھ ایسے افراد ایسے ہیں جو دوسروں سے ممتاز ہیں (تسہیل بیان القرآن ص1153)

یہی بات احسن الفتاویٰ میں درج ہے۔ پھر تھانوی صاحب نے اس تفسیر کی توثیق کی ہے اور اسے سب سے اچھا قرار دیا ہے۔ پھر تھانوی صاحب کے متعلق دیوبندی حضرات لکھتے ہیں:۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں نہایت

ا یہ فیصلہ کن گفتگو تھی جو ہمارے مناظر نے آغاز میں ہی کر دی تھی، مگر دیوبندی مناظر آخر تک اس کو چھیڑنے کی جرات بھی نہ کر سکا۔

نیک انسان ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں حق ہے
(عشق رسول اور علمائے حق ص208)

لہذا ثابت ہوا کہ یہ روایت سندا صحیح بھی تو اس کا صحیح مفہوم صرف اس قدر ہوگا کہ ان زمینوں میں ممتاز شخصیات ہیں، انہیں نبی مان کر خواتم قرار دینا اور پھر بالذات اور بالعرض کی تقسیم سے نبوت کی دو قسمیں گھڑنے کی کوئی حاجت نہیں، نہ ہی خاتم النبیین کے معنی کو تبدیل کی کرنے ضرورت ہے۔لیکن نانوتوی صاحب نے یہ سب کچھ کیا اور مرزا قادیانی کے لئے راہ ہموار کی۔

آخر میں عرض ہیکہ فتاویٰ رضویہ میں فقط امام ترمذی کی تحسین پہ جرح ہے جبکہ ہم نے دیوبندیوں سے امام حاکم کی شخصیت پہ جروحات پیش کی ہیں دونوں کو ایک دوسرے پہ قیاس کرنا درست نہیں۔

دیو بندی مناظر کی تیسری ٹرم

امام حاکم کے بارے میں جناب کے گھر کی گواہی حدیث میں ثقہ ہے رافضی خبیث ہے۔۔۔سخت متعصب تھا ۔۔۔اندرون خانہ شیعت پر پختہ تھا کاش وہ مستدرک نہ لکھتا کیونکہ اس میں اس نے فضائل سے روگردانی کی ہے میزان الکتب مشہور بریلوی محقق مولانا محمد علی صاحب صفحہ نمبر 346 / 347 / 348 اس کے باوجود فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان نے امام حاکم کی تصحیح پر اعتبار کیا ہے بریلوی کتب میں فتاوی رضویہ سمیت 400 سے زائد مختلف مقامات پر مستدرک حاکم کی روایات سے استدلال کیا گیا ہے امید ہے کہ تسلی اور تشفی ہو جائے گی۔[1]

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بریلوی کی طرف سے زبردست تائید

اور سُنئے حدیث ××صلاۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ بغیر سواک ؓ×× (مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستّر ۷۰ نمازوں سے بہتر ہے) ابو نعیم نے کتاب السواک میں دو ۲ جید و صحیح سندوں سے روایت کی، امام ضیاء نے اسے صحیح مختارہ اور حاکم نے صحیح مستدرک میں داخل کیا اور شرطِ مسلم پر صحیح کہا ہے فتاوی رضویہ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 468 فاضل بریلوی لکھتے ہیں اور حاکم نے صحیح مستدرک میں داخل کیا اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے کیا فاضل بریلوی کے ذہن میں ایسے حوالہ

---

[1] جبکہ موصوف نے اپنی اگلی ٹرم میں خود کہا کہ فریقین کے نزدیک متساہل ہیں۔

جات نہیں تھے جن میں امام حاکم پر جرح کی گئی ہے قارئین پہلے وہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں »نصب الراية « (1/ 351): »قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي مُخْتَصَرِهِ: أَمَا اسْتَحَى الْحَاكِمُ يُورِدُ فِي كِتَابِهِ مِثْلَ هَذَا الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ« «البناية شرح الهداية« (2/ 202): »أما استحى الحاكم يورد في كتابه مثل هذا الحديث الموضوع، فأنا أشهد بالله والله إنه لكذب. وقال ابن عبد الهادي: سقط منه (لا) وتوثيق الحاكم لا يعارض ما يثبت في الصحيح خلافه؛ لما عرف من تساهله » «الجامع لكتب الضعفاء والمتروكين والكذابين« (17/ 159): »وقول الحاكم صحيح الإسناد، بل موضوع قبح الله من وضعه، وما كنت أحسب، ولا أجوز أن الجهل يبلغ بالحاكم إلى أن يصحح مثل هذا «ان تمام حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حاکم کی تصحیح معتبر نہیں اور وہ حدیث کی تحکیم میں متسائل ہیں کیا فاضل بریلوی ان حوالہ جات سے ناواقف تھے یہ ان حوالہ جات کا الزامی جواب ہے جو اپ نے مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب کی طرف سے پیش کیے ہیں۔

مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب کی طرف سے دیے گئے ایک الزامی حوالے کا

مسکت جوابحبیب اللہ ڈیروی صاحب کے حوالے پر ہم نے فتاوی رضویہ کو محض الزامی طور پر پیش کیا تھا اور امام ترمذی کے حوالے سے ایک اصولی موقف بیان کیا تھا کہ فما ھو جوابکم وھو جوابنا اس پر بریلوی مناظر صاحب نے اب تحقیق فدک نامی کتاب کا حوالے دیا ہے جس پر یہ استدلال کیا ہے کہ جس پر جرح کی گئی ہے اسکا جواب بھی اسی کے مسلک کی کتابوں سے دیا جائے گا۔اس پر سب سے پہلے تو یہ ذہن نشین کرلیں کہ بریلوی مناظر صاحب کو ہمارا استدلال ہی سمجھ نہیں آیا کہ ہم نے فتاوی رضویہ سے استدلال کیا کیا ہے؟۔ بقول ارشد مسعود چشتی صاحب کے جن کو الزامی جواب سمجھ نہ آئے اسکو میدان مناظرہ میں نہیں آنا چاہیے اس سے اس کا تو کچھ نہیں بگڑتا اس کے اکابر کی علمیت کا پول کھل جاتا ہے۔(تحفظ اہل سنت جلد اول) جناب ہم نے کہا تھا حبیب اللہ ڈیروی صاحب سے اس روایت پر جرح ثابت کیجیے۔کیونکہ آپ کی پیش کردہ جرح کا ہماری روایت سے کوئی تعلق نہیں نیز آپ کی جرح سے پوری مستدرک غلط نہیں ہوجاتی۔لہذا آپ نے حبیب اللہ ڈیروی صاحب کا حوالہ پیش کر کے جو نتیجہ اخد کرتے ہوئے استدلال کیا اس کا بطلان ہم نے فتاوی رضویہ کے حوالے سے کیا ہے اب جو نتیجہ آپ نے اخذ کرتے ہوئے استدلال کیا اس کا رد تو آپ کے گھر سے ہی کیا جانا تھا آپ نے جو استدلال کیا ہے اس کے تو ہم ذمہ دار نہیں کہ اس کا جواب بھی اپنی کتابوں سے دیتے پھریں تیمور رانا صاحب لکھتے ہیں پہلے موصوف اپنے ذہن میں ایک

اختراع سوچتے ہیں پھر اسے الفاظ کا جمع پہنا کر ہمارے سر منڈھ دیتے ہیں اور پھر تردید فرما کر اپنے حواریوں سے داد و تحسین کے ڈونگرے وصول کرتے ہیں وکیل صفائی نے جو اصول اہل سنت سے منسوب کیا ہے وہ ہرگز نہ تو ہمارے کسی کتاب میں ہے اور نہ ہی ہمارا موقف ہے۔(کنز الایمان اور مخالفین جلد دوم صفحہ 50) لہذا تحقیق فدک والا اصول یہاں پر لاگو نہیں ہوتا۔

حضرت اقدس مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب کی طرف سے پیش کردہ حوالہ کا جواب مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب نے امام بیہقی کے حوالے سے جو کچھ نقل فرمایا ہے اس میں حضرت سے تسامح ہوا ہے[1] کیونکہ جس روایت کو تحذیر الناس میں پیش کیا گیا ہے اور اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر امام بیہقی نے کوئی کلام نہیں فرمایا پہلے وہ حدیث پڑھ لیں »الأسماء والصفات - البيهقي« (2/ 267): 831» - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ، أنا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رضي الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعَ

---

[1] جبکہ خود موصوف اس قدر گھبرا چکے ہیں کہ سلیم اللہ کے کلام کو نقل پہ محمول کررہے ہیں

أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى " « ناظرین غور سے دیکھیں یہاں پر بلا جرح کے اس حدیث کو نقل کیا گیا ہے اور جس حدیث پر شاذ ہونے کی جرح کی ہے وہ الگ روایت ہے » الأسماء والصفات - البيهقي « (2/ 268):832 » - وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رضی الله عنهما فِي قَوْلِهِ عز وجل: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: فِي كُلِّ أَرْضٍ نَحْوَ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام. إِسْنَادُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما صَحِيحٌ، وَهُوَ شَاذٌّ بِمُرَّةَ، خود امام بیہقی کے استدلال سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے یہ شاذ کی دوسری قسم ہے اور امام بیہقی کی یہ الفاظ إِسْنَادُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما صَحِيحٌ، وَهُوَ شَاذٌّ بِمُرَّةَ تفرد راوی کی طرف مشیر ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ایک راوی کا تفرد ہے اور ایک اور واضح قرینہ بھی موجود ہے روایت میں موجود یہ لفظ (بِمُرَّةَ) کسی راوی کی طرف اشارہ نہیں ہے جیسا کہ بریلوی عالم مولانا غلام رسول سعیدی صاحب سے تسامح ہوا ہے انہوں نے اس کو ایک راوی سمجھ لیا ہے حالانکہ اس کا لفظ

کا مطلب یہ ہے (ایک مرتبہ) اگر یہ ہمارا مطلب قبول نہیں ہے تو بریلوی حضرات کو چیلنج ہے کہ مذکورہ بالا راوی حدیث سے نکال کر دکھائیں جس کا نام (مُرَّۃٌ) نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں

ابھی تو ابتدا عشق ہے روتا ہے کیا ⠀⠀ اگے اگے دیکھیے ہوتا ہے کیا[1]

راوی حدیث شریک پر اعتراض کا منہ توڑ جواب»

المستدرك على الصحيحين« (2/ 535):3822 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ، أَنْبَأَ عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعَ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى »هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ« [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3822 - صحيحراوی حدیث(شريك: هو ابن عبد الله النخعي) پر جرح کا تفصیلی جواب فریق مخالف نے علمائے دیوبند کے چند کتب سے مذکورہ بالا راوی

---

[1] ایہ اگے اگے بھی مخالف مناظر کا لکھا ہوا ہے، جس سے ان کی اردو دانی کا بھرم کھل جاتا ہے۔

پر جرح نقل کی ہے وہ اپنی جگہ بالکل صحیح اور درست ہے یہ جرح اس صورت میں ہے جب راوی شريك: هو ابن عبد الله النخعي کا کوئی متابع موجود نہ ہو جبکہ مذکورہ بالا حدیث کا متابع خود مستدرک حاکم میں موجود ہے »المستدرك على الصحيحين« (2/ 535): 3823 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، فِي قَوْلِهِ عز وجل: " {سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: فِي كُلِّ أَرْضٍ نَحْوُ إِبْرَاهِيمَ »هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ « [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3823 - على شرط البخاري ومسلم لہذا یہ اعتراض ختم ہوا اور اس کا زبردست قرینہ یہ موجود ہے یہ دو نقد حدیث کی امام حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ دونوں محدثین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

امام حاکم کے متعلق ایک اور جرح کا جواب بریلوی مناظر صاحب نے اب کی بار ایک اور جرح کرتے ہوئے مجموعہ رسائل مولانا امین اوکاڑوی رحمہ اللہ جلد چہارم کا حوالہ دیا کہ انہوں نے امام حاکم کو غالی شیعہ لکھا ہے اور پھر حضرت پالن پوری صاحب کے حوالے سے لکھا کہ جس کی بدعت حد کفر پر پہنچی ہو اس سے روایت لینا

جائز نہیں جیسے غالی شیعہ۔الجواب اول تو مناظر صاحب نے ڈنڈی ماری ہے اور تحفۃ الالمعی جلد اول کا حوالہ پیش کرنے میں سخت خیانت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ حضرت پالن پوری رحمہ اللہ کی مکمل عبارت یوں تھی"مبتدع کی روایت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کی گمراہی کفر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہو تو اس کی روایت لینا جائز نہیں ، جیسے غالی شیعہ یعنی باطنیہ، قرامطہ، امامیہ یعنی اثنا عشریہ اور خطابیہ سے روایت کرتا جائز نہیں۔ اور اگر اس کی گمراہی فسق کے درجہ کی ہو، جیسے تفضیلی شیعہ کی گمراہی تو دیکھا جائے: اگر وہ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے تو وہ معاند ہے، اور اصح مذہب یہ ہے کہ اس سے روایت جائز نہیں اور اگر وہ اپنے مذہب کی دعوت نہیں دیتا تو اس سے روایت کرنا جائز ہے۔"(جلد 1 ص 112)اب حضرت نے غالی شیعہ کے بعد یعنی باطنیہ کا لفظ لگا کے خود وضاحت کردی کہ اس سے مراد باطنیہ تھے اب امام حاکم کو حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے کہیں بھی باطنیہ نہیں کہا ہے۔ گویا پالن پوری صاحب تو مقید بات کر رہے تھے اور آن جناب نے اسے کدھر جوڑ دیا۔ ارشد مسعود چشتی صاحب لکھتے ہیں:۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ دیو بندی موصوف نے اس حوالے کو سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر منطبق کر کے دھوکہ دہی اور دجل وفریب سے کام لیا ہے"(تحفظ اہل سنت جلد 1 ص 221)

لہذا بریلوی مناظر صاحب باطنیہ والے حوالے کو امام حاکم پر فٹ کرنے والے جرم دار ہیں اور ارشد صاحب کے نزدیک دھوکہ دہی، دجل وفریب کے مرتکب ہوئے ہیں ۔دومیہی ارشد صاحب لکھتے ہیں" دیو بندی موصوف نے تھانوی صاحب کا جو حوالہ پیش کیا اس میں وہ سیدی اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی تو نہ دکھا سکے اور نہ ہی دکھا سکتے ہیں" (ص222)

لہذا اس اصول پر بریلوی مناظر کو چاہیے ارشد صاحب کے کہے کے مطابق محدث پالن پوری صاحب کے حوالے سے غالی شیعہ سے مراد امام حاکم لیا گیا ہو دکھائیں جو یہ کہیں نہیں دکھا سکتے ۔سو ان کی روایت کو رد کرنے کا کیا قرینہ ہوا ؟سو امام حاکم کے بارے میں جروحات جو بریلوی محقق مولانا محمد علی نقشبندی صاحب نے لکھی ہیں وہ بھی پیش خدمت ہیں ۔امام ذہبی کی جرح نقل کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس رافضی صاحب مستدرک کا برا ہو ۔(میزان الکتب ص 346)مزید لکھتے ہیں ابن طاہر کہتے ہیں۔میں نے ابو اسماعیلی انصاری سے حاکم کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔حدیث میں ثقہ ہے۔رافضی خبیت ہے۔پھر ابن طاہر ہی کہتے ہیں۔کہ حاکم سخت متعصب تھا (ص 348)مزید حاکم نیشا پوری ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ معروف ابن بیع ۔یہ بہت بڑے شیعوں میں سے ہے۔اور ان کی شریعت کے ستون ہیں ۔ابن بیع کا میلان شیعیت کی طرف تھا۔شیعہ سنی دونوں اس کے تشیع کی تصریح کرتے ہیں ذہبی نے ابن طاہر سے بیان کیا۔کہ میں

نے ابو اسماعیلی انصاری سے حاکم کے متعلق پر چھا۔ کہنے لگے حدیث میں ثقہ ہے۔ اورخبیث رافضی ہے۔(ص349) یہ جروحات مختلف محدثین سے خود بریلوی محقق نے نقل کی ہیں اس کے باوجود بھی فاضل بریلوی صاحب نے ان کی روایت لی چنانچہفاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بریلوی کی طرف سے زبردست تائیداور سنئے حدیث "صلاۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ بغیر سواک" (مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر ۷۰ نمازوں سے بہتر ہے) ابو نعیم نے کتاب السواک میں دو ۲ جید وصحیح سندوں سے روایت کی، امام ضیاء نے اسے صحیح مختارہ اور حاکم نے صحیح مستدرک میں داخل کیا اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے (فتاوی رضویہ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 468) فاضل بریلوی لکھتے ہیں اور حاکم نے صحیح مستدرک میں داخل کیا اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے کیا فاضل بریلوی کے ذہن میں ایسے حوالہ جات نہیں تھے جن میں امام حاکم پر جرح کی گئی ہے۔؟ جو جواب تم اس کا دو گے ہماری طرف سے وہی جواب مان لینا۔ چہارم محمد علی نقشبندی صاحب ہی لکھتے ہیں تو معلوم ہوا۔ کچھ لوگ حدیث کے امام بن کر کے بھی شیعیت سے نہیں بچ سکے۔ اس لیے جس محدث پر شیعیت ٹپکتی ہو اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتے" (میزان الکتب ص 351) جب وہ اہل سنت کے لیے حجت ہی نہیں تو فاضل بریلوی کی ان سے روایت لینے کی وجہ؟ پنجم ہمارے پیش کردہ حوالوں سے یہ معلوم

ہوا کہ امام حاکم حدیث میں ثقہ تھے لہذا ہماری پیش کردہ روایات کی توثیق ہوئی ۔اور ہم تو روایات لے سکتے ہیں مگر بریلوی حضرات کے لیے تو راستہ ہی بند کر دیا کہ جس محدث سے شیعت ٹپکتی ہو وہ اہل سنت پہ حجت نہیں ۔تو فاضل بریلوی کا ان سے روایت لینا کس اصول سے ہوا؟ بریلوی مناظر صاحب جب جواب دیں تو اس منافقت پہ بھی کچھ ضرور عرض کریں۔

بریلوی محقق عالم مولانا غلام رسول سعیدی کی طرف سے زبردست تائید

غلام رسول سعیدی صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ نے اس اثر کا ذکر امام ابن جریر، امام ابن ابی حاتم امام حاکم اور ان کی تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی کی شعب الایمان" اور"کتاب الاسماء والصفات کے حوالوں سے کیا ہے۔ (الدر المنثور ج ۸ ص ۱۹۷ دار احیاء التراث العربي بیروت)علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ ھ لکھتے ہیں: علامہ ابوالحیان اندلسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کے اس اثر کو موضوع قرار دیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں ہے۔(تبیان القران ص 94 جلد 12 ذیل مذکورہ آیت)مزید امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔حافظ

ذہبی نے بھی کہا ہے صحیح حدیث ۔(المستدرک، جلد 2،صفحہ 23، پرانا ایڈیشن، المستدرک، حدیث نمبر 3822، المتبع العصریہ 1320 ہجری)(تبیان القران جلد12 ص93,92)

بریلوی مناظر نے شروع میں جو دعوی کیا تھا کہ اس حدیث کی سند درست نہیں یہ دعوی خود ان کے گھر سے غلط ثابت ہوا۔[1]

ائمہ محدثین اور بریلوی علماء اکابرین ختم نبوت کے منکر ؟

پہلے ان حوالا جات کو غور سے پڑھ لیجیے حوالہ نمبر 1 مولوی حسن علی رضوی صاحب لکھتے ہیں"مولوی نقی علی خان اس تحریر سے بھی مطمئن نہ ہوئے ان کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن منکر خاتم النبیین ٹھہرتے ہیں"(محاسبہ دیوبندیت جلد 2 ص 451)فاضل بریلوی کے والد کے فتوی کی رو سے سارے محدثین بشمول غلام رسول سعیدی ختم نبوت کے منکر ہوئے حوالہ نمبر 2 رضا خانی مناظر اشرف سیالوی صاحب کے بیٹے غلام نصیر الدین سیالوی صاحب بھی اپنی کتاب میں یہی لکھتے ہیں" اگر نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے تو وہ اثر ابن عباس کی تصحیح وتقویت کیوں کر رہے ہیں"(عبارات

---

[1] دعویٰ تو جناب آپ کا تھا ہمارے مناظر نے جواب دعویٰ کیا تھا۔اور اگر اسے غور سے پڑھ لیتے تو یہ شکایت نہ کرتے۔اس لئے کہ وہاں صراحت ہے کہ اگر سند اصحیح بھی ہو تو تاویل ممکن ہے،اس کا جواب پچھلی ٹرم میں دیا جا چکا،جس کو آخر تک موصوف ٹچ نہ کر سکے۔

اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص 192 جلد اول) بریلوی فتوے سے جو اثر ابن عباس کی تصحیح کرے وہ ختم نبوت زمانی کا قائل نہیں ہوسکتا تصویر کا ایک اور رخ بھی ملاحظہ فرمائیں بریلوی حضرات کا عقیدہ کہ 7 خاتم النبیین ہیں دوسری جگہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اثر یہ صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں ہے حاشیہ میں مولانا غلام دستگیر قصوری کے حوالے سے لکھا ہے جن کی عبارت کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے سات خاتم النبیین کا اقرار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت اس زمین میں مبعوث ہونے والی انبیاء کے اعتبار سے ہے کیا ان کی یہ توضیحات اور تشریحات قران مقدس کے خلاف نہیں ہے قران مقدس میں تو فقط ایک خاتم النبیین حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان کیا گیا ہے جب کہ بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ سات خاتم النبیین ہیں تبیان القران علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی فرید بک سٹال صفحہ نمبر 94 / 93 / 92 مولانا غلام دستگیر قصوری کی تائید ایک واسط سے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بھی کرتے ہیں تو کیا یہ سب حضرات ختم نبوت کے منکر تھے؟

طے شدہ موضوع سے فرار کی ناکام کوشش فریقین کا موضوع گفتگو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث تھی جس کو موصوف چھوڑ کر تحذیر الناس کی طرف

جانا چاہتے ہیں جو یقینی طور پر خلط مبحث ہے ورنہ ہمارے منہ میں بھی زبان ہے ہم اپ کے گھر کی کتابوں سے اپ کو نبوت ہی کا منکر ثابت کر دیں گے علامہ سیالوی کی تحقیقات کے حوالہ جات اگر میں نے پیش کرنا شروع کر دیے تو پھر اپ منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہیں گے کیونکہ اپ نے تحذیر الناس کو تھوڑا چھیڑا ہے ہم بھی اپ کے ساتھ تھوڑی سی چھیڑ خانی کر لیتے ہیں۔

مشہور بریلوی محقق اور مناظر مولانا مفتی جمیل احمد صدیقی اپنی کتاب التبشیر ات میں مشہور بریلوی مناظر مولانا اشرف علی سیالوی صاحب کو نبوت ہی کا منکر قرار دیتے ہیں اصولی طور پر تو پہلے اس پر بحث ہونی چاہیے دوسری طرف حضرت علامہ مولانا اشرف سیالوی صاحب کہتے ہیں کہ میرا یہ عقیدہ جس کی بنیاد پر مجھے کافر کہا جا رہا ہے 14 صدیوں سے امت مسلمہ کا یہی عقیدہ ہے اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بھی میرے ہم عقیدہ ہیں۔

اہلسنت صدر مناظر:۔

میں بطور صدر مناظر عرض کرتا ہوں آپ خلط مبحث کے مرتکب ہو رہے ہیں تحذیر الناس پہ گفتگو آئندہ آ رہی ہے۔۔۔۔ہمارے مناظر نے صرف آپ کے دعویٰ کے حوالہ سے تحذیر کو چھیڑا ہے اس پہ مستقل اعتراض نہیں کیا مگر آپ مجبور ہو کر خلط مبحث پہ آمادہ ہے اس موضوع کا اثر ابن عباس سے کوئی تعلق نہیں

دیوبندی مناظر

رانا تیمور صاحب جتنا اپ کے مناظر نے مجھے چھیڑا ہے میں کوشش کروں گا کہ اتنا ہی ہاتھ رکھوں میری طرف سے زیادتی نہیں ہوگی۔حضرت بس اتنا ہی چھیڑنا تھا اس سے زیادہ نہیں امید ہے کہ اب اپ کے مناظر خلط مبحث نہیں کریں گے۔خبردار اگر کسی نے مفتی جمیل احمد صاحب کو غیر معتبر کہا حضرت سے میرے بہت اچھے تعلقات ہیں

دیوبندی مناظر کی طرف سے حوالہ نمبر 4

»تفسير ابن أبي حاتم « (10/ 3361): »قَوْلُهُ تَعَالَى وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ 18918 - عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ قَالَ:سَبْعُ أَرْضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى «مشهور مفسر قران (أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (ت ۳۲۷ھ) نے اپنی تفسیر (تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم) میں بغیر کسی تردید کے قران مقدس کی اس ایت (قَوْلُهُ تَعَالَى وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) سے استدلال فرماتے ہوئے حدیث ابن عباس رضی

اللہ عنہما کا تذکرہ فرما کر ہمارے موقف کی زبردست تائید فرمادی ہے
ابھی تک بریلوی مناظر کی طرف سے ایک بھی مسلم محدث کا حوالہ پیش نہیں کیا گیا جس نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہو اور ہم نے پانچ محدثین سے اس حدیث کی صحت کو ثابت کیا ہے۔

دیوبندی مناظر کی طرف سے پانچویں دلیل

» الأسماء والصفات - البيهقي « (2/ 267):831» - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ، أنا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رضى الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعَ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى "« امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی سند پر کوئی کلام نہیں فرمایا اور یہ ہمارے موقف کی زبردست دلیل ہے۔

ضروری وضاحت ہم نے اپنے موقف پر پیش کردہ حدیث کی صحت کو تین محدثین سے صحیح ثابت کر چکے ہیں امام بیہقی بھی اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں گویا چار

محدثین نے ہماری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

دیوبندی مناظر کی طرف سے چھٹی دلیل

مشہور مفسر (أبو الحسن علی بن أحمد بن محمد بن علی الواحدی، النیسابوری، الشافعی)(ت ۴۶۸ھ)نے اپنی تفسیر (التَّفْسِيرُ البَسِيْط) میں ان تمام روایات کے ساتھ ساتھ دیگر محدثین کی اراء کو نقل فرما کر ہمارے موقف کی زبردست تائید فرمائی ہے »التفسير البسيط « (21/ 523): »وقال مجاهد: يتنزل الأمر بينهن بحياة بعض وموت (1) بعض، وغنى واحد (2) وفقر آخر، وسلامة هذا وهلاك ذاك (3). قال: وهذه الأرض إلى التى تحتها مثل فسطاط بأرض فلاة، وهذه السماء إلى التى فوقها مثل حلقة فى فلاة (4).وقال قتادة: فى كل سماء من سمائه، وأرض من أرضه خلق من خلقه وأمر من أمره، وقضاء من قضائه (5).وروى ابن أبي نجيح عن مجاهد {يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ} قال: بين الأرض السابعة إلى السماء السابعة (6).وروى مجاهد عن ابن عباس فى تفسير هذه الآية قال: لو حدثتكم بتفسيرها لكفرتم، وكفركم تكذيبكم بها

(7).وروی أبو الضحی (8) عنه قال: فی کل أرض نبی کنبیکم، وآدم کآدم، ونوح کنوح، وإبراهیم کإبراهیم، وعیسی کعیسی، ونحو ما علی الأرض من الخلق)

مشہور مفسر امام مجاہد قران مقدس کی ایت (یتنزل الامر بینھن) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ وحی کا سلسلہ سات اسمانوں اور سات زمینوں تک پھیلا ہوا ہے اب جو شخص ان معتبر تفاسیر کا انکار کرے گا وہ دراصل وحی کا انکار کر رہا ہے

ایک ضمنی اصول کی طرف اشارہ

صحابی کی تفسیر حدیث مسند کا درجہ رکھتی ہے حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ شَاذَانُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " كَانَ فِيكُمْ أَمَانَانِ: مَضَتْ إِحْدَاهُمَا، وَبَقِيَتِ الْأُخْرَى ". {وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ، وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ} [الأنفال: 33] »هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وَقَدِ اتَّفَقَا عَلَى أَنَّ تَفْسِيرَ الصَّحَابِيِّ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ« وَلَهُ

شَاهِدٌ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ" حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ھیں: تمہارے اندر دو "امان" تھے، ان میں سے ایک گزر چکا ہے اور اب صرف ایک باقی ہے (ایک امان یہ تھا)" »وما کان اللہ لیعذبھم« (اور دوسرا امان یہ ہے): »وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون« ☆☆ یہ حدیث امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن اسے صحیحین میں نقل نہیں کیا گیا۔ جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر حدیث مسند کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اس حدیث کی ایک شاہد حدیث بھی موجود ہے جو کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (وہ حدیث درج ذیل ہے)" Al Mustadrak Hakim#1988 اس حوالے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو تفسیر ہم نے پیش کی ہے وہ صحابی کا اپنا قول نہیں ہے بلکہ وہ حدیث مسند کے درجے میں ہے

دیوبندی مناظر کی طرف سے ساتویں دلیل مشہور مفسر قران (أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن ﷺثير القرشي البصري ثم الدمشقي (ت ٧٧٤ﷺ) اپنی تفسیر (تفسیر القرآن العظیم) یعنی تفسیر ابن کثیر میں بہت سے روایات نقل کرنے کے بعد خلاصہ کے طور پر یہ لکھتے ہیں زمین کے ساتوں حصوں میں مخلوق خدا کا ہونا بمع انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بہت سی احادیث سے ثابت ہے اس کا منکر قران وسنت کا

منکر ہے حافظ ابن کثیر کی عبارت غور سے ملاحظہ فرمائیں »تفسير ابن كثير - ت السلامة « (8/ 156): »وَمَنْ حَمَلَ ذَلِكَ عَلَى سَبْعَةِ أَقَالِيمَ فَقَدْ أَبْعَدَ النَّجْعَة، وَأَغْرَقَ فِي النَّزْعِ وَخَالَفَ الْقُرْآنَ وَالْحَدِيثَ بِلَا مُسْتَنَدٍ. وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي سُورَةِ الْحَدِيدِ عِنْدَ قَوْلِهِ: {هُوَ الأَوَّلُ والآخِرُ والظَّاهِرُ والْبَاطِنُ} [الْآيَةَ: 3] ذَكَرَ الْأَرَضِينَ السَّبْعَ، وَبُعْدَ مَا بَيْنَهُنَّ وَكَثَافَةُ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ وَهَكَذَا قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَغَيْرُهُ، وَكَذَا فِي الْحَدِيثِ الْآخِرِ "مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَالْأَرَضُونَ السَّبْعُ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ فِي الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ" (4). وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا وَكِيع حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِر عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: {سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} قَالَ لَوْ حَدَّثْتُكُمْ بِتَفْسِيرِهَا لَكَفَرْتُمْ وَكُفْرُكُمْ تَكْذِيبُكُمْ بِهَا.وَحَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ الْقُمِّيّ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ {اللهُ الَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنّ}

الْآيَةَ. فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ مَا يُؤَمِّنُكَ إِنْ أَخْبَرْتُكَ بِهَا فَتَكْفُرُ.
وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الضُّحى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هَذِهِ الْآيَةِ {اللهُ الَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} قَالَ عَمْرٌو قَالَ فِي كُلِّ أَرْضٍ مِثْلُ إِبْرَاهِيمَ ونحو ما على الأرض من « »الْخَلْقِ.وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى فِي حَدِيثِهِ فِي كل سماء إبراهيم (1) وقد وروى الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ هَذَا الْأَثَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِأَبْسَطَ مِنْ هَذَا [السِّيَاقِ] (2) فَقَالَ: أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ أَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ {اللهُ الَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} قَالَ سَبْعُ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ وَآدَمُ كَآدَمَ وَنُوحٌ كَنُوحٍ وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ وَعِيسَى كَعِيسَى«

دیوبندی مناظر کی طرف سے اٹھویں دلیل

مشہور محدث (سراج الدین أبو حفص عمر بن علی بن أحمد

الأنصاری الشافعی المعروف بہ ابن الملقن (۷۲۳ - ۸۰۴ ھ) اپنی کتاب (التوضیح لشرح الجامع الصحیح) میں تحریر فرماتے ہیں جو اس کا خلاصہ یہ ہے قران مقدس کی اس ایت (اللهُ الذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر یہ ہے کہ ہر زمین میں انبیاء کا سلسلہ جاری رہا ہے پھر اگے چل کر علامہ (الجورقاني) کے حوالے سے لکھتے ہیں اس سلسلہ کے ایک حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے حوالہ ملاحظہ فرمائیں »التوضیح لشرح الجامع الصحیح« (19/ 23): »وروى البيهقي عن أبي الضحى مسلم، عن ابن عباس أنه قال: {اللهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى. ثم قال: إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح، وهو شاذ، لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعًا. وفي سنن ابن ماجه: أن ما بين السماء والأرض مسيرة ثلاثة وسبعين سنة أو نحوها، وكذا بين كل سماء وسماء. وقال الجورقاني: إنه حديث صحيح«

امام جوزقانی بھی ہماری پیش کردہ روایت کو صحیح قرار دے رہے ہیں گویا چھ محدثین

سے ہم نے اپنے موقف کی صحت ثابت کردی ہے۔

دیوبندی مناظرہ کی طرف سے نویں دلیل مشہور محدث(أحمد بن علي بن محمد، ابن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ[1]) اپ نے کتاب(إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة) میں اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ یعنی یہ دونوں حدیثیں شیخین کی شرط پر صحیح ھیں ان دونوں روایت پر کوئی جرح نہیں فرمائی حافظ ابن حجر کا حوالہ نوٹ فرمائیں »إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة« (8/ 65): »- حَدِيثُ كم: " فِي قَوْلِهِ: اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ. قَالَ: سَبْعَ أَرَضِينَ، فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى " الْحَدِيثَ. كم فِي تَفْسِيرِ الطَّلاقِ: أنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْهُ، بِهَذَا. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ،

---

[1] دیوبندی موصوف کی چالاکی دیکھئے مکرر علامہ ابن حجر کا حوالہ پیش کرکے نمبر شماری کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔

ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، بِبَعْضِهِ. وَقَالَ:
صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ«

دیوبندی مناظر کی طرف سے دسویں دلیل

مشہور حنفی محدث (: بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العينى (ت ۸۵۵ ھ) اپنی کتاب (عمدة القارى شرح صحيح البخارى) میں قران مقدس کی اس ایت (أَللهُ الَّذِى خلَقَ سَبْعَ سَماواتٍ ومِنَ الأَرْضِ مَثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ الله علَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وأَنَّ الله قَدْ أحاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمَاً) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ زمین صرف ایک ہے اس کا یہ عقیدہ قران وسنت سے ٹکراتا ہے پھر اگے وہی روایات بیان فرمائی ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں چنانچہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں »عمدة القارى شرح صحيح البخارى« (15/ 111): »(بابُ مَا جاءَ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ) هَذَا بَاب فِي بَيَان مَا جَاءَ فِي وضع سبع أَرضين.وقَوْلِ الله تعَالى {أَللهُ الَّذِى خلَقَ سَبْعَ سَماواتٍ ومِنَ الأَرْضِ مَثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ الله علَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وأَنَّ الله قَدْ أحاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمَاً (الطَّلَاق « »عمدة القارى شرح صحيح البخارى « (15/

111): »بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (الطَّلَاق: 21) .وَقَول الله، بِالْجَرِّ عطفا على قَوْله: فِي سبع أَرضين. قَوْله: (الله) مُبْتَدأ. و: الَّذِي خلق، خَبره. قَوْله: (سبع سموات وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ) فِي الْعدَد، قيل: مَا فِي الْقُرْآن آيَة تدل على أَن الْأَرْضين سبع: إلاَّ هَذِه الْآيَة. وَقَالَ الدَّاودِيّ: فِيهِ دلَالَة على أَن الْأَرْضين بَعْضهَا فَوق بعض مثل السَّمَوَات لَيْسَ بَينهَا فُرْجَة، وَحكى ابْن التِّين عَن بَعضهم: أَن الأَرْض وَاحِدَة، قَالَ: وَهُوَ مَرْدُود بِالْقُرْآنِ وَالسّنة. وروى الْبَيْهَقِيّ عَن أبي الضُّحَى عَن مُسلم عَن ابْن عَبَّاس، رَضِي الله تَعَالَى عَنْهُمَا، أَنه قَالَ: {الله الَّذِي خلق سبع سموات وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ} (الطَّلَاق: 21) . قَالَ: سبع أَرضين فِي كل أَرض نَبِي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وَإِبْرَاهِيم كإبراهيمكم وَعِيسَى كعيسى، ثمَّ قَالَ: إِسْنَاد هَذَا الحَدِيث عَن ابْن عَبَّاس صَحِيح، وَهُوَ شَاذ بمرَّة لَا أعلم لأبي الضُّحَى عَلَيْهِ مُتَابعًا. وروى ابْن أبي حَاتِم من طَرِيق مُحَمَّد عَن مُجَاهِد عَن ابْن عَبَّاس، قَالَ: لَو حدثتكم بتفسير هَذِه الْآيَة لكفرتم، وكفركم تكذيبكم بهَا«

تفرداور ذاتی قول کے متعلق بریلوی اعتراض کا تحقیقی جواب

ہم نے شیخ الحدیث مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے حوالے سے اپنی ایک معروض پیش کی تھی کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق ان کی رائے جمہور علماء اکابرین متقدمین ومتاخرین نیز علمائے دیوبند کی اراء کو مدنظر رکھتے ہوئے تفرد کی حیثیت رکھتی ہے فریق مخالف نے شیخ الحدیث شیخ مولانا سلیم اللہ خان کا ایک اور حوالہ پیش کیا جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ ان کا بھی قول ہے تو اس پر بھی یہ عرض ہے کہ وہ ناقل ہیں اور اپنی کچھ معروضات معارف القران سے بھی نقل فرمائی ہیں حضرت اقدس حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے حوالے سے عرض ہے حضرت نے فرمایا کہ بعض علماء نے اس کو موضوع کہا ہے یہ بعض کا لفظ خود تضعیف کی طرف مشیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جمہور علماء اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں باقی منوانے پر زور نہ دینا اس کے ہم بھی قائل ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو حضرات محدثین اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں ان کو ختم نبوت کے منکرین نہیں سمجھنا چاہیے جیسا کہ اج کل مرزا جہلمی کا وطیرہ ہے

تفرد وذاتی رائے کے متعلق بریلوی معروضات کا الزامی جواب

جب ہم نے مولانا علامہ ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے تفرد کا قول کیا تو اس پر فریق مخالف نے بزعم خود پانچ حوالوں کے نمبر لگا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ

اب میں نے پانچ کی گنتی پوری کر دی ہے گویا اب یہ تفرد نہیں رہا اور ہمارے تفرد والے جواب کو گلو خلاصی کا نام دیا اور یہ کہا کہ یہاں سے بھی ہم اپ کو کہیں جانے نہیں دیں گے۔ جواب پہلی بات تو یہ کہ ذاتی رائے میں تعداد کا اعتبار بریلویوں کے ہاں وجود نہیں رکھتا کہ اتنے بندے ہوں تو تفرد ہے اور پانچ چھے یا اتنے ہوں تو تفرد نہیں ہے۔ دلیل جناب تیمور رانا صاحب لکھتے ہیں" (یہ باتیں) مصنفین کی ذاتی آراء پر مشتمل ہیں ان کا مسلک اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں۔" (دوست و گریباں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ صفحہ 547) گویا متعدد مصنفین کی بھی آراء کو بھی ذاتی رائے کہا جا سکتا ہے۔ اگر اب بھی مناظر صاحب کو تشفی نہیں ہوتی تو ایک اور حوالا دیکھیں جناب تیمور رانا لکھتے ہیں جناب نے یہ اعتراض کیا کہ غلام مہر علی صاحب کو کیونکہ دوسرے مولویوں کی تائید حاصل ہے اور انہوں نے جناب کی کتاب سے متعلق تعریفی کلمات ادا کیے ہیں اس لیے اسے تفرد نہیں کہہ سکتے جناب کہ اس لایعنی اعتراض سے ان کی علمی حیثیت تو خود بخود واضح ہو گئی (کنز الایمان اور مخالفین حصہ دوم صفحہ 74) گویا دیگر ومعتدد حضرات کا ہم موقف ہونا بھی تفرد کے دعوی کو ختم نہیں کرتا۔ بلکہ اس پہ اعتراض لایعنی اور علمی حیثیت کو بیچ چوراہے پھوڑ دینے کے مترادف ہے۔ امید ہے تشفی ہو گئی ہو گی

اہلسنت مناظر کی ٹرم نمبر 3

سب سے اول تو عرض ہیکہ موصوف نے ہمارے کئی دلائل کو چھوا تک نہیں، مثال کے طور پہ ہم نے اسلم قاسمی اور احسن الفتاویٰ اس روایت کی تردید نقل کی تھی، مگر موصوف نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس روایت کا صحیح معنیٰ تھانوی صاحب سے بیان کیا تھا، جناب اس سے غض بصر کر کے دوڑ گئے اور چالیس حوالہ جات پیش کرنے کی دھمکی دینے لگے، اس پہ یہی کہنا ہے کہ

؎ اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جناب چالیس نہیں چار سو بھی حوالہ پیش کر دیں، اگر وہ دعویٰ سے مطابقت نہ رکھتا ہو، تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کا دعویٰ ہیکہ اثر ابن عباس کی تصحیح سے تحذیر الناس پہ جملہ اعتراضات کا خاتمہ ہوتا ہے، آپ نے جتنے بھی تصیح کے حوالہ جات پیش کئے، ان میں محض سات زمینوں کے قول کو قبول کیا گیا ہے، کسی محدث نے ساتھ خواتم کا قول نہیں کیا۔ ہم قیامت کی صبح تک چلینج کرتے ہیں! جناب مفتی صاحب! آپ زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں، مر سکتے ہیں مگر ایک محدث کا حوالہ پیش نہیں کر سکتے، جس نے تحذیر الناس کی تشریح کی تائید کی۔ اگر کسی نے تصحیح کی ہے تو اس نے اس کا مطلب ہمارے موافق ہی بیان کیا ہے، جسے ہم دوسری ٹرم میں تھانوی صاحب کے حوالہ سے عرض کر چکے۔ اور آپ میں اس کی تردید کی ہمت نہ

ہوسکی۔اب ہم اولا آپ کی پیش کردہ تصحیات کا جواب عرض کرتے ہیں،اس کے بعد دیگر دلائل کی طرف متوجہ ہونگے۔

اما حاکم کی تصحیح کا جواب

قارئین !امام حاکم کی تصحیح کا تو خود علماء دیوبند بھی اعتبار نہیں کرتے۔بقول سرفراز صفدر:۔

> علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ امام حاکم مستدرک میں موضوع اور جعلی حدیثوں تک کی تصیح کر جاتے ہیں (احسن الکلام ج 2 ص115)

حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں:۔

> امام حاکم کثیر الغلط ہیں مستدرک میں انہوں نے کافی غلطیاں کی ہیں بعض دفعہ ضعیف بلکہ موضوع حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہہ دیتے ہیں۔۔۔(نور الصباح ص62-62)

لیجئے !یہاں حبیب اللہ ڈیروی نے مطلقا امام حاکم کی کثیر الغلط کہا اور واضح لکھا کہ وہ موضوع حدیث کو بھی صحیح کہہ دیتے ہیں،اس لئے معاند کا اسے خاص روایت تک محدود کرنا محض دھوکہ وفریب دینا ہے۔ظفر اقبال صاحب لکھتے ہیں:۔

> لہذا محدثین کے نزدیک مستدرک حاکم کی وہی روایات قابل اعتبار ہیں جن تصحیح پر امام حاکم کے ساتھ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ

علیہ تلخیص المستدرک میں متفق ہوں (سیدنا معاویہ گمراہ کن غلط فہمیوں کا ازالہ ص80)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی یہی قول نقل فرمایا ہے (بستان المحدثین ص 70) اس لئے امام حاکم کی تصحیح قابل قبول نہیں۔

امام ذہبی کی تصحیح کا جواب

اولاتو امام ذہبی بھی تصحیح میں فروگذاشت کر جاتے ہیں، اس لئے ان کی تصحیح من وعن قبول نہیں، دیوبندی امام انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:۔

فرمایا کہ ذہبی نے مستدرک حاکم پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ کوئی شخص حاکم کی تصحیح پر اطمینان نہ کرے تاوقتیکہ میری تنقید نہ دیکھ لے میں کہتا ہوں ذہبی کی یہ بات بے محل ہے (نوادرات امام کشمیری ص25)

ایسے فقیر اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

لیجئے! امام حاکم رحمہ اللہ جن تصحیح احادیث میں متساہل ہیں اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ان کی موافقت میں فروگذاشت کر جاتے ہیں۔تو ہوسکتا ہے کہ نافع بن محمود مجہول کی حدیث کی تصحیح میں بھی انہوں نے روایتی تساہل سے کام لیا ہو (خاتمۃ الکلام ص450)

اس لئے امام ذہبی کی تصحیح خود دیوبندیوں کے نزدیک من وعن قبول نہیں۔ثانیا انہوں نے خود اس روایت پہ کلام کیا ہے اور واضح لکھا کہ یہ قبول نہیں، اس پہ تفصیلی حوالہ آئندہ بحث کی زینت ہوگا۔

امام ابن حجر کی تصحیح کا جواب/ دلیل نمبر 3

قارئین! ہم نے ابن حجر کی تصحیح کا جواب ٹرم دو میں ہی عرض کر دیا تھا، کہ تصحیح کہ باوجود وہ اس روایت کے ظاہر کو ختم نبوت کے خلاف سمجھتے ہیں، موصوف نے کل سارا دن لیا۔لیکن ہماری اس وضاحت کا جواب نہ دے سکے۔

حوالہ نمبر 4 کا جواب تفسیر ابن ابی حاتم کا جواب

موصوف نے تفسیر ابن ابی حاتم کا حوالہ نقل کیا اور کہا کہ انہوں نے روایت بلا تردید نقل کر تصحیح کی ہے (مخلصا) قارئین! تفسیر ابنن ابی حاتم میں محض یہ روایت نقل ہے اور نقل روایت علماء دیوبند کے نزدیک بھی مذہب نہیں ہوتا۔دیوبندی محمد عبدالکریم نعمانی لکھتے ہیں:۔

> اور ضروری نہیں کہ ہر نق کی ہوئی بات ناقل کا عقیدہ ہو۔مگر چترو ڑی صاحب کی دیانت یہ ہے کہ محض نقل روایت کی بناء پر اسے امام بخاری کا مذہب قرار دیا (چتروڑی کے الزامات کا مسکت کا جواب ص65)

طاہر حسین گیاوی لکھتے ہیں:۔

تیسری بات جو خاص طور سے اس جگہ قابل لحاظ ہے وہ یہ کہ قاری محمد طیب صاحب نے ان اقتباسات میں جو کچھ پیش کرنا چاہا ہے وہ ان کی اپنی بات نہیں۔ ہے بلکہ علامہ عبدالغنی نابلیسی سے انھوں نے اس کو نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا سے لہذا قاری محمد طیب صاحب کی حیثیت صرف ناقل کی ہے، قائل کی نہیں (بریلویت کا شیش محل ص 31)

ہم بھی کہتے ہیں کہ صاحب تفسیر کی حثیت محض ناقل کی سی ہے، قائل کی نہیں۔ آخر میں ہم سرفراز صاحب کا حوالہ پیش کرتے ہیں، جس سے مجاہد صاحب کی ساری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ وہ لکھتے ہیں:۔

اور کتب تفاسیر میں ہر قسم کی رطب و یابس روایات نقل ہوتی چلی آرہی ہیں لہذا کسی تفسیر میں ایسی بے سروپا روایت کا موجود ہونا ان کی صحت کی ہرگز دلیل نہیں (اتمام البرہان ص 397)

اس ایک حوالہ نے آپ کے چالیس دلائل کا جواب عرض کر دیا ہے محض نقل سے تصحیح ثابت نہیں ہوتی۔

دلیل نمبر 5 کا جواب امام بیہقی کی تصحیح

امام بیہقی کی تصحیح بھی مبہم ہے،لیکن خود علماء دیوبند کے ان کے متعلق کیا تاثرات ہیں، پہلے وہ ملاحظہ کریں، حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں:۔

قارئین کرام ! اس عبارت میں امام بیہقی نے زبردست خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔۔۔۔بیہقی ،حاکم ،ابوعلی کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے(توضیح الکلام پرایک نظرص 137)

سرفراز صفدر لکھتے ہیں:۔

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے مگران کی یہ تصحیح بھی قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ سند کا حال آپ دیکھ ہی چکے ہیں (احسن الکلام ج1 ص540)

پھر دیکھیں جناب آپ نے الاسماء وصفات کا حوالہ پیش کیا،لیکن کیونکہ موصوف شاملہ سے کاپی پیسٹ کرنے میں مصروف ہیں،اس لئے انہیں اس بات کی خبر نہ ہوسکی کہ اس کے حاشیہ میں ہی محقق نے اسے روایت کوضعیف قرار دیا ہے،کاش موصوف کاپی پیسٹ کی بجائے کتب سے مطالعہ کرتے توانہیں یہ ہزیمت نہ اٹھانا پڑتی ۔پھر امام بیہقی کی اس تصحیح کا جواب دیتے ہوئے شیخ ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:۔

امام بیہقی نے ابن عباس کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا مگر محدثین و اصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر

احادیث معروفہ کے خلاف ہے اسس وجہ سے شاذ و معلول ہے اور احادیث شاذہ کو محدثین نے حجت نہیں سمجھا (معارف القرآن ج8 ص160)

لیجئے! اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ امام بیہقی کی تصحیح کو خود علماء دیوبند نے بھی قبول نہیں کیا۔ ادریس کاندھلوی صاحب نے اس تصحیح کا واضح رد کیا ہے۔ ایسے ہی شیخ سلیم اللہ نے بھی اس تصحیح کا رد کرتے ہوئے لکھا:۔

مگر محدثین واصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث۔ معروفہ کے خلاف ہے، اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاذہ کو محدثین نے قابل اعتبار نہیں سمجھا، (کشف الباری ج15 ص112)

شیخ سلیم اللہ خان نے بھی اس تصحیح کو رد کر دیا ہے۔ جناب جس تصحیح کو آپ کے اپنے قبول نہیں کرتے، اسے ہم سے منوانے پہ کیوں آمادہ ہیں۔

تفرد کی تاویل کا جواب

جناب تفرد وہ ہوتا ہے جو جمہور اہلسنت کے خلاف شاذ موقف ہو، ادریس کاندھلوی دیوبندی کا موقف جمہور اہلسنت کے موافق ہے۔ انہوں نے بیہقی کی تصحیح کے باوجود اس روایت کے مضمون کو احادیث کے خالف قرار دیا ہے ۔۔۔ یہی موقف اہلسنت کا ہے ابن حجر نے بھی اسے ظاہر کے خلاف قرار دیا

سیوطی نے اس کی تردید کی فتاویٰ رملی میں اس کا رد۔کورانی نے اسے مجروح قرار دیا۔۔۔۔سخاوی بھی اسے قبول نہیں کرتے۔۔۔اوراس کے مضمون کو ناقابل قبول کہاہے اگرکسی نے تصحیح کی ہے اس نے بھی اس کے ظاہری مضمون کوقبول نہیں کیا۔۔۔جیسے آلوسی وغیرہ نے اسے ممتاز شخصیات پہ حمل کیا ہے کسی نے اس سے سات خواتم کا تذکرہ نہیں کیا۔۔۔۔قیامت کی صبح تک چیلنج ہے کہ ایک حوالہ کسی محدث کا دیں جس نے نانوتوی کی تائید کی ہواوراس اس روایت سے سات خواتم کا تذکرہ کیا۔۔۔

مگرنہ خنجراٹھےگانہ تلواران سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قارئین گفتگو آگے بڑھانے سے قبل دوبارہ عرض ہیکہ موصوف ایک محدث کا حوالہ پیش نہ کرسکے جس نے تحذیرالناس کی متنازعہ تشریح کی تائید کی ہواوراس روایت سے سات خواتم کا اثبات کیا ہو،موصوف مرسکتے ہیں زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں،مگر ایک محدث سے اس کی حمایت میں حوالہ پیش نہیں کرسکتے۔۔۔اوریہی موصوف کی شکست کی دلیل ہے کیونکہ دعویٰ میں واضح لکھاہیکہ اس روایت کی تصحیح تحذیرالناس کے اشکال کو دور کرتی ہے جبکہ کسی محدث نے اس کی وہ تشریح بیان نہیں کی۔۔۔اس لئے موصوف کی ایک بھی دلیل ان کے دعویٰ کے مطابق نہیں

چھٹی دلیل کا جائزہ

دیوبندی موصوف نے بڑے طمطراق سے اس روایت کو تفسیر بسیط سے نقل کیا ،جب کہ خوردبین کے ساتھ بھی ہمیں اس روایت کی تصحیح نہیں ملی ،اور محض نقل روایت کو تصحیح پہ حمل نہیں کیا جاسکتا ۔۔جیسا کہ ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں۔۔۔۔

ساتویں دلیل کا جواب

قارئین! ساتواں حوالہ موصوف نے علامہ ابن کثیر کا نقل کیا ہے،جبکہ علامہ ابن کثیر نے اس روایت کو اسرائیلیات میں شمار کیا ہے۔خود دیوبندی ساجد خان لکھتا ہے:۔اعتراض نمبر 7:بن کثیر نے البدایۃ والنہایہ میں اس کو اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے: جواب اللہ پاک ان پر رحمت کرے ان کا یہ قول بلا دلیل ہے (ازالۃ الوسواس ص17)

لیجئے! خود دیوبندی ساجد خان نے تسلیم کیا ہے کہ علامہ ابن کثیر تو اسے اسرئیلیات میں سمجھتے ہیں، جہاں تک یہ کہنا کہ بلا دلیل ہے،تو موصوف کا اپنا قول کونسا دلیل سے مزین ہے ۔موصوف خود کسی دلیل سے ثابت کرتے کہ یہ اسرائیلیات میں سے نہیں ہے ۔پھر اسرائیلیات کا مطلب سمجھاتے ہوئے دیوبندی اسیر ادروی لکھتے ہیں:۔

ایسے ہی بے سند اور بے بنیاد قصوں کو اسلامی اصطلاح میں

"اسرائیلی روایت یا اسرائیلیات کہا جاتا ہے، یہ روایتیں اسلامی روایتیں نہیں ہیں، بلکہ ان کا منبع ومخرج حقیقتا قوم یہود ہے۔(تفسیروں میں اسرائیلی روایات ص35)

آٹھویں دلیل کا جواب

موصوف کہتے ہیں کہ امام جوزقانی نے تصحیح کی ہے۔ جناب امام جوزقانی تو جارح ہیں۔اس روایت پہ تعدیل مبہم کے بلمقابل ان کی جرح مفسر موجود ہے۔ چنانچہ سرفراز خان صفدر امام جوزقانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:۔

جوزقانی اس کوسئی الحفظ اور مظطرب الحدیث کہتے ہیں (احسن الکلام ج 2 ص 140)

لیجئے! تعدیل مبہم کے بلمقابل ہم نے جرح مفسر پیش کی ہے،اور دیوبندی خیر محمد جالندھری کا اقرار ہے کہ تعدیل مبہم کے بلمقابل جرح مفسر قبول ہوگی

نویں دلیل/ ابن حجر کو دوبارہ پیش کرنا

موصوف کی چالاکی دیکھیں بار بار نمبر شمار بڑھانے کے لئے ابن حجر کو پیش کیا، جبکہ ہم جواب دے چکے کہ یہ بھی اس مضمون کو ظاہر کے خلاف سمجھتے ہیں۔

دسویں دلیل

علامہ عینی نے بھی اس سے صرف ایک سے زائد زمین ہونے پہ استدلال کیا ہے

،نبی کنبیکم کی تشریح میں ساتھ خواتم کی تشریح نہیں کی ۔اس لئے یہ روایت بھی قابل قبول نہیں

امام حاکم پہ جرح

ہم نے امین اور کاڑوی کا حوالہ دیا تھا کہ امام حاکم غالی شیعہ تھے اور پالن پوری سے پیش کیا کہ غالی شیعہ کی روایت قبول نہیں۔موصوف نے کہا امام حاکم کا نام دیکھائیں۔جناب من ہم نے امین اوکاڑوی سے غالی شیعہ ہونے کی جرح کی تھی ،پالن پوری سے استدلال یہ تھا کہ غالی شیعہ کی روایت قبول نہیں۔اب وہ غالی شیعہ کون ہے اس کی بحث نہ ہم نے کی ،نہ ہمیں حاجت ۔اب ہم ایک اور انداز سے جرح کرتے ہیں۔امام حاکم کے متعلق امام ذہبی کے حوالہ سے ظفر اقبال لکھتے ہیں:۔

میں کہتا ہوں اللہ رافضی کا ناس کرے یہ بات اس نے خود گھڑ لی ہے(سیدنا معاویہ۔گمراہ کن غلط فہمیوں کا ازالہ ص79)

اس جگہ امام حاکم کا رافضی اور جھوٹا ہونا تسلیم کیا۔اب یہی ظفر اقبال صاحب لکھتے ہیں:۔

مبتدع فرقوں کی بھی روایت قبول ہوتی ہے بشرطیکہ ہ مہتم بالکذب نہ ہوں(عادلانہ دفاع ص177)

20 حوالوں کا ایک جواب

قارئین! ہم نے آپ کے سامنے ایک ایک تصحیح کا جواب رکھا ہے لیکن کم عرض کرتے ہیں کہ دس نے نہیں دس ہزار بھی اس قسم کے حوالہ جات ہوں تو اس سے تحذیر الناس کی تائید ثابت نہیں ہوتی عبدالقدوس قارن لکھتے ہیں:۔

اثری صاحب کو شاید معلوم ہی نہیں کہ کسی فرد یا طبقہ کی حمایت یا وکالت اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس کا نظریہ اور دعوی اور دلیل پیش نظر ہو اور اس دعوی کی تائید میں دلیل دی جائے یا اس کے خلاف پیش کی گئی دلیل کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کی جائے جیسا کہ اثر ہی صاحب نے کیا ہے (تصویر بڑی صاف ہے سبھی جان گئے ص 151)

اس سے ثابت ہوا کہ تائید تب ہوگی جب کسی نے اس روایت سے نانوتوی صاحب کے موقف کی تائید کی ہوگی جبکہ موصوف ایک حوالہ بھی اس پر پیش نہیں کر سکے۔ پھر موصوف جتنا مرضی زور لگا لیں وہ تحذیر الناس کی تائید میں ایک حوالہ بھی نہیں پیش کر سکتے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خود نانوتوی صاحب کو تسلیم ہے کہ ان کا بیان کردہ مطلب نیا ہے، یہی بات المھند اور عبارات اکابر کے مصنف نے بھی ہے، حوالہ جات ملاحظہ ہو۔ المھند میں ہے:۔

ہمارے خیال میں علمائے حقہ میں اور تو کیا، متبحرین میں سے

کسی کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما (المہند
ص80)

اثر ابن عباس اور علماء اہلسنت کا موقف اب جہاں تک موصوف نے کہا کہ اہلسنت کے نزدیک اثر ابن عباس کی صحت ماننا ختم نبوت کا انکار ہے اس پہ انہوں نے محاسبہ دیوبندیت اور عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ کا حوالہ دیا جوابا عرض ہیکہ ان حوالہ جات میں محض سندا صحیح ماننے پہ نہیں بلکہ متن کے ظاہر کو درست ماننے پہ انکار ختم نبوت کی بات ہے یہی بات ہم علامہ ابن حجر العسقلانی سے پیش کر چکے ہیں دوئم موصوف نے تبیان القرآن کے حوالہ سے کہا علامہ غلام دستگیر قصوری نے چھ مثل مانے تو یہ عبارت علامہ غلام دستگیر قصوری کی نہیں فیض الحسن سہارنپوری کی ہے اس لئے ان پہ کوئی اعتراض نہیں۔

پھر جناب نے جو مفتی جمیل صدیقی کا حوالہ دیا وہ تفضیلی ہیں اور ہمارے زمہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں۔

اب آخر میں عرض ہیکہ اس روایت کے علاوہ جتنے بھی دلائل ہیں ان میں نبی کنبیکم کے الفاظ نہیں اور نانوتوی کا اصل استدلال اسی سے ہے جہاں تک متابعت کی بات ہے تو اس میں حاکم کا شیخ متہم بالکذب ہے کمافی الروض الباسم صفحہ نمبر 543 اس لئے یہ روایت بھی حجت نہیں ہوسکتی پھر اس کے الفاظ یا اس سے متبادر معنی میں کہیں بھی زیر بحث روایت سے مماثلت نہیں نہ ہی آپ کی پیش کردی

آیات میں ایسی کوئی بات ہے اور یہ دلائل دعویٰ کے مطابق ہیں ہی نہیں اس لئے قابل اعتناء نہیں۔

اب ہم علماء اعلام کی عبارات پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس اثر کی تردید کی ہے۔سب سے پہلے ہم امام سخاوی کی کتاب مقاصد الحسنہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں امام صاحب نے ابن کثیر کا قول نقل کیا ہے اور اس روایت کی تردید فرمائی۔(المقاصد الحسنہ ص50)

حوالہ نمبر2 امام کورانی لکھتے ہیں:۔

وفیه دلالة على أن فی کل طبقة خلقًا،وما یروی عن ابن عباس علی ما رواه البیهقی: "أن فی کل أرضٍ منها نبیًّا کنبیکم وآدم کآدم ونوحًا کنوح مخالف للإجماع وصریح [1](الکوثر الجاری ج6 ص162)

حوالہ نمبر3 امام ذہبی لکھتے ہیں:۔

وَرُوِیَ عَنْ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ مُطوّلا بِزِیَادَةٍ غَیْرَ أَنَّنَا لَا نَعْتَقِدُ ذَلِكَ أصلا فَقَالَ الْبَیْهَقِیُّ أخبرنَا الْحَاكِم أَنبأَنَا أَحْمد بن یَعْقُوب الثَّقَفِیُّ حدثنَا عُبَیْدُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حَكِیمٍ حَدَّثَنَا

---

[1] امام کورانی کے نزدیک یہ اثر اجماع کے خلاف ہے

شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {وَمِنَ الأَرْض مِثْلهنّ} قَالَ سبع أرضين وَفِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ وَآدَمُ كَآدَمِكُمْ وَنُوحٌ كَنُوحٍ وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ وَعِيسَى كَعِيسَى // شَرِيكٌ وَعَطَاءٌ فِيهِمَا لِينٌ لَا يَبْلُغُ بِهِمَا رَدَّ حَدِيثِهِمَا وَهَذِهِ بَلِيَّةٌ تُحَيِّرُ السَّامِعَ كَتَبْتُهَا اسْتِطْرَادًا لِلتَّعَجُّبِ وَهُوَ مِنْ قَبِيلِ اسْمَعْ وَاسْكُتْ (العلو العلو للعلي الغفارص 75: رقم حدیث 160) امام ذہبی بھی اس روایت کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اس سے کوئی عقیدہ قائم کیا جائے

حوالہ نمبر 4 امام ابن حجر ہیثمی لکھتے ہیں :- «أنه شاذ المتن بالمرة. قال الحافظ السيوطي: وهذا الكلام فى غاية الحسن فإنه لا يلزم من صحة الإسناد صحة المتن لاحتمال صحة الإسناد ويكون فى المتن شذوذ أو علة تمنع صحته. وإذا تبين ضعف الحديث أغنى ذلك عن تأويله لأن مثل هذا المقام لا تقبل فيه الأحاديث الضعيفة (فتاوى حديثيه ص 221) امام ابن حجر ہیثمی کے نزدیک بھی اس روایت کا متن درست نہیں اور ضعیف ہے

حوالہ نمبر 5: امام محمد بن یوسف الاندلسی فرماتے ہیں:۔

قال: و في كل أرض آدم كادم، ونوح كنوح، ونبي كتبيكم، وإبراهيم كإبراهيمكم، وعيسى كعيسى، . وهذا حديث لا شك في وضعه (تفسير بحر المحيط) امام صاحب کے نزدیک یہ روایت وضع شدہ ہے درست نہیں

حوالہ نمبر 6 امام سیوطی فرماتے ہیں: هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ الحاكم فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ: صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَلَكِنَّهُ شَاذٌّ بِمَرَّةٍ، وَهَذَا الْكَلَامُ مِنَ الْبَيْهَقِيِّ فِي غَايَةِ الْحُسْنِ، فَإِنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ صِحَّةِ الْإِسْنَادِ صِحَّةُ الْمَتْنِ كَمَا تَقَرَّرَ فِي عُلُومِ الْحَدِيثِ؛ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَصِحَّ الْإِسْنَادُ وَيَكُونُ فِي الْمَتْنِ شُذُوذٌ أَوْ عِلَّةٌ تَمْنَعُ صِحَّتَهُ (الھاوی الفتاویٰ ج 1 ص 462) امام صاحب کے نزدیک بھی اس روایت کا متن شاذ اور درست نہیں

ہم سرے دست ان چھ عدد حوالہ جات پہ اکتفاء کرتے ہیں آخر میں موصوف نے جو تبیان القرآن کا حوالہ پیش کیا اس میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا علامہ آلوسی ممتاز شخصیات سے تعبیر کرتے ہیں وہ ہرگز سات خواتم کے قائل نہیں ایسے ہی علامہ سیوطی نے اس روایت کے متن کہ تردید کی ہے حوالہ ہوگیا ہے۔

ب جہاں تک عبدالحئ لکھنوی صاحب کہ بات ہے ان کے فتوے سے بھی نانوتوی صاحب دائرہ اسلام سے خارج ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

جو رسالت میں رسول کی مثل مانے وہ کافر کیونکہ آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے یہی عقیدہ نانوتوی صاحب کا وہ چھ خواتم رسول اللہ کی مثل مانتے ہیں اس لئے کافر ہیں (مجموعہ الفتاویٰ صفحہ نمبر 71)

دیوبندی مناظر کی آخری ٹرم

بریلویوں کا اجماعی عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ خاتم النبیین اور بھی ہیں مشہور بریلوی عالم مولانا غلام رسول سعیدی مولانا غلام دستگیر قصوری کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت اس زمین میں مبعوث ہونے والی انبیاء کے اعتبار سے ہے تبیان القران جلد نمبر 12 نمبر 92 / 93 ضروری وضاحت مولانا غلام دستگیر قصوری کی تائید ایک واسط سے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بریلوی نے بھی کر رکھی ہے ایک ضمنی اعتراض کا جواب مولانا غلام دستگیر صاحب نے یہ قول مولانا فیض الحسن صاحب سے نقل کیا ہے لہذا یہ ان کا اپنا قول نہیں ہے مختصر طور پر اس کا جواب یہ ہے مولانا غلام دستگیر قصوری نے اپنی تائید میں یہ حوالہ نقل فرمایا ہے تفصیل اس کی درج ذیل ہے تقدیس الوکیل کے مصنف مولانا غلام دستگیر قصوری کے نزدیک مولانا فیض الحسن صاحب کا علمی مقام مولانا غلام دستگیر قصوری صاحب مولانا فیض الحسن صاحب کا یوں تعارف کرواتے ہیں (مولانا فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام) مولانا فیض الحسن مشہور جلیل القدر ہندوستان سے علوم نقلی و عقلی میں تصانیف مفیدہ کا مصنف ہے ۔۔۔۔۔۔ لاہور سے ایک مرتبہ جب بہاولپور میں وارد ہوئے تھے تو خلیل احمد ان کی جوتیاں اگے رکھتے تھے کیوں کہ اپ ان لوگوں کے استاد

تھے اب ان مخالفین حق سے وہ مخالف ہوئے اور ان کے مرشد رشید احمد پر گرفت کرنے لگے کیا اتنی زیادہ توثیق کے بعد بھی فریق مخالف کو اس بات کے کہنے کا حق باقی رہ جاتا ہے کہ یہ شخص ہمارا نہیں ہے حالانکہ مولانا غلام دستگیر صاحب نے ان کی اس عبارت کو اپنی تائید میں نقل کیا ہے اور تردید بھی نہیں فرمائی اگر ہماری بات پر یقین نہ ائے تو ہم اپنی بات کی تائید میں بریلوی مذہب کی معتبر شخصیت مولانا غلام رسول سعیدی صاحب کا بھی حوالہ پیش خدمت کر دیتے ہیں چنانچہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں مولانا غلام دستگیر قصوری نے اس اشکال کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر ایک کی خاتمیت اضافی ہے یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے. جی جی اپ یقین اگیا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری کا وہی عقیدہ تھا جو مولانا فیض الحسن صاحب کا تھا اب ذرا ان علماء کے حوالے بھی پڑھ لیجئے جو تقدیس الوکیل کی تائید کرنے والے ہیں تقدیس الوکیل کی تصدیق و تائید کرنے والے علمائے حرمین شریفین و دیگر علماء 1 حضرت شیخ محمد صالح بن صدیق کمال مفتی حنفیہ مکہ معظّمہ 2 حضرت شیخ محمد سعید بابصیل مفتی شافعیہ ورئیس علماء مکہ معظّمہ 3 حضرت شیخ محمد عابد بن حسین مفتی مالکیہ مکہ معظّمہ 4 حضرت شیخ خلف بن ابراہیم مفتی حنابلہ مکہ معظّمہ 5 حضرت

شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی حنفیہ مدینہ منورہ 6 حضرت شیخ محمد علی بن سید ظاہر حنفی مدنی استاد حدیث شریف اسلامیہ مسجد نبوی مدینہ منورہ 7 پاپا حرمین شریفین حضرت مولانا محمد رحمت اللہ مہاجر مکی مکہ مکرمہ 8 حضرت مولانا حضرت نور مدرس اول مدرسہ ہندیہ مکہ مکرمہ 9 حضرت مولانا عبدالسبحان مدرسہ ہندیہ مکہ مکرمہ 10 حضرت مولانا حافظ عبداللہ سندھی 11 شیخ الدلائل حضرت مولانا حافظ محمد عبدالحق 12 شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی امداداللہ فاروقی چشتی تھانوی مہاجر مکی طوالت کے خدشے سے دیگر علماء کو چھوڑ دیا گیا ہے اگر حسام الحرمین میں علمائے حرمین شریفین کی تائید کے بعد بریلوی علماء اس کو اپنا اجماعی عقیدہ قرار دیتے ہیں کیا اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے میری یہ بات غلط ہے کہ بریلوی علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ مزید خاتم النبین ماننا بھی بریلویوں کا اجماعی عقیدہ ہے نوٹ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کا عقیدہ دیگر زمینوں میں انبیاء کے متعلق فقط امکان کی حد تک ہے وہ تو اپ کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں مگر جن کا بالفعل یہ عقیدہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل دیگر زمینوں میں مزید چھ انبیاء بھی موجود ہیں وہ اپ کے نزدیک مسلمان ہیں فیاللعجب

جو شخص بالفعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے چھ اور انبیاء مانے وہ شخص بریلویوں کے نزدیک مسلمان ہے اور بریلویوں کا اس عقیدے پر اجماع بھی ہے اور جس شخص

کا عقیدہ صرف امکان کی حد تک ہو وہ بریلویوں کے نزدیک ایسا کافر ہے جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر معاذ اللہ۔

مولانا غلام دستگیر قصوری کا عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ خاتم النبیین اور بھی بالفعل موجود ہیں اور اس عقیدے پر بریلوی علماء کا اجماع ہے۔

مولانا فیض الحسن رحمہ اللہ ناظرین دیکھیں اگر مولانا فیض الحسن دیوبندی ہوتا تو مولانا غلام دستگیر قصوری اس کے ساتھ رحمہ اللہ کیوں لگاتے؟۔مولانا فیض الحسن سہارن پوری کی دیوبندی اعتقاد پر گرفت کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری اس کو اپنا ہم عقیدہ سمجھتے تھے۔علمائے حرمین شریفین کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل چھ خاتم النبیین اور بھی بالفعل موجود ہیں کیونکہ انہوں نے اس کتاب کی تائید فرمائی ہے جیسے حسام الحرمین کا مسئلہ ہے لگائیں فتوی ان سب پر اور ان کو بھی اسلام سے فارغ کریں۔

جی رانا تیمور صاحب اپ نے یہی طعنہ دیا تھا تقدیس الوکیل ہی کے حوالے سے کہ اپ کا واسطہ رانا تیمور اور مولانا حذیفہ صاحب سے پڑا ہے میں اپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اپ کا واسطہ ایک مفتی کے ساتھ پڑا ہے باقی میرے نام سے تو اپ واقف ہیں XXXX گستاخی کی معذرت XXXX

فتاوی مولانا عبدالحی رحمہ اللہ کا الزامی جواب بریلوی مناظر نے مولانا عبدالحی

لکھنوی کا ایک فتوی پیش کیا جس کا خلاصہ یہ تھا اگر مراد اثبات مماثلت نبوی سے مماثلت جمعع صفات نبو یہ میں حتی کہ صفت رسالت میں بھی ہو تو یہ قول کفر ہے فتاوی مولانا عبدالحی رحمہ اللہ صفحہ نمبر 71 جبکہ یہ عقیدہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کا بھی ہے چنانچہ فاضل بریلوی اپنی کتاب فتاوی افریقہ میں لکھتے ہیں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس وانور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث کامل و نائب تام ہیں آئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیث مع جمل ※ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہیں دیکھیے فتاوی افریقہ مصنف مولانا احمد رضا خان بریلوی صفحہ نمبر 108 اب بریلویوں کو چاہیے کہ اس فتوے کو اگر وہ مانتے ہیں تو مولانا احمد رضا خان بریلوی پر بھی فتوی لگا دیں تا کہ مناظرہ ہی ختم ہو جائے کیونکہ وہ جمعیت صفات رسالت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے اندر بھی مانتے ہیں۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا اثر ابن عباس کو اسرائیلی روایت قرار دینے کا جواب

بریلوی مناظر نے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک اعتراض نقل کیا ہے

کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اسرائیلیات میں شمار کرنا چاہیے اور یہ بات کو انہوں نے بحوالہ علامہ ساجد خان نقل کی پہلے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے بارے میں بریلوی عقیدہ ملاحظہ فرمائیں مشہور بریلوی محقق مولانا فیض احمد اویسی اپنی کتاب پنج تن پاک کہنے کا ثبوت میں لکھتے ہیں ابن تیمیہ کا بازوئے مذہب اور نواصب وخوارج کا مقتدر حافظ ابن کثیر پنجتن پاک کہنے کا ثبوت صفحہ نمبر 18 یعنی حافظ ابن کثیر ناصبیوں اور خارجیوں سرغنہ ہے الامان والحفیظ مذکورہ بلا حوالہ پیش کرنے کے بعد بریلویوں کے لیے اس روایت پر مزید کلام کرنا بے جا اور فضول ہے مگر اہل علم کے سامنے ہم اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں تاکہ وہ بھی حقیقت حال سے باخبر ہوسکیں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اسرائیلیات یعنی اسرائیلی روایات کے بارے میں کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں »البداية والنهاية« (1/ 35): »ونحن نورد ما نورده من الذي يسوقه كثير من كبار الأئمة المتقدمين عنهم، ثم نتبع ذلك من الأحاديث بما يشهد له بالصحة أو يكذبه، ويبقى الباقي مما لا يصدق ولا يكذب، وبالله المستعان وعليه التكلان «ہم پہلے کبار محدثین کی احادیث کو نقل کریں گے پھر اس کے بعد ہم تتبع کریں گے کہ کون سے ایسی اسرائیلی روایات ہیں جن کی تصدیق یا تکذیب ہوسکتی ہے(یعنی قران وسنت

سے)اور باقی وہ روایات رہ جائیں گی جن کی نہ تصدیق ہوسکتی ہے اور نہ تکذیب بطور مثال حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اگے ایسی بہت سی روایات کو بیان فرمایا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمینیں سات ہیں پھر ان روایات کے متواتر ہونے کا حکم بھی لگایا ہے حوالہ ملاحظہ ہو »البداية والنهاية « (1/ 39): »فهذه الأحاديث كالمتواترة في إثبات سبع أرضين« عجیب بات یہ ہے کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان متواتر روایات کو بھی اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے پھر اگے چل کر ان زمینوں کی اپس کی مسافت کو قران مقدس سے ثابت کیا ہے وہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں »البداية والنهاية« (1/ 39): »والظاهر أن بين كل واحدة منهن وبين الأخرى مسافة لظاهر قوله تعالى: {الله الذي خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن يتنزل الأمر بينهن} [الطلاق: 12] «اس حوالے کا مفہوم یہی ہے کہ سات زمینوں میں وحی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور ساتھ زمینوں کے مابین مسافت کو بھی ثابت کیا ہے پھر اسی سلسلہ کو اگے بڑھاتے ہوئے (هكذا) کہہ کر حدیث ابن عباس کو بھی نقل فرمایا ہے اور اس کو بھی اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے چنانچہ وہ حوالہ بی پڑھ لیں »البداية والنهاية« (1/ 42): »وهكذا الأثر المروي عن ابن عباس أنه قال: في كل أرض من الخلق مثل ما في هذه الأرض حتى آدم

كآدمكم، وإبراهيم « كإبراهيمكم. فهذا ذكره ابن جرير مختصرا، واستقصاه البيهقي في الأسماء والصفات، وهو محمول إن صح نقله عنه على أن ابن عباس رضي الله عنه أخذه عن الإسرائيليات مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ بالا روایات جو کہ متواتر ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمینیں سات ہیں اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے اس کی تائید میں اس روایت کو بھی نقل کرتے ہوئے اس کو بھی اسرائیلی روایت میں ہی شمار کرلیا خلاصہ کلام ان تمام حوالاجات کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہ اسرائیلیات کی پہلی قسم میں سے ہے جس کی تصدیق قران وسنت سے ہوتی ہے پھر اسی ضمن میں ان روایات کا ذکر بھی فرمایا ہے جن کی قران وسنت سے تردید ہوتی ہے جیسے یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں »السنن الكبرى - النسائي - ط الرسالة« (10/ 213):11328 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَخَذَ بِيَدِي قَالَ: »يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِنَّ اللهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرَضِينَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يَوْمَ السَّابِعِ، وَخَلَقَ التُّرْبَةَ

يَوْمَ السَّبْتِ، وَالْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَالشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَالتِّقْنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَالنُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَالدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَآدَمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَخَلَقَ أَدِيمَ الْأَرْضِ أَحْمَرَهَا وَأَسْوَدَهَا، وَطَيِّبَهَا وَخَبِيثَهَا، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ جَعَلَ اللهُ عز وجل مِنْ آدَمَ الطَّيِّبَ وَالْخَبِيثَ «ی ہ

حدیث محدث امام نسائی نے نقل فرمائی ہے دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس روایت کی سند کو صحیح بھی قرار دیا ہے اس روایت کا خلاصہ یہ ہے جس کو فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان نے بھی بیان فرمایا ہے دیکھیے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں اللہ تعالی نے چار روز میں زمین اور دو دن میں اسمان بنایا۔۔۔پھر اگے حضرت ادم علیہ الصلوۃ والسلام کی تخلیق کا ذکر کرتے وئے لکھتے ہیں جمعہ کے دن عصر اور مغرب کے درمیان حضرت ادم علیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا ملفوظات اعلی حضرت صفحہ نمبر 57 پھر اسی روایت پر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ شدید جرح بھی کرتے ہیں » البداية والنهاية « (1/ 33):

فكان هذا الحديث مما تلقاه أبو هريرة، عن كعب، عن صحفه فوهم بعض الرواة فجعله مرفوعا إلى النبى صلى الله عليه وسلم، وأكد رفعه بقوله: " أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدى ". ثم فى متنه غرابة شديدة فمن ذلك أنه ليس

فیہ ذکر خلق السماوات، وفیہ ذکر خلق الأرض، وما فیها فی سبعة أیام، وهذا خلاف القرآن« جس کا خلاصہ یہ ہے یہ وہ حدیث ہے جو اس کو حضرت ابو ہریرہ نے حضرت کعب الاحبار سے نقل فرمایا ہے بعض راویوں کو وہم ہوا ہے جنہوں نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے پھر اگے لکھتے ہیں اس حدیث کے متن میں شدید غرابت ہے کیونکہ اس میں اسمانوں کی تخلیق کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں زمین اور جو کچھ زمینوں کے اندر ہے اس کو سات دن میں بنانے کا ذکر ہے اور یہ بات قران کے برخلاف ہے ۔خلاصہ کلام اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما جس کو ہم نے پیش کیا اگر چہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس کو اسرائیلی روایت قرار دیتے ہیں مگر اس روایت کو قران مقدس اور متواتر روایات کی تائید میں لے کر ائے ہیں اور ان متواتر روایات کو بھی اسرائیلی روایات قرار دیا ہے اب فریق مخالف کو چاہیے کہ ان تمام باتوں کا انکار کر کے اپنے ایمان کو ثابت کر کے دکھائے اور دوسری طرف فاضل بریلوی کے پیش کردہ عقیدہ کو جس کو ہم نے ملفوظات سے نقل کر دیا ہے اس کو بھی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اسرائیلی روایت شمار کرتے ہیں اور قران مقدس کے خلاف بھی بتاتے ہیں جبکہ بریلویوں کو یہ عقیدہ ہے کہ جو فاضل بریلوی کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ مسلمان نہیں اگر بریلوی حضرات فاضل بریلوی کے عقیدہ کی تردید نہ کریں تو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے

ایمان کا بچنا محل نظر ہے۔

جواب نمبر 2

خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسرائیلی روایات کی تین قسمیں بنائی ہیں 1 جو قران و سنت کے بالکل موافق ہوں 2 جو قران وسنت سے ٹکراتی ہوں 3 جو نہ قران وسنت کے موافق ہوں اور نہ مخالف ہوں ہماری پیش کردہ روایات اور احادیث پہلے قسم میں داخل ہیں انیز فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے عقیدے کو حافظ ابن کثیر نے قران کے مخالف بتایا ہے اور اسے بھی اسرائیلی روایت قرار دیا ہے لگائیں فتوی مولانا احمد رضا خان بریلوی پر اگر ہمت ہے۔

واقدی راوی پر اعتراض

اور بریلویوں کو چیلنج سب سے پہلے واقدی راوی کے بارے میں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کا موقف پڑھ لیجیے فاضل بریلوی لکھتے ہیں (امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہے) امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنیں وچناں کہا ہے جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور ہے لا جرم تقریب میں کہا مترو※ مع سع※ علم※ (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے) اگرچہ ہمارے

امعاند کا یہ سخت دھوکہ ابن کثیر نے کہیں بھی ان روایات کو قرآن وسنت سے ماخوز قرار نہیں دیا

علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے۔(فتاوی رضویہ جدید، ج 5،ص 526)۔قارئین غور فرمائیں کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے نزدیک (واقدی راوی) کی توثیق ثابت ہے اور ان کی توثیق راجح بھی ہے پھر بریلوی مناظر کس منہ سے اس راوی پر جرح کرتے ہوئے ہماری پیش کردہ روایات کو مجروح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے چیلنج چیلنج چیلنج جتنے بھی روایات ابھی تک ہم نے پیش کی ہیں جن کا تعلق اثر ابن عباس رضی اللہ عنھا کے ساتھ ہے کسی ایک بھی حدیث کی سند میں واقدی کذاب نہیں ہے لیجیے ہم پھر وہ روایات پیش کر دیتے ہیں روایت نمبر 1 » المستدرك على الصحيحين « (2/ 535): 3822 - أخبرنا أحمد بن يعقوب الثقفي، ثنا عبيد بن غنام النخعي، أنبأ علي بن حكيم، ثنا شريك، عن عطاء بن السائب، عن أبي الضحى، عن ابن عباس رضي الله عنهما، أنه قال: {الله الذي خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن} [الطلاق: 12] قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى »هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه« [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3822 - صحيح روایت نمبر 2

»المستدرك على الصحيحين« (2/ 535): 3823 - حدثنا عبد الرحمن بن الحسن القاضي، ثنا إبراهيم بن الحسين، ثنا آدم بن أبي إياس، ثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن أبي الضحى، عن ابن عباس رضي الله عنهما، في قوله عز وجل: " {سبع سماوات ومن الأرض مثلهن} [الطلاق: 12] قال: في كل أرض نحو إبراهيم »هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه« [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3823 - على شرط البخاري ومسلمیہ وہ روایات ہیں جن کو محدثین صحیح الاسناد قرار دے چکے ہیں اور ہمارے موقف کی بنیاد ہی یہی دو روایات ہیں جن کی تائید قران مقدس کی دو ایات سے بھی ہوتی ہے ہم بریلوی علماء کو چیلنج کرتے ہیں کہ ان دو روایات سے واقدی کذاب دکھا دیں میں ابھی اپنی شکست لکھ کر دینے کے لیے تیار ہوں علماء کی خدمت میں ایک تیسری روایت بھی پیش کی جاتی ہے اگرچہ اس کو ہم نے اپنے موقف میں پیش نہیں کیا کیونکہ اس کی سند پر کلام ہے لیجیے وہ روایت بھی پیش خدمت ہے »تفسير مقاتل بن سليمان« (4/ 368): حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْهُذَيْلُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يُوسُفَ، وَلَمْ أسمع »مقاتلا «1» «، يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ حَسَّانٍ عَنْ أَبِي الضحى في قوله: »سَبْعَ سَماواتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ

مِثْلُهُنَّ« قَالَ: آدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ وَنَبِيٌّ وَمِثْلُ نَبِيِّ اس کی سند کا پہلا راوی عبداللہ بن ثابت ہے یہ راوی مجہول الحال ہے خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی کوئی جرح وتعدیل بیان نہیں کیا اس طرح کا دوسرا راوی ثابت بن یعقوب بن قیس ہے یہ راوی بھی مجہول الحال ہے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اس کا بھی ذکر کیا ہے اس حدیث کی سند کا تیسرا راوی ھذیل بن حبیب ہے یہ راوی بھی مجہول الحال ہے خطیب بغدادی نے اس کا تذکرہ تاریخ بغداد میں کیا ہے اور اس پر سکوت اختیار کیا ہے پیش کردہ روایت کا چوتھا راوی امام ابو یوسف رحمہ مشہور حنفی مجتہد ہیں ان کا اصل نام یعقوب بن ابراہیم ہے وہ کنیت ابو یوسف ہے اور یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھی ہیں یہ امام مجتہد تھے صدوق حسن الحدیث ہیں اس سند کو پانچواں راوی حبیب بن حسان ہے یہ راوی متروک الحدیث ہے اس کی سند کا چھٹا راوی ابوالضحی ہے جس کا نام مسلم بن صبیح الھمدانی ہے جو ثقہ راوی ہے قارئین غور فرمائیں کہ اس کی سند میں بھی واقدی کذاب نہیں ہے اگر علی سبیل التنزل یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے کہ ہوسکتا ہے کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت مل جائے جو اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موید ہو اور اس میں واقدی کذاب بھی ہو تو پھر بھی بریلوی اس کو اپنے اصول سے ضعیف ثابت نہیں کر سکتے (تا حال یہ روایت تلاش

بسیار کے باوجود ابھی تک دستیاب نہیں ہوسکی) کیونکہ فاضل بریلوی کے نزدیک یہ راوی بالکل صحیح ہے جس کا حوالہ پیچھے گزر چکا ہے ایک اور ضمنی اعتراض کا جواب فاضل بریلوی کے نزدیک جرح مفسر پر تعدیل مبہم کا اعتبار ہے فاضل بریلوی لکھتے ہیں (امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہے) امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنیں و چناں کہا ہے جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور ہے لا جرم تقریب میں کہا **متروک مع سعة علمه** (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے) اگر چہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے۔ (فتاوی رضویہ جدید، ج 5، ص 526)۔ دیکھیے واقدی پر کذاب کی جرح کے باوجود بھی فاضل بریلوی اور بریلوی علما کے نزدیک وہ ثقہ بھی ہیں اور ان کی توثیق ہی راجح ہے۔ گویا جرح مرجوع شمار کی ہے جس سے صاف طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بریلوی علماء اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان یہ نزدیک جرح مفسر کے مقابل میان تعدیل مبہم کا اعتبار کیا جائے گا اور یہی مولانا احمد رضا خان بریلوی کا دین و مذہب ہے جو ان کی کتب سے بالکل ظاہر ہے جن پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

راوی کے کذاب ہونے سے روایت کا موصوع ہونا ثابت نہیں

ہوتا[1]

امام بدرالدین زرکشی الشافعی فرماتے ہیں اذ مطلق کذب الراوی لا یتقضی وضع الحدیث (النکت علی مقدمہ ابن الصلاح جلد 2 ص 255) اسی طرح امام عراقی لکھتے ہیں اذ مطلق الراوی لایدل علی الوضع (شرح التبصرۃ والتذکرۃ ص 307) نوٹ یہی جواب الروض الباسم کتاب کے حوالے سے جو بریلوی مناظر نے امام حاکم کے شیخ پر کذاب کی جرح کی تھی اس کا تحقیقی جواب اور الزامی جواب کے لیے ہم شیخ محمد بن اسحاق دجال پر تفصیلی کلام کرنے والے ہیں

دیوبندی مناظر کی طرف سے گیارہویں دلیل مشہور مفسر قران علامہ الوسی (شھاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الألوسی ت ١٢٧٠ھ) اپنی تفسیر (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی) میں لکھتے ھیں »تفسیر الألوسی = روح المعانی« (14/ 337): »فقال الجمھور: ھی ھاھنا فی کونھا سبعا وکونھا طباقا بعضھا « »تفسیر الألوسی = روح

---

[1] لیکن اسے بطور شاہد پیش نہیں کیا جا سکتا یہ بات سرفراز صاحب نے احسن الکلام میں ایک سے زائد مرتبہ درج کی ہے

المعانی « (14/ 338): »فوق بعض بين كل أرض وأرض مسافة كما بين السماء والأرض وفى كل أرض سكان من خلق الله عز وجل لا يعلم حقيقتهم إلا الله تعالى، وعن ابن عباس أنهم إما ملائكة أو جن، وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم والحاكم وصححه والبيهقى- فى شعب الإيمان. وفى الأسماء والصفات- من طريق أبي الضحى عنه أنه قال فى الآية: سبع أرضين فى كل أرض نبى كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وإبراهيم كإبراهيم وعيسى كعيسى، قال الذهبى: إسناده صحيح ولكنه شاذ بمرة لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعا. وذكر أبو حيان فى البحر نحوه عن الحبر وقال: هذا حديث لا شك فى وضعه وهو من رواية الواقدى الكذاب.وأقول لا مانع عقلا ولا شرعا من صحته « خلاصہ عبارت جمہور علماء کا یہی عقیدہ ہے کہ زمینیں اوپر نیچے سات ہیں اور ہر زمین میں اتنی مسافت ہے جتنی مسافت ایک اسمان کی دوسرے اسمان کے درمیان ہے اور ہر زمین میں اللہ تعالی کی مخلوق اباد ہے جن

کے حقیقت کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یا تو وہ ملائکہ ہیں یا جن اگے چار محدثین ابن جریر وابن أبي حاتم والحاکم و والبیہقی - کے حوالے سے وہی حدیث بیان فرمائی ہے جس کو ہم کئی مرتبہ پیش کر چکے ہیں مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہےابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہےاور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں) نوٹ مشہور مفسر علامہ الوسی نے اس کے اخر میں اپنا فیصلہ بھی سنایا ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع (رکاوٹ) نہیں ہے دیوبندی مناظر کی طرف سے بارہویں دلیل پہلے فاضل بریلوی کا ایک حوالہ پڑھ لیں جلالین میں اس پر اقتصار اس بات کی دلیل ہے کہ یہی اصح ہے کیونکہ جلالین میں اس کا التزام کیا گیا ہے(کہ اصح پر ہی اقتصار کیا جاتا ہے) فتاوی رضویہ

جلد نمبر 30 ص 151 مطلب یہ ہے کہ جلالین میں جتنے بھی اقوال ہیں وہ سب صحیح ترین اقوال ہیں اب ہم جلالین سے ایک حوالہ نقل کرتے ہیں » تفسير الجلالين « (ص 751): »للَّ※ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَات وَمِنْ الأَرْض مِثْل※نَّ } يَعْنِي سَبْع أَرَضِينَ {يَتَنَزَّل الأَمْر } الْوَحْي {بَيْن※نَّ } بَيْن السَّمَاوَات وَالأَرْض يَنْزِل بِ※ِ جِبْرِيل مِنْ السَّمَاء السَّابِعَ※ إِلَ※ الأَرْض السَّابِعَ※ {لِتَعْلَمُوا} مُتَعَلِّق بِمَحْذُوفٍ أَيْ أَعْلَمَ※ُم بِذَلِ※ الْخَلْق وَالتَّنْزِيل {إن الله عل※ِ ل شي ء قدير وأن الله قد أحاط ب※ل شي ء علما} = 66 سور※ التحريم « صاحب جلالین قران مقدس کی اس ایت (اللَّ※ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَات وَمِنْ الأَرْض مِثْل※نَّ) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام سات اسمانوں سے لے کر سات زمینوں تک وحی لے کر نازل ہوتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام کا نازل ہونا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ وہاں انبیاء کا سلسلہ موجود رہا ہے اور یہ ہمارے ہی موقف کی زبردست دلیل اور تائید ہے ایت کے اخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالی ہر شے پر قادر ہے یعنی یہ سب رب تعالی کی قدرت کے مناظر ہیں

دیوبندی مناظر کی طرف سے تیرویں دلیل

امام قرطبی (أبو عبد الله، محمد بن أحمد الأنصاری القرطبی) اپنی تفسیر (الجامع لأحکام القرآن) میں لکھتے ھیں »تفسیر القرطبی = الجامع لأحکام القرآن« (1/ 260): »وَالْآثَارُ بِأَنَّ الْأَرَضِينَ سَبْعٌ كَثِيرَةٌ، وَفِيمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ. وَقَدْ رَوَى أَبُو الضُّحَى- وَاسْمُهُ مُسْلِمٌ- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ:" اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَماواتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ" [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعُ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى. قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: إِسْنَادُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَحِيحٌ، وَهُوَ شَاذٌّ بِمُرَّةَ لَا أَعْلَمُ لِأَبِي الضُّحَى عَلَيْهِ دَلِيلًا« مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے ابو الضحی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں) نوٹا گے امام بیہقی کا کلام نقل کیا

ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس روایت کو صرف ایک ثقہ راوی نے نقل کیا ہے کوئی اور ثقہ راوی اس کی متابعت نہیں کرتا بہر حال حدیث امام بیہقی کے نزدیک بالکل بے غبار اور صحیح ہے

ان تمام محدثین ومفسرین نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور فاضل بریلوی کے اصول کے مطابق سکوت کرنا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔

دیوبندی مناظر کی طرف سے چودھویں دلیل

مشہور شافعی محدث (كمال الدين، محمد بن موسى بن عيسى بن على الدَّمِيري أبو البقاء الشافعي ت ۸۰۸ھ) اپنی کتاب (: النجم الوهاج فى شرح المنهاج) میں لکھتے هیں »النجم الوهاج فى شرح المنهاج« (2/ 108): »وروى البيهقى عن أبى الضحى عن ابن عباس أنه قال فى قوله تعالى: {ومن الأرض مثلهن} قال: (سبع أرضين، فى كل أرض نبى كنبيكم، وآدم كآدمكم، ونوح كنوحكم، وإبراهيم كإبراهيمكم، وعيسى كعيسى)، ثم قال: إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح، غير أنى لا أعلم لأبى الضحى عليه متابعًا « مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے ابو الضحیٰ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں

روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے پندرویں دلیل

مشہور فقیہ اور محدث(أبو محمد حسن بن علی بن سلیمان البدر الفیومی القاهری (۸۰۴ - ۸۷۰ ھ) اپنی کتاب(فتح القریب المجیب علی الترغیب والترهیب للإمام المنذری (ت ۶۵۶ ھ) میں لکھتے ہیں »فتح القریب المجیب علی الترغیب والترهیب« (162/1): »وروى البيهقي عن أبي الضحى، عن ابن عباس رضی الله عنهما أنه قال: في قوله تعالى: {وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وإبراهيم كإبراهيمكم وعيسى كعيسا كم قال إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح غير أني لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعًا « مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے ابوالضحیٰ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر

میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے سولویں دلیل

مشہور شافعی محدث علامہ سیوطی (: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي ت ۹۱۱ھ) اپنی کتاب (الدر المنثور) میں لکھتے ھیں »الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور« (210/8): »وَأخرج عبد الرَّزَّاق وَعبد بن حميد وَابْن الْمُنْذر عَن قَتَادَة فِي قَوْله: {خلق سبع سماوات وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ} قَالَ: فِي كل سَمَاء وَفِي كل أَرض خلق من خلقه وَأمر من أمره وَقَضَاء من قَضَائِهِوَأخرج عبد بن حميد وَابْن الْمُنْذر عَن مُجَاهِد فِي قَوْله: {يتنزل الْأَمر بَينهُنَّ} قَالَ: من السَّمَاء السَّابِعَة إِلَى الأَرْض السَّابِعَةوَأخرج ابْن الْمُنْذر عَن سعيد بن جُبَير فِي قَوْله: {يتنزل الْأَمر بَينهُنَّ} قَالَ: السَّمَاء مَكْفُوفَة وَالْأَرْض مَكْفُوفَةوَأخرج عبد بن حميد عَن الْحسن فِي الْآيَة قَالَ: بَين كل سَمَاء وَأَرْض خلق وَأمر «وَأخرج عبد بن حميد وَابْن جرير وَابْن الضريس من طَرِيق مُجَاهِد عَن ابْن عَبَّاس فِي قَوْله: {وَمن

الأَرْض مِثْلهنَّ} قَالَ: لَو حدثتكم بتفسيرها لكَفَرْتُمْ وكفركم بتكذيبكم بهَا وَأخرج ابْن جرير وَابْن أبي حَاتِم وَالْحَاكِم وَصَححهُ وَالْبَيْهَقِيّ فِي الشّعب وَفِي الْأَسْمَاء وَالصِّفَات عَن أبي الضُّحَى عَن ابْن عَبَّاس فِي قَوْله: {وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ} قَالَ: سبع أَرضين فِي كل أَرض نَبِي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وَإِبْرَاهِيم كإبراهيم وَعِيسَى كعيسى قَالَ الْبَيْهَقِيّ: إِسْنَاده صَحِيح وَلكنه شَاذ لَا أعلم لأبي الضُّحَى عَلَيْهِ مُتَابعًا حضرت قتادہ کا قول نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہر زمین میں اور ہر اسمان میں اللہ تعالی کی مخلوق ؛اللہ تعالی کے احکامات ؛اور فیصلے نافذ ہوتے ہیں: امام مجاہد کا قول نقل کیا کہ وحی کا سلسلہ ساتوں زمینوں تک پہنچا ہوا ہے امام حسن کا قول نقل کیا کہ ہر زمین میں اللہ تعالی کی مخلوق اور خدا کا امر موجود ہے اگے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول نقل کیا کہ اگر میں قران مقدس کی اس ایت کی تفسیر کر دوں تو اپ سب لوگ کافر ہو جاؤ اور اپ کا کفر یہی ہے کہ اپ اس روایت کو جھٹلا دو گے پھر اگے وہی روایت حضرت عبداللہ بن عباس کی بیان فرمائی مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے ابوالضحیٰ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی

تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے سترویں دلیل

مشہور شارح بخاری علامہ قسطلانی(أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين ت ۹۲۳ھ) اپنی کتاب : (إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري) میں رقم طراز ھیں »شرح القسطلاني = إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري« (5/ 305): »ومن الأرض مثلهن قال سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدمكم، ونوح كنوحكم، وإبراهيم كإبراهيمكم، وعيسى كعيساكم. قال الذهبي: إسناده حسن وله شاهد عند الحاكم أيضًا عن ابن عباس قال في قوله: {سبع سماوات ومن الأرض مثلهن} [الطلاق: 12] قال في كل أرض نحو إبراهيم صلى الله عليه وسلم. قال الذهبي: حديث على شرط الشيخين رجاله أئمة« حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے زمین

سات ہیں ہر زمین میں اپ کے نبی کی طرح نبی ادم کی طرح ادم نوح کی طرح ابراہیم کی طرح ابراہیم اور عیسی کی طرح عیسی موجود رہے ہیں اگے امام ذہبی کا قول نقل کرتے ہیں اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور امام حاکم کے ہاں اس حدیث کا ایک شاہد بھی موجود ہے وہ بھی حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں ہر زمین میں ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ابراہیم ہیں اور امام ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور اس حدیث کہ راوی بڑے بڑے ائمہ حدیث ہیں

دیوبندی مناظر کی طرف سے اٹھارویں دلیل

مشہور فقیہ علامہ ھیتمی (أحمد بن محمد بن علی بن حجر الهيتمی السعدی الأنصاری، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس)(ت ۹۷۴ھ) اپنی کتاب (الفتاوی الحديثية) میں قران مقدس کی اس ایت (الله الذی خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن يتنزل الأمر بينهن لتعلموا أن الله على كل شیء قدير وأن الله قد أحاط بكل شیء علما) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ھیں »الفتاوی الحديثية لابن حجر الهيتمی « (ص 51): »صح

ایسی فقیہ اس اثر کو ختم نبوت کے خلاف سمجھتے ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أنہ قال فی قولہ تعالی: {اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلھن یتنزل الأمر بینھن لتعلموا أن اللہ علی کل شیء قدیر وأن اللہ قد أحاط بکل شیء علما} [الطلاق: 12] قال: سبع أرضین فی کل أرض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وإبراھیم کإبراھیم وعیسی کعیسی «حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد(اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلھن یتنزل الأمر بینھن لتعلموا أن اللہ علی کل شیء قدیر وأن اللہ قد أحاط بکل شیء علما) کے بارے وہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے ابوالضحیٰ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللّٰہُ الَّذِی خَلَقَ سَبۡعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الۡأَرۡضِ مِثۡلَھُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

اس کے بعد انیسویں دلیل کے طور پہ بھی مکرر علامہ کا حوالہ دیا۔

دیوبندی مناظر کی طرف سے بیسویں دلیل

مشہور محقق نواب صدیق حسن بھوپالی (أبو الطیب محمد صدیق خان بن حسن بن علی ابن لطف اللہ الحسینی البخاری القِنَّوجی) (ت ۱۳۰۷ھ) اپنی کتاب (فتحُ البیان في مقاصد القرآن) میں لکھتے ہیں »فتح البیان فی مقاصد القرآن« (14/ 197): »وعن ابن عباس أنه قال له رجل: (الله الذی خلق سبع سموات ومن الأرض مثلهن) إلى آخر السورة، فقال ابن عباس: ما یؤمنك أن أخبرك بها فتکفر؟ " أخرجه عبد بن حمید وابن المنذر من طریق سعید بن جبیر." وعنه فی قوله: ومن الأرض مثلهن قال: سبع أرضین فی كل أرض نبی كنبیکم وآدم كآدم ونوح كنوح وإبراهیم كإبراهیم وعیسى كعیسى " أخرجه ابن جریر وابن أبي حاتم والحاكم وصححه والبیهقی فی الشعب من طریق أبي الضحى، قال البیهقی: هذا إسناد صحیح، وهو شاذ بمرة لا أعلم لأبي الضحى علیه متابعاً." وعنه قال: فی كل أرض مثل إبراهیم ونحو ما على الأرض من الخلق " أخرجه ابن جریر الطبری من طریق شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي

الضحی قال الحافظ فی الفتح: ھکذا أخرجه مختصراً وإسناده صحیح «ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس سے پوچھا قران مقدس کی اس ایت (الله الذی خلق سبع سموات ومن الأرض مثلھن) کی کیا تفسیر ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا مجھے اپ پر اس بات کا اطمینان نہیں کہ اگر میں اس کی تفسیر بیان کروں اور اپ اس کا انکار نہ کریں اور قران مقدس کی ایک دوسری ایت (ومن الأرض مثلھن) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا چنانچہ اسی کا ترجمہ اگے ارہا ہے مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

امام سیوطی رحمہ اللہ کی طرف سے پیش کردہ ایک اعتراض کا منہ توڑ اور تسلی بخش جواب امام سیوطی رحمہ اللہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے صحت کے متعلق پہلے محدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں »الحاوی للفتاوی « (1/ 462): »هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ الحاكم فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ: صَحِيحُ

الْإِسْنَادِ، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَلَكِنَّهُ شَاذٌّ بِمَرَّةٍ، وَهَذَا الْكَلَامُ مِنَ الْبَيْهَقِيِّ فِي غَايَةِ الْحُسْنِ» پھر آگے لکھتے ہیں کہ سند کے صحیح ہونے سے یہ بات ضروری نہیں ہے کہ اس کا متن بھی صحیح ہو ہوسکتا ہے کوئی علت یا متن میں شذود ہو اور اس بنیاد پر یہ حدیث ضعیف ہو چنانچہ علامہ سیوطی کی وہ عبارت حاضر خدمت ہے لِاحْتِمَالِ أَنْ يَصِحَّ الْإِسْنَادُ وَيَكُونُ فِي الْمَتْنِ شُذُوذٌ أَوْ عِلَّةٌ تَمْنَعُ صِحَّتَهُ، وَإِذَا تَبَيَّنَ ضَعْفُ الْحَدِيثِ أَغْنَى ذَلِكَ عَنْ تَأْوِيلِهِ؛ لِأَنَّ مِثْلَ هَذَا الْمَقَامِ لَا تُقْبَلُ فِيهِ الْأَحَادِيثُ الضَّعِيفَةُ پھر آگے ایک احتمال اور بھی بیان کیا ہوسکتا ہے کہ جنات انبیاء کی طرف سے وہاں پر تبلیغ کرتے ہوں اور ان کو بھی نبی کے نام سے پکارا جاتا ہو وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يُسَمَّى كُلٌّ مِنْهُمْ بِاسْمِ النَّبِيِّ الَّذِي بَلَّغَ عَنْهُ بریلوی حضرات کے ذہن کو دیکھیں یہاں پر امام سیوطی رحمہ اللہ نے فقط ایک احتمال بیان کیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس حدیث میں کوئی ایسی علت ہو جس کی بنیاد پر یہ حدیث ضعیف ہو یعنی نفس الامر میں یہ حدیث ضعیف نہیں ہے کیا ایسے احتمالات سے کسی صحیح حدیث کو ضعیف قرار دیا جاسکتا ہے لیجیے بطور تمثیل کے ہم ایک ایسی روایت پیش کرتے ہیں جس کو جمہور محدثین جھوٹا ضعیف اور متروک قرار دیتے ہیں مگر فاضل بریلوی کے نزدیک وہ بالکل صحیح ہوتی

ہے لیجیے پہلے فاضل بریلوی کو حوالہ پڑھ لیجیے۔یعنی آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے خطا کا ارتکاب کیا تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی، اے رب میرے! صدقہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ رب العٰلمین نے فرمایا: تو نے محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کو کیونکر پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا، جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا، نہ تجھے بناتا۔ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان امام حاکم ہی کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں (اور کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے، علامہ ابن امیر الحاج نے حلیۃ میں اور سبکی نے شفاء السقام میں اس کو برقرار رکھا۔ میں کہتا ہوں جو میرے ہاں ثابت ہے وہ یہ کہ وہ درجہ حسن سے کمتر نہیں، فتاوی رضویہ جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 185 اب اس حدیث پر محدثین کی اراء کو بھی دیکھ لیں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے » المستدرك على الصحيحين « (672/2): »[التعليق - من تلخيص الذهبي] 4228 - بل موضوع « امام بیہقی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث

ضعیف ہے »دلائل النبوة للبیهقی « (5/ 489): »تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ [(62)] ، مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَنْهُ،وَهُوَ ضَعِيفٌ« حافظ ابن اجر لکھتے ہیں اس حدیث کہ راوی کو خود امام حاکم جھوٹا سمجھتے تھے النکت على كتاب ابن الصلاح لابن حجر « (1/ 318): »هذا صحيح الإسناد. وهو أول حديث ذكرته لعبد الرحمن مع أنه قال في كتابه الذي جمعه في الضعفاء:"عبد الرحمن بن زيد بن أسلم روى عن أبيه أحاديث موضوعة لا يخفى على من تأملها من أهل الصنعة حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی امام بیہقی کا قول نقل کرتے ہوئے اس کو ضعیف قرار دیا ہے »البداية والنهاية« (3/ 132): »قال البيهقي: تفرّد به عبد الرحمن بن زيد بن أسلم وهو ضعيف«ناظرین غور فرمائیں جس حدیث کو خود امام حاکم حافظ ابن حجر امام ذہبی علامہ ابن کثیر امام بیہقی امام ھیثمی مجموعی طور پر موضوع؛من گھڑت اور ضعیف قرار دیں اس کے بارے میں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ حدیث حسن درجے سے کم نہیں یعنی صحیح ہے کیا یہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھوتھو کے مترادف نہیں ہے ⁕⁕⁕ علامہ سیوطی ہی کے حوالے سے ایک اور حوالہ نوٹ فرمائیں ⁕⁕⁕ بریلویوں کی ایک کتاب

رسائل میلاد محبوب مرتب صلاح الدین سعیدی اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 237 پر لکھتے ہیں امام سیوطی کا ہر قول کسی کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے اس لیے تقبیل ابہامین (یعنی انگوٹھے چومنے والی حدیث) کی روایات کی موضوعیت (یعنی جھوٹا) ہونے کا قول بھی قابل قبول نہیں ہوگا یعنی امام سیوطی نے انگوٹھے چومنے والی روایت کو جھوٹا قرار دیا ہے بریلوی عالم کہتے ہیں کہ ہم امام سیوطی کا یہ قول نہیں مانتے جس حدیث کو امام سیوطی رحمہ اللہ صاف طور پر جھوٹا کہتے ہیں بریلوی حضرات اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور جس حدیث میں صرف ضعف کے احتمال کو بیان کرتے ہیں وہ بریلویوں کے نزدیک جھوٹی ہے الامان والحفیظ

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ اور اثر ابن عباس رضی اللہ عنھا کی زبردست توثیق

مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ نے اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ایک ناقابل تردید رسالہ مرتب فرمایا جس کا نام انہوں نے یہ رکھا زجرالناس علی انکار اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو تنبیہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کے منکر ہیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مولانا عبدالحئ لکھنوی ایک فقیہ اور محدث تھے اور ہندوستان کے علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں چنانچہ حضرت شروع رسالہ میں لکھتے ہیں حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں تمام ائمہ حدیث نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور تمام اصحاب ترجیح نے اس تصحیح کو برقرار رکھا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو قبول نہ کرنا کامیابی کی علامت نہیں ہے پھر کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں (وہ لوگ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو مجروح اور ضعیف ثابت کرنا چاہتے ہیں ان کی یہ تمام کاوشیں ہواؤں میں بکھر جائیں گی اور اگے قران مقدس کی اس ایت کو بطور استشہاد کے پیش کیا ہے » صحیح البخاري « (4 / 1783): » وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: { ٍ ※بَاءً مَنْثُورًا} / 23 /: مَا تَسْفِي بِ※ِ الرِّيحُ « جس کی تفسیر خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ان کا سارا کرتا دھرتا ایک ان کے ان میں ہواؤں میں بکھر جائے گا اور وہ اپنے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ائے گا اگے بے شمار دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث صحیح الاسناد ہے پھر اگے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں پھر اپ ان جلیل القدر علماء کے کلام کو دیکھیں جن کی تائید سے ہماری حدیث کو اور زیادہ تقویت مل جاتی ہے ہماری پیش کردہ حدیث کو دو طریقوں سے بیان کیا گیا ہے مختصر بھی اور مطول بھی ہر حدیث دوسری کی موید بھی ہے اور شاہد بھی ہے بہر حال وہ

حدیث جو مختصر ہے امام حاکم نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت بھی کی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے علامہ شبلی اور زرقانی نے اس پر سکوت کیا ہے نوٹ (ہم نے اس بحث کے دوران 20 ایسے محدثین اور فقہاء کو پیش کیا ہے جنہوں نے اس روایت پر سکوت فرمایا ہے) بہرحال وہ حدیث جو مطول ہے امام حاکم نے اس کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اور بہرحال اس پر جو شاذ ہونے کی جرح ہے وہ ایسی جرح نہیں ہے جس سے حدیث کو ضعیف ثابت کیا جا سکے اور اس پر علامہ سیوطی نے سکوت اختیار فرمایا ہے اور حافظ ذہبی نے اس کو حسن قرار دیا ہے اور علامہ شبلی نے اس پر سکوت اختیار فرمایا ہے اور یہ حدیث قابل استدلال بھی ہے کیونکہ اس سے علامہ عسقلانی شبلی اور سیوطی نے بطور احتجاج پیش کیا ہے اگے امام حاکم پر تساہل کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام ذہبی اور امام بیہقی اس کی تصحیح فرماتے ہیں اور اس کی موافقت بھی کرتے ہیں لہذا تساہل والا اعتراض ختم ہوا سند میں موجود ایک راوی عطا بن السائب پر اختلاط کی جرح کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں محدثین کی ایک جماعت کا یہی نظریہ ہے کہ شعبہ اور سفیان کے علاوہ دیگر تمام محدثین نے عطا بن۔السائب سے اختلاط سے پہلے روایات سنی ہیں جس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ راوی شریک اختلاف سے پہلے سماع کرنے والے ہیں

اور اگر اس بات کو تسلیم نہ بھی کیا جائے تو اس حدیث کا ایک اور شاہد اس حدیث میں ضعف کو ختم کر دیتا ہے ناظرین کی خدمت میں ہم نے مولانا عبدالحئی لکھنوی کے رسالے کا مختصر سا خلاصہ اور اہم اعتراضات کے جوابات نقل کر دیے امید ہے کہ اسی سے تشفی ہو جائے گی اگر کوئی شخص مزید بحث دیکھنا چاہے تو وہ علامہ صاحب کے رسالہ کی طرف رجوع فرمائے

احسن الفتاوی کی پیش کردہ عبارت پر جواب

بریلوی مناظر نے احسن الفتاوی کی عبارت پیش کی تھی (اس لیے یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اسرائیلیات سے لینے کا بھی احتمال ہے) نوٹ (اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اسرائیلی روایت ہونے کے متعلق تفصیلی کلام بھی کیا گیا ہے قارئین اس کو وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔ اور اس جرح سے ہماری پیش کردہ روایت کی تضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی تھی[1]۔الجواب بریلوی مناظر نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے قارئین و ناظرین سے گزارش ہے کہ پہلے احسن الفتاوی کی مکمل عبارت پڑھ لی احسن الفتاوی کی مکمل عبارتمفتی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں ان عبارات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔ 1- یہ مضمون حضور

---

[1] دیو بندی مناظر کی یہ کذب بیانی ہے۔اہلسنت مناظر نے ہرگز یہ دعوی نہیں کیا کہ احسن الفتاویٰ میں اس روایت کو ضعیف کہا گیا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ بعض حضرات نے اسے موقوف علی السماع ہونے کی وجہ سے بحکم مرفوع قرار دیا ہے، مگر اسکا اس لئے یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اسرائیلیات سے لینے کا احتمال ہے کما قال الحافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ 2-اس (اثر) کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف نسبت کی صحت میں اختلاف ہے صحت راجح معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ اگر چہ حاکم کی تصحیح قابل اطمینان نہیں مگر ذہبی کی تصحیح بلاشبہ معتبر ہے اس کی وجہ بندہ کی کتاب ارشاد الساری الی صحیح البخاری ملاحظہ فرمائیں اس کی روایت میں ابوالضحی متفرد ہیں۔ بظاہر یہ امر روایت کی صحت کو مخدوش کر رہا ہے کہ ایسے اعجب العجائب مضمون کو سوائے ایک شخص کے اور کوئی روایت نہیں کرتا مگر اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بخوف فتنہ اسے چھپاتے تھے چنانچہ درمنثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے منقول ہے۔ لو حدثتکم بتفسیرھا لکفرتم و کفرکم بتکذیبکم بھا خلاصہ یہ کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی طرف نسبت کی صحت راجح ہے مگر حکم مرفوع ہونے میں کلام ہے۔ (احسن الفتاوی جلد 1 ص 507) لیجیے حضرت تو اس اثر کی صحت قبول کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اس کی صحت راجح ہے۔ البتہ اس کے مرفوع ہونے میں کلام ہے مناظر نے خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے پوری عبارت نقل ہی نہیں کی کم از کم اپنے صدر مناظر کی کتاب تو پڑھ لیتے ہیں جناب

تیمور رانا صاحب لکھتے ہیں" اس محقق نے اپنی جہالت کا ثبوت دینے کے ساتھ ساتھ سخت خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ادھورا حوالہ دیا ہے اور مکمل عبارت پیش نہیں کی۔ باقی رہی بات سیرت حلبیہ کے مترجم ومرتب کی بات تو اس کا متفرق جگہوں میں الگ الگ جواب دے دیا گیا ہے اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اصولی طور پر ہم مسند ثابت کر چکے ہیں لہذا اگر یہ مرفوع ثابت نہ بھی ہو تو ہمیں مضر نہیں

عبدالحئ لکھنوی بریلویوں کے معتمد علیہ وآئمہ میں شامل اور معتبر شخصیت [1]

ممکن ہے بریلوی صاحب اس کا انکار کر دیں کہ مولانا عبدالحیئ لکھنوی ہمارے بزرگ نہیں تو اس کے لیے یہ حوالہ پہلے سے ہی پیش خدمت ہے۔ مولوی عبدالمجید خان سعیدی اپنے مسلمہ آئمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں حضرت امیر ملت علامہ عبدالحئ لکھنوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (تنبیہات بجواب تحقیقات جلد اول ص 97)

علمائے دیوبند کی کتب سے امام حاکم پر جرح کا تفصیلی جواب

---

[1] اس میں کہیں بھی انہیں معتبر نہیں کہا گیا۔ اگر رحمۃ اللہ علیہ کہنا معتبر ماننے کے مترادف ہے تو خود موصوف نے اعلیٰ حضرت کو رحمۃ اللہ کہا (ملاحظہ ہو، مناظرہ اثر ابن عباس ص 8)

امام حاکم کا متساہل فی الحدیث ہونا فریقین کے ہاں مسلم ہیں [1] پہلے ہم ناظرین کی خدمت میں وہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں امام تقی الدین ابن صلاح عثمان بن عبد الرحمن، (أبو عمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح) (ت ٦٤٣ھ) اپنی کتاب (معرفة أنواع علوم الحديث، ويُعرف بمقدمة ابن الصلاح) میں لکھتے ھیں »مقدمة ابن الصلاح = معرفة أنواع علوم الحديث - ت عتر« (ص21): »وَاعْتَنَى الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ بِالزِّيَادَةِ فِي عَدَدِ الْحَدِيثِ« الصَّحِيحِ عَلَى مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، وَجَمَعَ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ سَمَّاهُ (الْمُسْتَدْرَكَ) أَوْدَعَهُ مَا لَيْسَ فِي وَاحِدٍ مِنَ الصَّحِيحَيْنِ مِمَّا رَآهُ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، قَدْ أَخْرَجَا عَنْ رُوَاتِهِ فِي كِتَابَيْهِمَا، أَوْ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَحْدَهُ، أَوْ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَحْدَهُ، وَمَا أَدَّى اجْتِهَادُهُ إِلَى تَصْحِيحِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى شَرْطِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا. وَهُوَ وَاسِعُ الْخَطْوِ فِي شَرْطِ الصَّحِيحِ، مُتَسَاهِلٌ فِي الْقَضَاءِ بِهِ. فَالْأَوْلَى أَنْ نَتَوَسَّطَ فِي أَمْرِهِ فَنَقُولَ: مَا حَكَمَ بِصِحَّتِهِ، وَلَمْ نَجِدْ ذَلِكَ فِيهِ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبِيلِ الصَّحِيحِ فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ الْحَسَنِ، يُحْتَجُّ بِهِ وَيُعْمَلُ بِهِ،

---

[1] پہلے کہا اعلیٰ حضرت ان کی تصحیح کا اعتبار کرتے ہیں، اب خود ہی اس کی تغلیط کر دی

إِلَّا أَنْ تَظْهَرَ فِيهِ عِلَّةٌ تُوجِبُ ضَعْفَهُ.وَيُقَارِبُهُ فِي حُكْمِهِ صَحِيحُ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حِبَّانَ الْبُسْتِيِّ رحمهم الله أَجْمَعِينَ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ »النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشى « (1/ 214): »(قَوْله) وَهُوَ وَاسع الخطو فِي شَرط الصَّحِيح متساهل فِي الْقَضَاء بِهِقلت قَالَ الْخَطِيب أَبُو بكر أنكر النَّاس على الْحَاكِم أبي عبد الله أَحَادِيث جمعهَا وَزعم أَنَّهَا صِحَاح على شَرط الشَّيْخَيْنِمِنْهَا حَدِيث الطير « وَمن كنت مَوْلَاهُ فعلى مَوْلَاهُ فَأنْكر عَلَيْهِ أَصْحَاب الحَدِيث ذَلِك وَلم يميلوا إِلَى قَوْله وَقد كَانَ عِنْد الْحَاكِم ميل إِلَى عَليّ ونعيذه بِاللَّه من أَن يبغض أَبَا بكر أَو عمر أَو عُثْمَان رضى الله عنهم وَقَالَ أَبُو نعيم الْحداد سَمِعت أَبَا [مُحَمَّد] الْحسن السَّمرقَنْدِي الْحَافِظ يَقُول سَمِعت أَبَا عبد الرَّحْمَن الشاذياخي يَقُول سُئِلَ الْحَاكِم عَن حَدِيث الطير فَقَالَ لم يَصح وَلَو صَحَّ لما كَانَ أحد أفضل من عَليّ بعد رَسُول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ الذَّهَبِيّ وَهَذِه الْحِكَايَة سندها صَحِيح فَمَا باله أخرج حَدِيثه فِي الْمُسْتَدْرك قَالَ فَلَعَلَّهُ تغير رَأْيه انْتَهىحافظ ابن حجر رحمه الله (أبو الفضل أحمد بن على بن محمد

بن أحمد بن حجر العسقلانی) (ت ۸۵۲ھ) اپنی کتاب (النکت علی کتاب ابن الصلاح) میں لکھتے ھیں »النکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر « (1/ 64): »ذکر الحافظ هنا آراء العلماء فی المستدرك.فمنهم: أبو سعد المالینی فإنه ادعى أنه لیس فی المستدرك حدیث واحد علی شرط الشیخین.ومنهم: عبد الواحد المقدسی فإنه ذهب إلى أنه لیس فی المستدرك إلا ثلاثة أحادیث فقط علی شرط الشیخین.ومنهم الحافظ الذهبی فإنه یری أن فی المستدرك « جملة وافرة علی شرط الشیخین- وجملة کثیرة علی شرط أحدهما -وهو قدر النصف. وفیه الربع مما صح أو حسن. ویری الذهبی أن فی قول المالینی غلوا وإسرافا. ان تمام عبارات کا خلاصہ کلام یہ ہے امام حاکم متساہل فی الحدیث ہیں جب تک دیگر ائمہ ومحدثین ان کی موافقت نہ کریں امام حاکم رحمہ اللہ شیعت کی طرف میلان رکھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شیخین پر فضیلت کی حدیث اگرچہ امام حاکم کے نزدیک صحیح نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ اپنی مستدرک میں لے کر آئے ہیں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مستدرک کی بہت سی روایات شیخین کی شرط پر صحیح ہیں بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ صرف تین احادیث شیخین کی شرط پر صحیح ہیں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس قول کو غلو اور اسراف قرار دیا

ہے جی جناب من یہ تقریبا وہی اقوال ہیں جو بریلوی مناظر نے علماء دیوبند کی مختلف کتابوں سے پیش کیے ہیں کیا مذکورہ بالا محدثین کے اقوال کو اپ نہیں مانتے لہذا تحقیقی جواب یہی ہوا کہ وہ حدیث جس کی صحت میں امام حاکم متفرد ہو وہ قابل قبول نہیں ہوگی جب تک کہ امام ذہبی اس کی موافقت نہ کریں اور ہمارے پیش کردہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کئی محدثین صحیح قرار دے چکے ہیں جیسے حافظ ابن حجر امام بیہقی امام ھیثمی رحمھم اللہ اور بھی دیگر کئی محدثین کے نام ہم نے پیش کر دیے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ فریق مخالف نے بھی ہماری بعض کتب سے جو حوالے پیش کیے ہیں وہ حوالے ہمارے ہی موقف کی تائید کر رہے ہیں گزشتہ ٹرم میں ہم ایک بریلوی محقق مولانا محمد علی صاحب کے حوالے سے امام حاکم کے بارے میں ایک قول نقل کر چکے ہیں جو فقط ائینہ دکھانے کے لیے تھا اس طرح کے بے شمار حوالے خود بریلوی کتب کے اندر بھی موجود ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے چھوڑ رہے ہیں

حوالہ سوم امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصحیح پر صاحب خاتمۃ الکلام کے پیش کردہ حوالے کا مسکت جواب

پھر بریلوی مناظر صاحب نے خاتمۃ الکلام کتاب کا حوالہ دیا کہا امام حاکم رحمہ اللہ جن تصحیح احادیث میں تساہل ہیں اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ان کی موافقت میں

فروگذاشت کر جاتے ہیں۔تو ہوسکتا ہے کہ نافع بن محمود مجہول کی حدیث کی تصحیح میں بھی انہوں نے روایتی تساہل سے کام لیا ہو(خاتمہ الکلام ص (450) اس لئے امام ذہبی کی تصحیح خود دیوبندیوں کے نزدیک من وعن قبول نہیں۔الجواب بریلوی مناظر مسلسل خیانت کا ارتکاب کرر ہے ہیں اگر موصوف پوری عبارت نقل کر دیتے ہیں تو اعتراض ہی ختم ہو جاتا مؤلف کے عنوان کو ہی اڑا دیا لیجیے پہلے مولف کا عنوان اور اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں چنانچہ مولف یہ عنوان قائم کرتے ہیں حضرات غیر مقلدین کے نزدیک امام حاکم اور علامہ ذہبی کی تصحیح کا مقام" اگے مولف یہ لکھتے ہیں (بے شک امام حاکم نے نافع بن محمود کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبی نے بھی اس کے ساتھ موافقت کی ہے مگر حضرات غیر مقلدین امام حاکم کو تصحیح احادیث میں متساہل گردانتے ہیں) چنانچہ توضیح الکلام میں ہے:"امام حاکم کا تساہل معروف ہے۔"" حافظ ذہبی سے بھی امام حاکم کی موافقت میں تساہل ہوا ہے اس جلی عنوان کے تحت توضیح الکلام میں لکھا ہے حافظ ذہبی بھی تو انسان ہی تھے تلخیص المستدرک میں امام حاکم کی موافقت میں ان سے متعدد فروگذاشتیں ہوتی ہیں، (توضیح الکلام ج ۲ ص ۱۲) لیجئے امام حاکم رحمہ اللہ تصحیح احادیث میں متساہل ہیں اور علامہ ذھبی رحمہ اللہ بھی ان کی موافقت میں فروگذاشت کر جاتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ نافع بن محمود مجہول کی حدیث کی تصحیح میں بھی انہوں نے روایتی تساہل سے کام لیا ہو۔(خاتمۃ الکلام ص 450) دیکھیے یہاں تو صاحب خاتمۃ الکلام

غیر مقلدین کے حوالے سے نقل کر رہے ہیں کہ غیر مقلدین حضرات امام حاکم کے ساتھ امام ذہبی کی تصحیح کو بھی نہیں مانتے بلکہ انہیں متساہل مانتے ہیں اور پھر حضرت نے توضیح الکلام کتاب کا بھی الزامی حوالہ پیش کیا جو ارشاد الحق عصری غیر مقلد صاحب کی کتاب ہے۔ گویا حضرت الزامی گفتگو کر رہے ہیں کہ غیر مقلدو! تمہارے اصول سے تو امام ذہبی کی نافع والی روایت کی تصحیح معتبر نہیں ٹھہرے گی کیونکہ وہ متساہل ہیں لیکن جناب مناظر صاحب کی پھرتی دیکھیں انہوں نے الزامی جواب کو صاحب خاتمۃ الکلام کا موقف بنا کر پیش کر دیا۔ ان کے اس عمل پر افسوس ہے۔ سارے احباب دیکھ سکتے ہیں شروع سے اب تک یہ ایسی ہی حرکتوں میں ملوث ہیں۔ حوالہ اولجناب صدر مناظر تیمور رانا صاحب کی کتاب میں ہے۔ کچھ یہی حال مخالفین اہل سنت کا ہے کہ وہ باتیں جو ہمارے علما اہل سنت کی نہیں ہوتیں یا جن ہستیوں کے بارے میں مخالفین ان عبارات کو پیش کر رہے ہوتے ہیں ان کے بارے میں سرے سے ہوتی ہی نہیں بلکہ کسی دوسری ذات کے متعلق ہوتی ہیں یا عبارات عوام الناس کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں جن کو مخالفین اہل سنت جہال جادوگروں اور شیطان (دیو) کی طرح ان کو خلاف موقع بنا کر علما حق اہل سنت و جماعت کو بدنام کرتے ہیں (رد اعتراضات المخبث ص ۸) تو جناب جو بات ہماری ہے ہی نہیں وہ ہمارے کھاتے میں ڈال کر جہال جادوگروں

اور دیو والی حرکت نہ کریں۔حوالہ دومولانا کاشف اقبال صاحب بریلوی صدر مناظر جناب تیمور رانا صاحب کی کتاب میں لکھتے ہیں دیوبندی مولویوں کی لیاقت کا عالم یہ ہے کہ علمائے اہل سنت کی دیو بندیوں کے رد میں کتب میں دیوبندیوں پر نقد کی عبارات میں الزامی اور تحقیقی نقد کو سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہیں تو پھران کی علمی لیاقت کا اندازہ لگانا کسی بھی سلیم العقل کے لیے مشکل نہیں ہے۔(کنز الایمان اور مخالفین ص ۱۲)تو بریلوی مناظر صاحب کا یہ حال ہے کہ انکو صاحب خاتمۃ الکلام کا الزامی جواب سمجھنے کا بھی شعور نہیں ہے لہذا تمام حضرات جو اس مناظرہ کو دیکھ رہے ہیں وہ ان کی علمی لیاقت کا بھرپور اندازہ لگا لیں گے۔حوالہ سوماب قارئین خود فیصلہ کریں کہ دیو بندی موصوف نے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کتنا بڑا بہتان باندھا ہے۔جس آدمی کو الزامی جواب سمجھنے کی بھی اہلیت نہ ہو اسے میدان مناظرہ میں نہیں آنا چاہیے، اس سے اُس کا تو کچھ نہیں بگڑتا اُس کے اکابرین کی علمیت کا پول کھل جاتا ہے۔(تحفظ اہل سنت جلد اول ص 398) دیکھیے حذیفہ صاحب ارشد مسعود صاحب کی رو سے آپ بہتان تراش بھی ثابت ہوئے۔ نیز ان کے مشورے کے مطابق آپ کو تو الزامی جواب کی تمیز نہیں لہذا آپ کو مناظرہ کے میدان میں نہیں اترنا چاہیے کیونکہ اس طرح آپ اپنے اکابر کی علمی پول ہم دیو بندی حضرات کے سامنے کھول رہے ہیں۔

صاحب التبشیر ات جمیل احمد بریلوی صاحب کا انکار اور بریلوی مناظر کی حالت زار صاحب

التبشیر ات جمیل احمد صاحب کو بریلوی مناظر صاحب نے تفصیلی کہہ دیا اور یہ کہا کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں جبکہ ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آنجناب یہ فرما کر کتنی مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ چنانچہ ارشد مسعود لکھتا ہے مولانا کوثر نیازی صاحب دیوبندی تھے۔ عربی تعلیم عبدالحق ندوی صاحب سے حاصل کی وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم و مغفور سے لیا ہے۔۔۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوثر نیازی صاحب کٹر دیوبندی تھے البتہ سیدی اعلی حضرت۔۔۔ کی کرامت یہ ہے کہ اپنے عشق و محبت کو خود منکروں سے منوالیا۔ (کشف القناع ص 215,214) لہذا اسی اصول سے چونکہ تفصیلی حضرات بھی رضاخانی مدارس ہی میں پڑھے ہوئے ہیں لہذا وہ بھی رضاخانی ہیں اور بریلویت میں شامل ہیں بلکہ جمیل احمد صاحب کی تو دستار پوشی بھی خادم حسین رضوی صاحب کر چکے ہیں۔ نیز مناظر صاحب کے صدر مناظر نے اپنی کتاب میں ڈاکٹر طاہر القادری رضاخانی کو تفضیلی کہا ہے .(دیکھیے دست و گریباں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ جلد 1 ص 505) جبکہ بریلوی مفتی یونس صاحب جن کی کتاب پر 5 عدد بریلوی مولویوں کی تقریظیں ہیں لکھتے

ہیں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب مفتی مطیع الرحمن صاحب ✲ خواجہ مظفر صاحب عبدالرحیم بستوی صاحب اور حضرت مولانا الیاس عطار قادری اور تمام علمائے حقہ میں سے کسی کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا کفر ہے (دعوت اسلامی کے خلاف پروپیگنڈے کا جائزہ صفحہ 179) لہذا تفضیلی بریلوی حضرات کے نزدیک علما حقہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان کی شان میں توہین وتخفیف کفر ہے۔ مناظر صاحب اب آپ دائرہ اسلام میں رہے یا خارج ہو گئے ہم اس کا فیصلہ آپ پر اور عوام بریلویہ پر چھوڑتے ہیں۔نوٹ اس سے تو بہتر تھا آپ اسے غیر معتبر ہی کہہ دیتے اسکو تفضیلی بنا کر آپ نے اپنا ایمان بریلوی فتاوی جات کی رو سے زائل کر دیا ہے

تفسیر ابن حاتم کے حوالے کے بریلوی جواب کا جواب الجواب

بریلوی مناظر نے خود لکھا موصوف نے تفسیر ابن ابی حاتم کا حوالہ نقل کیا اور کہا کہ انہوں نے روایت بلا تردید نقل کر کے تصیح کی ہے (مخلصا) پھر مولانا سرفراز صفدر صاحب، عبدالکریم نعمانی واحب اور مولانا طاہر حسین گیاوی صاحب کے حوالے دے کر یہ جواب دیا کہ تفسیر ابن ابی حاتم میں محظ نقل کیا گیا ہے وہ اس کے قائل نہیں ہیں ۔الجوابجب آپ نے خود ہمارے موقف کا خلاصہ نقل کر دیا اب سنیے ۔حوالہ اولارشد مسعود صاحب لکھتے ہیں محدثین کا اس کو بغیر نکیر کے ذکر کرنا اس

بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کے قائل تھے ورنہ وہ اس پر نکیر فرماتے ۔(ماہنامہ رضائے مصطفی اکتوبر 2019 ص 26)دوسرا حوالہ اگر کوئی مصنف اپنی کتاب میں کسی کی گستاخانہ عبارت کو کتاب کا حصہ بنا کر شائع کرے اور مقصود اس کی تردید کرنا نہ ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔(مناظرہ گستاخ کون ص 89) تیسرا حوالہ عبد المجید سعیدی لکھتے ہیں اعلیٰ حضرت نے اس کی تعلیق میں اسے رد نہیں فرمایا بلکہ برقرار رکھا ہے جو دلیل رضا ہے۔(مصلحانہ کاوش بجواب مخلصانہ کوشش ص 54)ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ بریلوی مناظر صاحب نے جو ہمارا موقف نقل کیا کہ نقل بلا تردید دلیل رضا ہے۔پس تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالوں پہ ہماری طرف سے یہ جواب ہوا۔باقی جو ہمارے حوالے دیے گئے ہیں تو یہ اول تو یہ بات ذہن رکھیں کہ بریلوی علما کے نزدیک دیوبندیوں کا کوئی قاعدہ یا اصول نہیں ہوتا۔(راہ جنت) پھر یہ تمام حوالہ ایک خاص پیرائے میں کارگر ہو سکتے ہیں جب کوئی مطلقا شاذ، مرجوع اور غیر مفتی بہ قول نقل کرے مگر یہاں ایسا کچھ نہیں ہے لہذا ان حوالوں کو لے کر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔

کتاب الاسماء والصفات والی دلیل پر اعتراض کا جواب

بریلوی مناظر نے ہم پر اعتراض کیا ہے کہ ہم نے اس کتاب کے حوالے سے جو روایات بیان کی ہیں وہ ضعیف ہیں اور محشی نے اس پہ ضعف کا حکم لگایا ہے

عجیب بات یہ ہے اتنے بڑے بڑے محدثین جو ہماری پیش کردہ روایت کو صحیح کہہ رہے ہیں اس پر تو اپ کو ایمان نہیں اور محشی جس کی کوئی بھی توثیق اپ نے پیش نہیں کی اس کا قول اپ کے لیے حجت ہے اگر موصوف کو قول اپ کے لیے حجت ہے تو اسی محشی نے اگلے صفحہ پر ہماری ہی پیش کردہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے ہمارا موقف تو پھر بھی ثابت ہو گیا اس مضمون کی دو حدیثیں ہیں ایک کو وہ کہتا ہے ضعیف ہے اور اگلے صفحے پہ کہتا ہے اسنادہ صحیح اگر اپ اگلا صفحہ پڑھ لیتے تو یہ اعتراض بالکل نہ کرتے ابھی تک اپ نے کسی بھی اعتراض کا کوئی معقول جواب نہیں دیا!

امام حاکم پر جرح اور بریلوی مناظر صاحب کی ناگفتہ بہ حالت

امام حاکم پہ بریلوی مناظر نے جو حضرت اوکاڑوی اور حضرت پالن پوری صاحب کے حوالے سے توڑ جوڑ کر کے جرح کرنے کی کوشش کی تھی اس میں ہم نے ان کی خیانت کو خوب واضح کرتے ہوئے ان کی اس حرکت پہ ان کے گھر کے فتاوی جات بھی دکھا دیے تھے۔ان کا کوئی جواب نہیں آیا مگر مناظر صاحب ہم نے اس بحث کی پوری تفصیل بتا کر آپکی خیانت کی نشاندہی کر دی جس کا جواب دینے سے آپ قاصر رہے۔ البتہ اب پھر چلے ہوئے کارتوس نئے انداز میں چلاتے ہوئے دو حوالے دیے۔ کہ مولانا ظفر اقبال صاحب نے امام حاکم کو

اجس روایت کو اس نے صحیح کہا ہے اس نبی کنیکم کے الفاظ نہیں، اس لئے اس کا بحث سے کوئی تعلق نہیں۔

رافضی کہا اور یہ کہا انہوں نے خود ایک بات گھڑ لی ۔ پھر کہا کہ چونکہ امام حاکم جھوٹے اور رافضی ہیں لہذا دیوبندی اصول سے ان کی روایت قبول نہیں ۔ جوابتو اس پر بھی ہم نے پہلے ہی جواب دے دیا ہے کہ محمد علی نقشبندی کے نزدیک اگر کسی محدث سے شیعت ٹپکتی ہو اس سے روایت لینا حجت نہیں ۔ مگر فاضل بریلوی اس سے متعدد مقامات پہ روایات لیتے ہیں ۔ کس اصول سے؟ جس اصول سے وہاں جائز تو یہاں بھی جائز دوم ہم نے جو یہ کہا تھا کہ جو بھی جرح دکھاو باقاعدہ نام لے کر اور ہماری پیش کردہ روایت کو نامزد کر کے کی گئی جرح پیش کرو تبھی حجت ہوگی تو یہ بھی ہم نے ارشد مسعود چشتی صاحب کے اصول سے کہا تھا نہ کہ خانہ ذاد بات کی تھی لہذا اب اپنے قواعد پر عمل کرتے ہوئے ہماری پیش کردہ روایت کو نامزد کر کے جرح ثابت کرو تب تضعیف ثابت ہوگی ۔ مگر نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں پھر اب تک چونکہ کچھ بھی ثابت کرنے میں ناکام رہے تو اب ظفر اقبال صاحب کو پیش کر دیا ۔ گویا بقول شاعر سفید رومال جب کبوتر نہ بن سکا تو وہ شعبدہ باز پلٹنے والوں سے کہہ رہا تھا، رکو خدا کی قسم بنے گا ظفر اقبال صاحب کے حوالے کو بھی ڈنڈی مار کر پیش کر دیا ۔ تفصیل یوں ہے کہ پیر نصیر الدین نصیر جو بریلویوں کے جید عالم ہیں انہوں نے بنو امیہ کے خلاف غلاظت بکتے ہوئے ایک روایت سے استدلال کر کے یہ کہا تھا کہ اس روایت میں

راوی سنی ہیں ۔اس کا جواب دیتے ہوئے جناب ظفر اقبال صاحب نے کہا کہ اپ نے یہ روایت امام حاکم سے لیا جو کہ خود رافضی ہے پھر اگے امام ذہبی رحمہ اللہ کی جرح نقل کی ۔اور یہ ثابت کیا کہ امام حاکم کی یہ روایت نہیں لی جائے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام حاکم امام ذہبی کے نزدیک رافضی ہیں اور وہ بنو امیہ سے شدید درجے کی خارر کھتے ہیں ۔اور مبتدع کی روایت اس کے مذہب کے حق میں قبول نہیں کی جاتی ۔ پھر محمد علی نقشبندی صاحب لکھتے ہیں اگر رافضی کی تعریف یہ کی جائے ۔ جو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرے ۔اور اس کے کچھ مسائل اہل است کے معتقدات کے خلاف ہوں ۔تو اس معنی میں حاکم رافضی ہے (میزان الکتب ص 351)چونکہ امام حاکم سے جو روایت پیر نصیر صاحب لائے وہ اسی قبیل سے ہے لہذا وہ قابل قبول نہیں ۔ چنانچہ پیش کردہ حوالے کا سیاق وسباق دیکھا جا سکتا ہے اور امام حاکم کے نزدیک ظفر اقبال صاحب نے مزید کیا لکھا وہ درج ذیل ہے ۔حضرت امام حاکم شیعہ تھے لیکن ان کے عہد سے لے کر آج تک کے محدثین ان کی احادیث کا اعتبار کرتے رہے ہیں، البتہ مستدرک حاکم کی تمام روایات ایک مرتبہ کی نہیں ہیں بلکہ اس میں ہر قسم کی روایات موجود ہیں، لہذا محدثین کے نزدیک مستدرک حاکم کی وہی روایات قابل اعتبار ہیں جن کی تصحیح پر امام حاکم کے ساتھ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۸ھ) تلخیص المستدرک میں متفق ہوں، کما قال الشاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (م

۱۲۳۹ھ)(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور گمراہ کن غلط فہمیوں کا ازالہ ص 80) لیجیے ظفر اقبال صاحب کے نزدیک امام حاکم کی تصحیح اس وقت معتبر ہوگی جب امام ذہبی بھی ان سے متفق اور ہماری پیش کردہ روایت میں امام ذہبی بھی ان سے متفق ہیں لہذا یہ جرح نا قابل قبول ہے۔تو اس بار بھی بریلوی مناظر صاحب نے اپنے اصول وضوابط کے تحت رہ کر کوئی حوالہ پیش نہیں کیا اور جو پیش کیا اس کا حال بھی تمام احباب دیکھ چکے ہیں۔

حافظ ابن حجر کی طرف سے ہماری پیش کردہ روایت کی تصحیح اور بریلوی مناظر کی بدحواسی

ہم نے حافظ ابن حجر سے بھی اس حدیث کا صحیح ہونا دکھا دیا تھا جس پر بریلوی مناظر صاحب نے اب یہ کہا ہے کہ حافظ ابن حجر صاحب کے نزدیک اس حدیث کا جو متن ہے وہ ظاہر اقران وسنت کے خلاف ہے۔ فتح الباری سے اصل حوالہ باوجود مانگنے کے بھی حوالہ پیش نہیں کیا گیا بریلوی مناظر اس کو قیامت کی صبح تک فتح الباری سے نہیں دکھا سکتا لیجیے بریلوی صاحب نے یہ تو مان لیا کہ حافظ ابن حجر ہماری پیش کردہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اگر اپ کے پیش کردہ الزام کو درست تسلیم کر بھی لیا جائے کہ یہ بات ظاہر قران کے خلاف ہے تو اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ قران مقدس کی بہت سی ایات میں بظاہر تناقص نظر اتا ہے

حقیقت میں تناقض ہوتا نہیں ہے اگر یہ تحقیقی جواب اپ کو منظور نہ ہو لیجیے اپ کے گھر کی کتابوں سے الزامی جواب بھی حاضر خدمت ہے ظاہرا خلاف شریعت والی بات کا جواب بریلوی مناظر نے یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ ابن حجر نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ ظاہرا خلاف شرع ہے (حالانکہ فتح الباری میں یہ بات نہیں ہے) سو اب یہ روایت قبول نہیں کی جائے گی۔تو جناب اگر کوئی ظاہرا خلاف شرع معلوم ہو تو اسکو چھوڑ دینا کہاں سے اخذ کیا؟ مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا جس طرح ید اللہ فوق ایدیھم یا مثل نورہ کمشکوۃ وغیرہ ایات جو بظاہر شان خداوندی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ (جاء الحق ص 178)تو اب بریلویوں کو اپنے اصول سے چاہیے کہ قران پاک کو بھی چھوڑ دیں اسی طرح لکھتے ہیں انما انا بشر وغیرہ وہ ایات جو بظاہر شان مصطفوی کے خلاف ہیں۔(جاء الحق ص 178)اب اللہ تعالی پر بھی حکم گستاخی لگاؤ گے معاذ اللہ (کہ اللہ تعالی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی ہے)ہماری کسی بھی بات کا ابھی تک بریلوی مناظر میں معقول جواب نہیں دیا

امام کورانی کا حوالہ اور رضا خانی اصول

مناظر صاحب نے امام کورانی کی کتاب الکوثر الجاری کا حوالہ پیش کیا اور یہ بات بیان کی کہ انہوں نے اس روایت کو اجماع کے مخالف کہا ہے۔اس پر عرض ہے

امام کورانی کی بات بریلوی کتنا مانتے ہیں ملاحظہ ہو۔امام کورانی صاحب حدیث ما لمسؤل عنھا باعلم من السائل " کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سوال کرنے والے جبریل علیہ السلام کو وقت وقوع قیامت کا علم نہیں۔ چنانچہ واما عرفا فیدل علی عدم المساواۃ و ھذا ھو المراد من الحدیث ای لاعلم للمسؤل عنھا کما لا علم للسائل. الکوثر الجاری الی ریاض الاحادیث البخاری، ج 1، ص 124،) جبکہ عطا محمد بندیالوی لکھتے ہیں اگر کسی نبی کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں چہ جائے افضل الانبیاء صلوۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ ان کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے۔(ذکر عطا فی حیات استاذ العلماء ص 91) تو مناظر صاحب اپ کے علماء کے نزدیک تو امام کورانی کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ توحید ہی مکمل نہیں۔ جو کہ صریح کفر ہے۔تو امام کورانی کا حوالہ کس منہ سے دیا جا رہا ہے پھر ارشد مسعود لکھتے ہیں حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ خواب نقل کرنے والا مشتاق احمد انبیٹھوی ہے جس کے حالات خود مشکوک ہیں اور یہ شخص دیوبندیوں کے اتنا قریب تھا کہ قیلولہ کرنے دیوبند مدرسہ میں جایا کرتا تھا۔ایسے شخص کی روایت پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ (کشف القناع ص

۱۳۴ او دافع از التہ الوسواس ص ۴۱۰) مشکوک شخص کی روایت قابل قبول نہیں تو آپ کے مسلک کی رو سے ایسے شخص کی بات کیسے قابل قبول ہوگی جس کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی علیہ السلام کا عقیدہ توحید ہی نا مکمل ہے !لہذا امام کورانی کی بات بریلوی مسلمات کی رو سے قبول نہیں کی جائے گی۔ دومزید لکھتے ہیں پس جو بندہ بقول غازی پوری خود بدعتی ہو اس سے اہل سنت و جماعت کی تکفیر میں فتوی نقل کرنا چہ معنی دارد؟ (تحفظ اہل سنت ص 263 جلد اول) پس جو تمہارے مسلک کی رو سے ایمان سے محروم ہو اس کی بات کو ہمارے خلاف نقل کرنے کا کیا مطلب؟ سو مارشد مسعود صاحب لکھتے ہیں حضرت مولانا فقیر محمد جہلمی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اورحتی الامکان تاویل کے ہوتے ہوئے کسی اہل قبلہ کی تکفیر کی جرات نہیں کر سکتے، یہانتک کہ یزید پر لعنت کرنے سے بھی پرہیز کرتے ہیں (راقم الحروف یزید کے متعلق ان کی بات سے متفق نہیں ہے) (تحفظ اہل سنت جلد 1 ص 150) یہاں ارشد صاحب اپنے اکابر فقیر محمد جہلمی صاحب کے یزید کے متعلق موقف سے متفق نہیں ویسے ہی ہم بھی امام کورانی کے موقف سے متفق نہیں۔ چہارم بریلوی مشہور مناظر عبدالمجید سعیدی لکھتے ہیں کتاب ہذا کو موصوف خود بھی نہیں مانتے پس جو چیز خود ان کے نزدیک حجت نہیں ہے اسے دوسروں پر کس اصول سے حجت بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ (مصلحانہ کاوش ص 142)

مولانا کاندھلوی صاحب کی ذاتی رائے پر بریلوی مناظر کا لطیفہ

ہم نے مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ بات کی تھی کہ ان کا قول ذاتی رائے ہے اس پر جناب یہ کہتے ہیں کہ تفرد تو وہ ہوتا ہے جو جمہور کے مخالف شاذ قول ہو جبکہ ادریس کاندلوی صاحب تو جمہور اہل سنت کے ساتھ ہیں ۔پھر انہوں نے یہ کہا کہ سیوطی ،رملی اور قورانی نے اسے مجروع کہا ہے اور سخاوی نے بھی قبول نہیں کیا۔ جواب یہ جواب دے کر انہوں نے اپنی ہی جگ ہنسائی کی ہے یہ جواب لطیفے سے کچھ کم نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب سمجھتے ہیں کہ سیوطی رملی قورانی اور سخاوی جمہور ان کا نام ہے' اور ہم نے جو امام ذہبی ؛امام حاکم ؛ابن حجر؛ اور امام بیہقی صاحب روح المعانی وغیرہ کو پیش کیا ہے اور دیگر کئی محدثین مفسرین کی اراء کو بھی پیش کیا ہے وہ اپ کے نزدیک جمہور نہیں ہیں ؟اپ کے پیش کردہ جتنے بھی نام ہیں کیا اس میں سے کسی ایک بھی محدث یا مفسر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا ہو خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں۔

اگر یہ جمہور نہیں تو سیوطی کا حوالہ تصحیح میں کیوں پیش کیا۔ دوئم ذہبی نے اس روایت کو رد کیا ہے۔ بیہقی سے اس روایت پہ جرح مفسر موجود ہے۔ روح المعانی والا اس روایت کے ظاہر کو نہیں مانتا اس روایت میں تاویل کرتا ہے۔ ان میں سے کون ہے جو آپ کے ساتھ ہے؟

اہلسنت مناظر کی آخری ٹرم

یہ ہمارے معاند کا دعویٰ تھا جس میں انہوں نے روایت کی صحت اور نانوتوی صاحب کی تشریح دونوں کو ثابت کرنا تھا جب کہ وہ دونوں میں ناکام رہے جس قدر تصحیح کے حوالہ جات دیئے وہ سب مبہم ہیں ان کے بلمقابل ہم نے جرح مفسر پیش کی ہے جس کا کوئی جواب نہ دیا جا سکا اور موصوف نے خود اس روایت پہ جرح کو تسلیم کیا جہاں تک متابعت کی بات کی تو وہاں حاکم کا شیخ کذاب کا ہے اس بات کا ہمارے معاند کوئی جواب نہ دے سکے اس راوی کی کوئی توثیق پیش نہ کر سکے جواب میں محمد بن اسحاق اور واقدی کو پیش کیا جو قیاس مع الفارق ہے کیونکہ ان دونوں کے متعلق جرح کے ساتھ توثیقی کلمات بھی ہیں جب کہ یہاں وہ ایسا کچھ نہ پیش کر سکے ------یہ ساری گفتگو کا خلاصہ ہے جس سے ان کی شکست واضح ہے۔

دوسرا ہم نے عبدالقدوس قارن سے عرض کیا تھا کہ تائید اس وقت ہوتی ہے جب کسی کے موقف کو سامنے رکھ کر اس کی تائید ہو موصوف اکابرین امت میں سے کوئی ایک حوالہ بھی پیش نہ کر سکے جس میں نانوتوی صاحب کی کفریہ تشریح سے اتفاق ہو جو ان کی شکست کہ بین دلیل ہے

20 حوالے ایک جواب

موصوف نے اپنے تائیں زیر بحث روایت کی تصحیح میں 20 حوالہ جات پیش کئے ،جس کا جواب ہم ایک حوالے سے عرض کرتے ہیں،عبد القدوس قارن لکھتے ہیں:۔

> اثری صاحب کوشاید معلوم ہی نہیں کہ کسی فرد یا طبقہ کی حمایت یا وکالت اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس کا نظریہ اور دعوی اور دلیل پیش نظر ہواور اس دعوی کی تائید میں دلیل دی جائے یا اس کے خلاف پیش کی گئی دلیل کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کی جائے جیسا کہ اثر ہی صاحب نے کیا ہے(تصویر بڑی صاف ہے سبھی جان گئےص 151)

اس حوالہ بالا کا واضح اور دوٹوک مطلب یہی کہ تصحیح یا تائید اس وقت ہوتی ہے جب کسی نظریہ کی تائید میں اس روایت سے استدلال کیا جائے ،جبکہ کسی محدث نے نانوتوی صاحب کے بیان کردہ مطلب کی تائید نہیں کی ۔اگر کسی روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے تو انہوں نے اس روایت کی تاویل کی ہے ،اس کے ظاہر کو قبول نہیں۔ہم دوسری ٹرم میں علامہ آلوسی کے حوالہ سے لکھ چکے کہ انہوں نے اثر ابن عباس کی تاویل کرتے ہوئے ممتاز شخصیات کو مراد لیا ہے ،حضور چھ امثال تسلیم نہیں کئے ۔اب ہمارے معاند کو چاہئے تھا کہ وہ ثابت کرتے کہ کس محدث سے ثابت کرتے کہ انہوں نے تحذیر الناس کے موقف کی تائید کی ہو،مگر وہ ایسا نہ کر

سکے اور قیامت کی صبح تک نہیں کر سکتے ،اس لئے خود نانوتوی صاحب کو اقرار ہیکہ ان کا موقف نیا ہے،ان سے قبل کسی نے بھی یہ موقف بیان نہیں کیا۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

میں نے بھی ایک نئی بات کہہ دی تو کیا ہوا(تحذیر الناس ص85)

حضرات گرامی ! یہاں خود نانوتوی صاحب کو اقرار ہیکہ ان کا بیان کردہ معنی کسی نے بیان نہیں کیا،اس لئے موصوف نے جتنے بھی حوالے پیش کئے وہ انہیں اصول بالا کی روشنی میں مفید اور ہمیں مضر نہیں۔

فیض الحسن سہارنپوری کا عقیدہ

موصوف نے ایک عبارت پیش کی اور اسے مولانا غلام دستگیر قصوری سے منسوب کیا،ہم نے وضاحت کی کہ یہ عبارت مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی ہے ،موصوف نے اس کا پہلا جواب یہ دیا کہ غلام دستگیر قصوری نے ان کے علمی مقام کی تعریف کی ہے،اس لئے وہ اس کی تائید کر رہے ہیں،جوابا عرض ہیکہ انہوں نے وہاں مکمل عبارت یوں ہے:۔

فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے: کہ مولانا فیض الحسن مشہور جلیل القدر علمائے ہندوستان سے علوم نقلی عقلی میں تصانیف مفیدہ کا مصنف ہے،تفسیر جلالین کا حاشیہ اور تفسیر بیضاوی کے اشعار

پر شرح اور مشکوۃ المصابیح کی بھی شرح لکھی ہے، لاہور سے ایک مرتبہ جب بھاول پور میں وارد ہوئے تھے، تو رخلیل احمد ان کی جوتیاں آگے رکھتے تھے؛ کیوں کہ آپ ان لوگوں کے استاد تھے، اب ان مخالفین حق سے جو وہ مخالف ہوئے اور ان کے مرشد رشید احمد پر گرفت کرنے لگے تو سخن حق کی تلخی سے ان کے اخبار کا حوالہ ناپسند آیا حالاں کہ اس عربی اخبار کے پڑھنے والے یقین کرتے ہیں، کہ وہ اخبار مسائل شرعیہ کی تحقیق میں عجیب تر چیز ہے (تقدیس الوکیل ص154)

لیجئے! غلام دستگیر قصوری صاحب تو انہیں جناب کے استاد کے طور پہ پیش کر رہے ہیں، اور یہ حوالہ بطور الزام دیا ہے۔اس لئے یہ ان کا عقیدہ نہیں۔اب جہاں تک یہ بات کہ فیض الحسن سہارنپوری صاحب خلیل احمد کے استاد تھے، اس پہ حوالہ جات پیش خدمت ہیں، محمد ثانی حسنی ندوی لکھتے ہیں:۔

آپ کو علم حدیث وفقہ اور دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ عربی ادب سے بہت شغف تھا، اس لئے کہ قرآن اور حدیث کی زبان میں ادب کا بھی بڑا دخل ہے، آپ کو شروع ہی سے ادب سے ذوق تھا اور مدرسہ کے امتحان میں سوالات کے جوابات بھی اکثر عربی زبان میں تحریر فرمایا کرتے تھے، آپ جب معین المدرس ہوئے تو ادب کا شوق تیز سے تیز تر ہوا،

اوراس بات کا ارادہ کیا کہ کسی صاحب علم وفن اورعربی زبان میں کمال اور دستگاہ رکھنے والے عالم کی خدمت میں رہ کر ادب عربی کی تحصیل کی جائے اور اس میں کمال پید اکیا جائے، اس وقت لاہور کے اورینٹل کالج میں مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری ادب کے استاذ تھے، انساب وایام عرب میں ان کا کوئی مثیل نہیں تھا، فیضی شرح حماسہ ان کی مشہور تصنیف ہے، اس کے علاوہ شرح سبعہ معلقہ، شرح متنبی، شرح رسالہ حدیث ام زرع ، ان کی علمی یادگاریں ہیں، ان کا درس علم ادب دور دور مشہور تھا، تحصیل ادب کی خاطر علماء اورذی استعداد طلباء ان کی خدمت میں لاہور جا کر ادب کے علم کو حاصل کرتے تھے، مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپور کے رہنے والے تھے اور مدرسہ مظاہر العلوم سے بہت تعلق رکھتے تھے، جب کبھی وہ وطن آتے تو مدرسہ ضرور تشریف لاتے اور اس کی تعمیر وترقی میں دلچسپی لیتے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اسی خیال سے کہ مولانا فیض الحسن صاحب اپنے ہی مشفق اکابر میں ہیں اورادب عربی کے درس میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں، اس لئے شعبان ۱۲۸۸ھ میں جب مدرسہ کا سال تمام ہوگیا تو لاہور پہنچے اورمولانا کی خدمت میں رہ کر علوم ادبیہ کو حاصل کیا، آپ خود فرماتے

ہیں: ''لاہور جاکر چند ماہ قیام کیا، مقامات، متنبی مولانا فیض الحسن صاحب سے بڑھ کر دیوبند واپس آگیا۔' (حیات خلیل 92-91)

پھر موصوف خود علماء دیوبند کے ممدوح ہیں، مزید حوالہ جات پیش خدمت ہیں، سید محمد شاہد سہارنپوری لکھتے ہیں:۔

شمس العلماء مولانا فیض الحسن ادیب ابن شیخ علی بخش تلمیذ مولانا صہبائی (دانشوران سہارنپور ص 21)

جہاں تک معاند کا یہ کہنا کہ قصوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تردید نہیں کی، انتہائی غیر درست بات ہے۔علامہ صاحب نے واضح تردید فرمائی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:۔

اور علماے مدرسہ دیوبند سے نکلنا مسئلہ موجود ہونے چھ مثل آں حضرت صلی اللہ علم کا بدلیل اثر ابن عباس یا کہ "ہر زمین میں تمھارے نبی جیسا نبی ہے۔" مشہور ہے، یہاں تک کہ مولوی محمد قاسم مہتمم مدرسہ مذکورہ نے رسالہ 'تحذیر الناس عن ان X ار اثر ابن عباس بنایا اور چھپوایا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی خراب تاویلیں لکھیں جس کے عرب وعجم کے اکابر علمانے جواب اور رد لکھے، اور نثر ظلم سے عمدہ طور پر اس مسئلہ کی تردید کی۔ من جملہ ان کے فتویٰ

مکہ معظّمہ کے مفتی مولانا عبد الرحمن سراج کا (اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بہشت میں اونچا کرے) جو قرآن و حدیث سے مستند ہے، اور جس میں حرمین محترمین کے چاروں مذہبوں کے مفتیوں اور مدرسوں کی شہادتیں صحیح موجود ہے، اور مصر کے طبع منصوری میں واقعہ ۱۲۹۱ھ ۳۶ صفحوں پر چھپا ہے (تقدیس الوکیل ص85)

لیجئے! ثابت ہوا کہ قصوری صاحب اس عقیدہ کی تغلیط کر رہے ہیں اور اس کا رد کر رہے ہیں، اس لئے معاند کا یہ کہنا کہ تردید نہیں کی سوائے کذب بیانی اور دجل کے کچھ نہیں۔اب جہاں تک فیض الحسن سہارنپوری کی بات تو وہ بھی دیوبندی عقیدہ کی تغلیط ہی فرما رہے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:۔

اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت: لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا" کے تمام بنی آدم اور جن جو آپ کے وقت میں موجود تھے اور آپ سے پیچھے پیدا ہونے والے ہیں سب کے نذیر ہیں یعنی ڈرانے والے ہیں، پس اگر آپ کی مثل ممکن ہو، تو وہ من جملہ عالمین کے ان معنی سے ہوگی تو وہ امت میں سے ہوئی جس کے آپ نذیر ہیں اور کوئی امتی عزت و شرافت میں اپنے نبی کی مانند نہیں ہوتا چہ جائے کہ اس کی مانند ہی بن جائے، اور اگر وہ مثل من جملہ عالمین کے

نہ ہو، تو آں حضرت صلی الم کے تمام بنی آدم اور جن کے نذیر نہ ہوئے، حالاں کہ فی الواقع آپ سب کے رسول اور نذیر ہیں ان ادلہ کاملہ کو یادرکھو۔ اور بعض علما کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ کل کی کل ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے، پس اس کا وقوع فرض کیا جاوے تو آں حضرت صلی اللہ ہم خاتم النبین نہ رہیں گے اور آیت ” خاتم النبیین کا کذب آئے گا، پس یہاں پر دو قول ہوئے، پہلا یہ کہ آپ کی مثل ممکن نہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ کی مثل موجود نہیں پہلا قول فریق اول کا ہے اور دوسرا قول فریق دوم کا ہے۔ دوسرے فریق کی دلیل یہ ہے کہ ”اگر آپ کی مثل باری تعالیٰ کی مثل کی طرح ممتنع بالذات ہوئی تو آپ حق تعالیٰ کی مثل بن گئے اور یہ باطل ہے۔“ اس کا جواب یہ ہے کہ دو چیزوں کا بعض لوازم خصوص سلبی میں مشترک ہونا فی الحقیقت یا کسی دوسرے عارض میں ایک کا دوسرے کی مثل ہونے کو لازم نہیں پکڑتا ہے۔ علاوہ ازیں باری تعالیٰ کی مثل بہر حال محال ہے۔ اور آں حضرت صلی اللہ میم کی شکل آپ کے خاتم النبیین کے وقوع کے بعد محال ہے چناں چہ مرکز دائرہ کا تعدد بعد اس کے کہ وہ نقطہ اس دائرہ کا مرکز ہو چکا ہے محال ہے۔ اور یہ اعتراض کہ حضرت آدم علی نبینا وعلی سام کی ملی بھی اس حیثیت سے کہ آپ اول سب نبیوں کے ہیں،

تمھارے زعم پر محال ہے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کی خاص کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم امتناع کو اس سے خاص نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ابتدا حقیقی کا تعدد بھی اس دنیا میں محال ہے۔ جیسا کہ تعدد وسط حقیقی کا، پس حضرت آدم علی نبینا وعلی سلام کی مثل بھی بعد اس کے کہ آپ اول الانبیا مقرر ہو چکے ہیں محال ہے۔ اور ممتنع صرف شریک باری تعالیٰ ہی میں منحصر ہیں، بلکہ بہت فرد ہیں، شریک باری، اجتماع دو نقیضوں کا، ارتفاع دو نقیضوں کا، تعدد مرکز کا دائرہ معینہ میں، تعدد دو دائرہ عظیم برابر ایک دوسرے کے کرہ پر، دو قطروں کا تعدد سوائے تقاطع کے، تعدد ابتدائے حقیقی کا، اور انتہائے حقیقی کا، ایک کم کی طرف حرکت فی الآن، تجرد ماڈی کا مادہ سے، اور اس کے لوازم سے، اور سوا اس کے او تحقیق یہ ہے کہ یہ تمام ایک باطل حقیقت کے جس کا نام محال ہے، عنوان ہیں۔ اگر کسی کو یہ وہم گزرے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبی اور خاتم النبیین ہونا آپ کے عوارض ذاتیہ سے ہے کیوں کہ یہ نہ آپ کا عین ہے نہ جزء اور عوارض کا سلا ممکن ہے پس روا ہے کہ کوئی اور خاتم بھی موجود ہو جائے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام عوارض کی سلب اپنی معروضات سے عظیم کن ہے، کیوں کہ امکان اور حدوث جو

ممکن اور حادث کے عوارض ہیں ان کا سلب ان کی ذات سے ناروا ہے، اور یہ عالی مرتبہ ختم رسالت ونبوت کا آپ کی ذات بابرکات کے لوازم سے ہے، جیسے آپ ہوئے اور ہوں گے، اس لیے آپ نے فرمایا کہ "میں نبی تھا حضرت آدم کے قالب کی طیاری (تیاری) سے پہلے۔ اور آپ کا ظہور پیچھے ہونا ان لوازم کے نفس الامری ثبوت کے منافی نہیں ہے، پس جیسا کہ آپ دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے بھی نبی اور خاتم النبین سے تھے ویسا ہی آپ عالم برزخ میں نبی اور خاتم الانبیا ہیں اور بدیہی امر ہے کہ لوازم کا سلب محال ہے۔ (تقدیس الوکیل ص158-161)

اس سے واضح ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل نہیں مانتے، چھ امثال کی بات ایک فرضی عالم میں ہے۔ یعنی ان کا مطلب یہ ہیکہ موجودہ عالم ختم ہو، اس کے بعد کوئی نیا عالم پیدا ہو، اس میں سلسلہ نبوت ہو، تو ہم اس کے خلاف نہیں۔ لیکن نانوتوی صاحب اسی عالم میں چھ امثال کے قائل ہیں، اس لئے ان کا عقیدہ فیض الحسن سہارنپوری سے مختلف ہے۔ اثر ابن عباس ضعیف اور آیت خاتم النبیین کے مخالف ہے، مولانا فیض الحسن کا فیصلہ مولانا فیض الحسن سہارنپوری اس اثر پہ کلام کر تے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اور کسی نے اثر ابن عباس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر

زمین میں تمہارے آدم جیسا آدم ہے اور تمھارے نوح جیسا نوح ہے اور تمھارے ابراہیم جیسا ابراہیم ہے اور تمھارے عیسی جیسا عیسی اور تمھارے نبی جیسا نبی ہے۔" تمسک کر کے کہا ہے، کہ یہ اثر آپ کے مثل کے وجود پر دلیل ہے، چہ جائے کہ امکان پر ہے۔" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس اثر کو امام بیہقی محدث نے شاذ کہا ہے، اور شاذ ضعیف ہوتی ہے، نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ اگر راوی زیادت کی اس سے قومی تر کے ساتھ مخالفت کی جاوے تو اس ارجح یعنی قوی تر کو محفوظ" کہتے ہیں، اور ضعیف یعنی مرجوح کو" شاذ" کہتے ہیں اور بے شک اس اثر میں زیادتی ہے مختصر روایت پر کہ ہر زمین میں مثل حضرت ابراہیم کے ہے، جیسا کہ زمین پر خلقت ہے، پس بیہقی کے حکم شذوذ دینے سے ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے، ایسے مسائل میں شہادت پیش کرنی بالکل پیچ پوچ ہے، اور باوجود اس ضعف کے یہ روایت قرآن کے حکم خاتم النبیین کے برخلاف ہے اور حدیث لا نبی بعدی اور اجماع جو اس پر ہو چکا ہے اس کے بھی مخالف ہے (تقدیس الوکیل ص162-163)

لیجئے! مولانا فیض الحسن بھی اس اثر کے خلاف ہے، دوئم انہوں نے واضح کیا کہ شاذ

ضعیف ہوتی ہے، یہ بات قابل غور ہے کیونکہ آگے ہم دیکھائیں گے کہ جس سے موصوف نے تصحیح پیش کی ہے، اس نے اس روایت کو شاذ کہا ہے، اور شاذ روایت ضعیف ہے

قارئین! واضح ہوا کہ مولانا فیض الحسن اور غلام دستگیر صاحب دونوں اس اثر کے مخالف ہیں اور دونوں دیوبندی حضرات کے ممدوح ہیں۔۔۔۔ہم نے پہلے پانچ دیوبندیوں اور 7 آئمہ کے حوالہ پیش کئے تھے جو کل ملا کر 12 ہوئے اب ان دونوں حضرات کی طرف سے تردید شامل ہو کر ٹوٹل حوالہ جات چودہ ہو گئے ۔۔۔۔اور معاند ایک بھی حوالہ پیش نہ کر سکے جس نے اس روایت کے مضمون کی تائید کی ہو، اور نہ ہی قیامت تک کر سکتے ہیں، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

اب ہم دیوبندی حضرات سے مولانا فیض الحسن کی تائید کے حوالہ جات کے سکین عرض کرتے ہیں۔دیوبندی سید محمد شاہد سہارنپوری انہیں شمس العلماء لکھتے ہیں (دانشوران سہارنپور ص 21)

محمد ثانی ندوی نے واضح لکھا کہ فیض الحسن صاحب خلیل کے استاد اور انہیں کے مشفق اکابر میں سے تھے اور آپ کے اس شفیق استاد نے اثر ابن عباس کی تغلیط کی ہے اور اسے ضعیف کہا (حیات خلیل ص 91)

لیجئے! فیض الحسن صاحب کے نانوتوی صاحب سے بے تکلفانہ تعلقات تھے (حضرت حاجی امداداللہ اوران کے خلفاء ص 275)
اسی طرح انکا جلیل القدر عالم ہونا تسلیم کیا (حضرت حاجی امداد اللہ اوران کے خلفاء ص 276)

علامہ غلام دستگیر قصور کے متعلق اللہ وسایا دیو بندی لکھتے ہیں:۔

''مشہور صوفی، بیمثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف سنیوں کے مناظر بے بدل خواجہ غلام دستگیر قصوری m سے کون واقف نہیں۔آپ کی کتاب ''تقدیس الوکیل'' رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔'' (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۲۴۴)

رفیق دلاوری ''مولانا غلام دستگیر'' قصوری کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''ان ایام میں مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری علمائے پنجاب میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے (تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تحریک ص ۹۷، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان) خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں: ''پنجاب کے اہل السنۃ والجماعۃ میں سے......مولانا غلام دستگیر قصوری ......خم ٹھونک کر مقابلہ میں نکلے۔'' (عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت ص ۲۱۹)

علامہ ابن کثیر اور اثر ابن عباس معاند کہتے ہیں کہ ابن کثیر نے اسے قرآن وسنت

کے موافق قرار دیا ہے۔علامہ ابن کثیر نے اثر ابن عباس کی مخالفت کی ان کی مکمل عبارت کچھ یوں ہے:۔

> اس کے علاوہ اہل کتاب اور ہمارے دینی علماء نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ زمین کا اوپری طبقہ یعنی اس کی سطح مٹی کی ہے اس کے نیچے دوسرا طبقہ لوہے پر مشتمل ہے اور تیسرا طبقہ حجریات پر وغیرہ وغیرہ تو اس کے کوئی شواہد موجود ہیں نہ ان کے بارے میں انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوالہ دیا گیا ہے اس لیے ان بیانات کی ذمہ داری خود ان کے بیان کرنے والوں پر عائد ہوتی ہے۔ ویسے ان بیانات کے سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے راوی بہتی ہیں جنہوں نے انہیں ابن عباس میں ان کے حوالے سے پیش کیا ہے اور خود ابن عباس نے انہیں یقیناً اسرائیلات سے اخذ کر کے بیان کیا ہے (البدایہ والنہایہ ج1 ص61،مترجم،ج1 ص21،عربی)

قارئین محترم! وہ تو فرما رہے ہیں کہ ان روایات کو بیان کرنے والے نے انبیاء کا حوالہ نہیں دیا،اس لئے یہ کہنا کہ وہ اس روایت کو قرآن وسنت کے مطابق سمجھتے ہیں،دجل وفریب کے سوا کچھ نہیں،یہاں سیاق کلام سے واضح ہیکہ وہ اس روایت کی تردید میں مصروف ہیں۔ہم مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ثابت کریں کہ علامہ ابن کثیر کی کونسی عبارت ہے جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ وہ اس روایت کو

قرآن وسنت سے ماخوذ قرار دیتے ہیں، وہ تو صاف کہہ رہے ہیں کہ اس کا ماخذ اانبیاء کا کلام نہیں۔ پھر معاند نے علامہ فیض احمد اویسی کا حوالہ پیش کیا، جواباعرض ہیکہ ساجد خان دیوبندی اپنے مولوی حبیب اللہ خان ڈیروی کی جرح کا جواب دیتے ہیں لکھتے ہیں:۔

اگر مولانا حبیب اللہ ڈیروی نے ایسا لکھا ہے تو ہم اسے درست نہیں سمجھتے (ازالۃ الوسواس ص35)

ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر اویسی صاحب نے ایسی بات کی ہے تو ہم اسے درست نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد معاند نے کہا ابن کثیر نے ان روایات کی بھی تغلیط کی ہے جنہیں امام احمد رضا نے صحیح کہا۔ محترم ناظرین تفصیل میں جائے بغیر موصوف کے اعتراض میں خیانت کے پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ علامہ ابن کثیر اپنے اس قول میں تنہا نہیں، علامہ سخاوی، ملاعلی قاری صاحب فتاوی الرملی، امام العجلونی وغیرہ نے ان کو قول کو نقل کر کے اس سے استدلال کیا ہے اور بقول دیوبندی اس کی تائید کی ہے۔ اس لئے سرے دست اس بحث کی حاجت ہی نہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی کی عبارت پہ اعتراض کا جواب مفتی مجاہد کے قلم سے

مفتی صاحب نے تبیان القرآن سے ایک عبارت پیش کی ، کہ خود غلام رسول سعیدی نے فیض الحسن کی عبارت کو غلام دستگیر قصوری کا عقیدہ قرار دیا ہے۔ جبکہ ہم واضح کر چکے کہ یہ غلام رسول سعیدی صاحب کا تسامح ہے، جناب مفتی مجاہد لکھتے ہیں:۔

> مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب نے امام بیہقی کے حوالے سے جو کچھ نقل فرمایا ہے اس میں حضرت سے تسامح ہوا ہے کیونکہ جس روایت کو تحذیر الناس میں پیش کیا گیا ہے اور اس سے استدلال کیا گیا ہے۔اس پر امام بیہقی نے کوئی کلام نہیں فرمایا (مناظرہ اثر ابن عباس ص25) جناب من اگر نقل میں شیخ سلیم اللہ خان صاحب سے تسامح ہوسکتا ہے تو غلام رسول سعیدی سے بھی ہوسکتا ہے ۔پھر خود یہی مفتی مجاہد لکھتے ہیں:۔تفرد راوی کی طرف مشیر ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ایک راوی کا تفرد ہے اور ایک اور واضح قرینہ بھی موجود ہے روایت میں موجود یہ لفظ (بمرۃ) کسی راوی کی طرف اشارہ نہیں ہے جیسا کہ بریلوی عالم مولانا غلام رسول سعیدی صاحب سے تسامح ہوا۔ ہے۔انہوں نے اس کو ایک راوی سمجھ لیا ہے حالانکہ اس کا لفظ کا مطلب یہ ہے (مناظرہ اثر ابن عباس ص26)

جناب اگر یہاں غلام رسول سعیدی سے تسامح ہوسکتا ہے تو جناب من وہاں بھی تسامح ہوا ہے، اور ہم دلائل کے ساتھ ان کے تسامح کو واضح کیا ہے۔ پھر دیکھیں یہی مفتی مجاہد لکھتے ہیں:۔

فریق مخالف کا یہ حوالہ بھی بالکل سودمند نہیں اس لئے کہ انھوں نے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت گنگوہی اور حضرت حجت الاسلام رحمہا اللہ انگریز کے وفادار تھے اور اس کے خلاف انھوں نے کچھ نہ کہا مذکورہ بالا عبارت مولف تذکرۃ الرشید کی ہے جس کے ذمہ دار وہ خود ہیں کسی اور کی عبارت کولیکر کسی اور پر فٹ کرنا کہاں کا انصاف ہے (ہدئیہ بریلویت ص479)

ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ جناب من! غلام رسول سعیدی کے کلام کو غلام دستگیر قصوری پہ فٹ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟۔

علامہ فیض احمد اویسی کی عبارت کا جواب مفتی مجاہد کے قلم سے جناب نے اویسی صاحب کی عبارت پیش کی تھی کہ انہوں نے علامہ ابن کثیر کو ناصبی کہا ہے، اس کا مختصر جواب ہم نے عرض کر دیا ہے، اب ہم ان کے قلم سے اس اعتراض کا جواب رقم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کا یہ فرمان ان کی ذاتی رائے ہے جمہور علماء دیوبند کی آراء کو ہم اگلی ٹرم میں پیش کریں (مناظرہ اثر ابن عباس ص16)

ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ جناب من! یہ مولانا فیض احمد اویسی کی ذاتی رائے ہے۔

14 حوالہ جات پہلے تھے اور اب ہم نے ابن کثیر سے بھی تغلیط ثابت کر دی ہے ٹوٹل حوالہ جات 15 ہو چکے ہیں۔

دلیل نمبر 16

اب 16 حوالہ بھی پیش خدمت ہے اس کے بعد باقی گفتگو ہم ظہر کے بعد کریں گے۔گلدستہ تفسیر میں بھی اقرار ہیکہ یہ روایت محدثین کے اصول سے قابل اعتبار نہیں۔(گلدستہ تفسیر ص206)

۔اس لئے شیخ سلیم اللہ اسلم قاسمی دیوبندی عبد القیوم حقانی اور ادریس کاندھلوی سب نے اس روایت کو شاذ قرار دیکر نا قابل قبول قرار دیا یے

حوالہ نمبر 17

نانوتوی صاحب نے لکھا:۔

> بلکہ اگر بالفرض بعد نہ مانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور بنی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیہ ہے معارض ومخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاہ بنے مخالف روایۃ ثقات ہے (تحذیر الناس ص 34)

نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد بھی اثر ابن عباس والے نبی ہوں وہ چاہے کسی اور زمین میں ہوں یا اسی زمین میں تو بھی خاتمیت میں فرق نہیں آئے گا۔ ہمارا استدلال اس وقت اس عبارت سے یہ ہیکہ نانوتوی صاحب اثر ابن عباس کے انبیاء کا وجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی ہماری زمین میں مانتے ہیں۔سرے دست ہم ان کے بیان کردہ معنی پہ محو گفتگو نہیں۔صرف یہی بتلانا مقصود ہے کہ ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد بھی اثر ابن عباس میں مذکور نبی ہو سکتے۔اب اس پہ کچھ حوالہ جات پیش خدمت ہے۔دیو بندی مولوی ادریس ہوشیار پوری لکھتے ہیں:۔

سوال ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت باقی نہ رہی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان زمینوں میں کوئی نبی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آیا ہو۔ جواب ان زمینوں کے نبی آخر الزمان کا آخری نبی ہونا صرف ان کی اپنی زمین کے لحاظ سے ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا مطلقا ہے اور سب زمینوں کے لحاظ سے ہے یعنی ان سب زمینوں کے آخری نبی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پہلے ہو چکے ہیں کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے(الخیر الجاری شرح صحیح بخاری ج4 ص53)

اسے واضح ہوا کہ اثر ابن عباس کے انبیاء بقول دیوبندی مولوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہو چکے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اس لئے اب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی مانے گا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت باقی نہ رہے گی۔اس لئے نانوتوی صاحب نے اس اثر کے انبیاء کو بعد از زمانہ نبوی مان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کا بھی انکار کیا ہے۔

حوالہ نمبر 19 اور 20

قاسم نانوتوی مولانا عبدالحئ لکھنوی کی عدالت میں

سب سے اولاتو یہ یادرہے کہ عبدالحئ صاحب دیوبندی حضرات میں بہت معتبر ہیں، اس پہ بے شمار حوالہ جات ہیں، صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے، علامہ خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں:۔

> حضرت مولانا عبدالحئ لکھنوی ان حضرات کے اکابر میں سے تھے، علم وافتار کا مرجع تھے ۱۳۰۴ھ میں وفات پائی، ٹادے مولانا عبدالحئ آپ کے فتوں کا مجموعہ ہے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوئی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے آپ کا زمانہ پایا ہے (مطالعہ بریلویت ج1 ص120)

ہم نے موصوف کے قلم سے قاسم صاحب کے عقیدہ کے متعلق تکفیر کا حکم نقل کیا تھا، جس کا کوئی جواب دینے سے قاصر رہے، اور کہا کہ انہوں نے روایت کی تصحیح

کی ہے۔(مناظرہ اثر ابن عباس ص 89-90) جناب من ہم پہلے ہی عرض کر چکے کہ انہوں نے زیر بحث روایت کے متعلق نانوتوی صاحب کے عقیدہ پہ کفر کا فتویٰ لگایا ہے، جس کا کوئی جواب ہمارے معاندنہ دے سکے۔اور یہ ہمارا حوالہ نمبر 19 لاجواب رہا ۔اب ہم انہی عبد الحئ صاحب کا ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں، دیوبندی کتب میں یہ بات درج ہیکہ تحذیر الناس کے آخر میں عبد لحئ صاحب کا تائیدی فتویٰ موجود ہے، اگر اسی فتویٰ کو دیکھا جائے تو یہ بھی تحذیر الناس کا رد ہے۔اس لئے کہ ہم نانوتوی صاحب کا حوالہ پیش کر چکے کہ وہ اثر ابن عباس کے انبیاء کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد بھی مانتے ہیں، اب اس پہ بھی عبدالحئ صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں:۔۔

پس بناء علیہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا درست ہے۔اب یہاں تین احتمال ہیں: (۱) ایک یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آں حضرت صل السلام کے ہوئے ہوں۔(۲) دوسرے یہ کہ مقدم ہوے ہوں۔(۳) تیسرے یہ کہ ہم عصر ہوں۔احتمال اول بحدیث: لانبي بعدي" وغیرہ باطل ہے (تحذیر الناس ص 90)

یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد نبی ہونگے یہ لا نبی بعدی کی روشنی میں باطل ہے، اب جو شخص اس کا قائل ہے وہ لا نبی بعدی منکر اور ختم نبوت کا اانکار کرنے والا ہے۔جناب جو فتویٰ آج تک دیوبندی قاسم نانوتوی کی تائید میں

پیش کرتے تھے، ہم اسی سے اس کی تردید ثابت کردی ہے۔ الحمد اللہ!

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں

جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

امام کورانی الحنفی کے حوالہ پر اعتراض کا جائزہ

ہم نے علامہ کورانی کا حوالہ پیش کیا تھا کہ یہ اثر اجماع کے خلاف ہے، معانداس کا کوئی جواب دینے سے قاصر رہے اور ایک مجمل عبارت کی بناء پہ اعتراض کرنے کی کوشش کی ۔موصوف نے علامہ کورانی کی ایک مجمل عبارت پیش کی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم قیامت نہیں مانتے ۔جوابا سیف العطاء کی عبارت کو پیش کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے توحید کا علم تسلیم نہیں کرتے ۔جوابا عرض ہیکہ ہمارے نزدیک علم ما کان وما یکون مختلف فیہ مسئلہ ہے،اس کے منکر پہ حکم نہیں،جیسا کہ علامہ کا احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے تقریر منیر کے صفحہ نمبر 3 اور 4 پہ وضاحت کی ہے۔دوئم علامہ کورانی بداء الخلق سے قیامت تک کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مانتے ہیں،چنانچہ امام کورانی رقم طراز ہیں:۔

(قام فينا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - مقامًا) إما أن يكون محمولًا على ظاهره، أو هو من قام بالأمر إذا أتى به (فأخبرنا عن بدء الخلق

حتى دخل أهل الجنة منازلهم، وأهل النار منازلهم) أي: أخبر بأحوال المبدأ والمعاد على الوجه الأكمل(الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري ج6ص160)

اس حوالہ بالا سے واضح ہوا کہ علامہ صاحب کا عقیدہ بھی اہلسنت کے موافق ہے ،اس لئے کوئی اعتراض نہیں۔

احسن الفتاویٰ کے حوالہ سے خیانت کے اعتراض جواب

ہم نے احسن الفتاویٰ کی عبارات سے دو استدل کئے تھے،موصوف ان دونوں اعتراضات کا جواب نہ دے سکے۔پہلا استدلال یہ تھا کہ احسن الفتاویٰ کے مصنف نے اس کے متعلق کہا ہے کہ شبہ اسرائیلیات میں سے ہونے سبب اس کا محمل تلاش کرنے کی حاجت نہیں۔موصوف نے جتنی لمبی چوڑی گفتگو کی ،اس کا جواب دینے سے قاصر رہے۔ثانیا انہوں نے اس روایت کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس روایت میں انبیاء سے مراد ممتاز شخصیات ہیں۔اب معاند کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ ہمارے ان استدلال کو باطل کرتے ،مگر جوابا کہتے ہیں کہ صاحب احسن الفتاویٰ اس روایت کو سندا صحیح مانتے ہیں،ہم نے کب کہا ہے کہ وہ اس کی سند کو صحیح نہیں مانتے بلکہ ہمارا استدلال یہ تھا کہ سند کو صحیح مان کر انہوں نے تاویل کی ،اور اس کا وہ مطلب بیان نہیں کیا جو نانوتوی نے کیا ہے۔موصوف اگر

ہمارا جواب دعویٰ پڑھ لیتے تو اس پہ اعتراض کرنے کی ہمت نہ رکھتے۔ ہمارے یہ استدلال دیوبندی روائیداد کے صفحہ نمبر 23 اور 24 پہ موجود ہیں۔

متابعت کے جواب پہ اعتراض

موصوف نے متابعت پہ جو حوالہ پیش کیا تھا، ہم نے کہا کہ اس میں حاکم کا شیخ کذاب ہے، جناب فرماتے ہیں کہ کذاب ہونے سے حدیث کا موضوع ہونا ثابت نہیں ہوتا، جناب من! ہمارا استدلال یہ تھا کہ جس راوی پہ کذب کی جرح ہو اس کی روایت بطور متابعت پیش نہیں ہوتی، جیسا کہ جناب سرفراز نے لکھا:۔

> تقریب النواوی میں ہے واذا قالوا متروك الحدیث او واهیه او کذاب فھو ساقط لا یکتب حدیثه ۲۳) کہ جب محدثین کسی راوی کے بارے میں متروک الحدیث یا والی الحدیث یا کذاب کہتے ہیں تو وہ ساقط الاعتبار ہوتا ہے اس کی روایت لکھی بھی نہیں جاسکتی اور اس کی شرح تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ ولا یعتبر به ولا یستشهد ص ۲۳۳) ایسے راوی کی حدیث کو اعتبار و متابعت اور شاہد کے لیے بھی پیش نہیں کیا جا سکتا (احسن الکلام ج2 ص79)

لہذا روایت کی حثیت جو بھی ہو، مگر اس سے بطور متابعت اور شاہد کے پیش کرنا

درست نہیں۔

تفسیر بحر المحیط کا حوالہ تھانوی صاحب کے قلم سے

دیوبندی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

بعض نے اس حدیث کو موضوع بھی کہا ہے جیسا کہ روح میں ابی حبان سے نقل کیا ہے لہذا علماء بھی اس کو منوانے پہ زور نہ دیں (تسہیل بیان القرآن ص1153)

علامہ آلوسی نے بحر المحیط سے موضوع ہونا نقل کیا ہے،اور یہ یاد رہے کہ ۔تھانوی صاحب کے متعلق دیوبندی حضرات لکھتے ہیں:۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں نہایت نیک انسان ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں حق ہے (عشق رسول اور علمائے حق ص208)

تو واضح ہوا کہ صاحب بحر المحیط نے بھی اس روایت کو موضوع کہا ہے۔

تفسیر ابن ابی حاتم سے استدلال کا جواب

قارئین ! موصوف نے تفسیر ابن ابی حاتم کا حوالہ پیش کیا،اوراس کے ساتھ چند حوالہ جات دیئے کہ نقل کرنا تائید ہے ، جوابا عرض ہیکہ یہ اس صورت میں ہوتا جب اس روایت کی تاویل نہ کی گئی ہوتی۔اس لئے کہ اگر کسی نے تصحیح کی ہے تو اس نے اس روایت کی تاویل کی ہے جیسے علامہ آلوسی الحنفی نے اس سے ممتاز شخصیات

کومراد لیا ہے۔ پھر ہم نے سرفراز کا حوالہ پیش کیا تھا کہ تفاسیر میں ہر قسم کی روایت پیش ہوتی ہے ،موصوف کے ک درج کردہ کسی حوالہ میں اس تغلیط نہ تھی۔علامہ ارشد مسعود کے حوالہ میں مفسرین کی نہیں محدثین کی بات کی ہے ،جن کی نظر رواۃ کی جرح و تعدیل پہ ہوتی ہے، ہم نے سرفراز کا حوالہ تفاسیر کے لئے پیش کیا تھا۔ایسے ہی مناظرہ گستاخ کون میں بھی یہ بات موجود نہیں کہ محض نقل روایت مذہب ہے اور نہ ہی عبد المجید سعیدی نے اس کی بابت کچھ لکھا ہے۔ نقل روایت مذہب نہیں ہوتا، اس پہ ہم نے دیوبندی حوالہ جات سے گفتگو کی تھی۔ اگر محض نقل روایت مذہب ہے تو کیا تفسیر مدارک میں درج نفی سایہ کی روایت کو دیوبندی حضرات امام نسفی کا مذہب قرار دیتے ہیں؟ دوئم اس عبارت سے استدلال دیوبندیوں کا تھا، ان کے استدلال کو توڑنے کے لئے ہم نے حوالہ جات بھی فریق مخالف کے دیئے تھے۔اور ہم پہلی ٹرموں میں دیوبندی کتب سے دیکھا چکے کہ جن کتب سے اعتراض ہوگا، جواب بھی انہیں کتب سے دیا جائے گا۔لہذا ہم نے جو دیوبندی اصول پیش کئے تھے معاند کو چاہئے تھا کہ ان کا توڑ دیوبندی کتب سے کرتے ،مگر یہ ان کے بس کی بات نہ تھی۔

علامہ سیوطی و ابن حجر ہیتمی کی تصحیح کا جواب معاند کی 16،18،19 دلیل کا جواب

جناب نے علامہ سیوطی و ابن حجر ہیتمی کا حوالہ پیش کیا جو اس روایت کو رد کرتے ہیں، دیوبندی ساجد خان لکھتے ہیں:۔

> علامہ سیوطی اور ابن حجر ہیتمی آئمہ جرح وتعدیل نہیں ان کا کسی حدیث کو ضعیف کہہ دینے سے لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث ضعیف ہو پھر انہوں نے جس بنیاد پر ضعیف کہا وہ یہ تھا کہ ان کو یہ اثر بظاہر ختم نبوت کے خلاف لگا (ازالۃ الوسواس ص 68)

لیجئے! آپ کے اپنے مولوی کا اقرار ہیکہ علامہ سیوطی و ابن حجر تو اس حدیث کو ختم نبوت کے خلاف سمجھتے ہیں، اس لئے اول تو ان کو اپنی تائید میں پیش کرنا درست نہیں۔ دوسرا جناب آپ کے اس عتراض کا جواب بھی ہو گیا کہ اسلاف میں سے کس نے اس اثر کو ختم نبوت کے خلاف کہا ہے۔

علامہ آلوسی کی تصحیح کا جواب موصوف نے 11 دلیل کے طور پہ آلوسی کا بھی حوالہ پیش کیا، جبکہ ہم دوسری ٹرم میں ہی وضاحت کر چکے ہیں کہ انہوں نے ممتاز شخصیات کے حوالہ سے تاویل کی ہے اور ان کی تاویل کو جناب تھانوی صاحب نے بہترین قرار دیا ہے، موصوف اس بات کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ اس لئے کہ ہم نے جواب دعویٰ میں لکھا تھا کہ اگر یہ روایت درست بھی ہو تو اس کی تطبیق ممکن ہے، اور جن حضرات نے تصحیح کی ہے انہوں نے اس کو ظاہر سے پھیرا ہے اور تاویل کی ہے

۔موصوف ہماری اس وضاحت کو کوئی جواب نہ دے سکے اور اس سے غض بصر کرتے ہوئے محض تصحیح کو پیش کرنے میں ہی عافیت جانی۔

علامہ قسطلانی کے حوالہ کا جواب

موصوف نے علامہ قسطلانی کا حوالہ پیش کیا، ان کا حوالہ پیش کرنے سے قبل اپنے گھر کی کتب کا مطالعہ ہی کر لیتے تو انہیں ہزیمت نہ اٹھانا پڑتی، سرفراز خان لکھتے ہیں:۔

> امام قسطلانی اور علامہ زرقانی بلا شبہ اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کرتے اور بظاہر اس کو ترجیح دیتے ہیں لیکن یہ دونوں بزرگ سیرت نگار ہیں اور سیرت کی کتابوں میں رطب و یابس سب کچھ ہوتا ہے تحقیق بہت کم ہوتی ہے (اتمام البرہان ص 365)

لیجئے! آپ کے امام اہلسنت امام قسطلانی کی حدیث نور کی تصحیح کو قبول نہیں کرتے اور محض سیرت نگار کہتے ہیں، جناب مفتی صاحب کہتے ہیں:۔

> جس حدیث کو امام سیوطی رحمہ اللہ صاف طور پر جھوٹا کہتے ہیں بریلوی حضرات اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور جس حدیث میں صرف ضعف کے احتمال کو بیان کرتے ہیں وہ بریلویوں کے نزدیک جھوٹی ہے (مناظرہ اثر عباس ص 88)

ہم بھی کہتے ہیں علامہ قسطلانی جس حدیث کو صحیح قرار دیں، اسے کو ترجیح دیں وہ تو قبول نہیں ہے اور محض جس روایت کو نقل کریں، وہ دیوبندی حضرات کے نزدیک قابل قبول ہوگئی۔ الامان والحفیظ۔ پھر جہاں تک امام زرقانی کی بات ہے تو انہوں نے بھی اس کے متن میں احتمال کی بناء پر رد کیا ہے، اور تھانوی صاحب کے بقول جہاں احتمال ہو، وہاں استدلال باطل ہوگا یہی جواب امام سیوطی کے حوالہ سے بھی سمجھا جائے

الحاوی للفتاویٰ کا جواب

موصوف کہتے ہیں کہ امام سیوطی نے صرف احتمال نقل کیا ہے حدیث تضعیف نہیں کی آس کا جواب تو خیر ہو چکا کہ امام سیوطی اس حدیث کو ضعیف بھی مانتے ہیں اور ختم نبوت کے خلاف بھی سمجھتے ہیں دوئم وہاں الحاوی للفتاویٰ میں واضح درج ہیکہ اس حدیث کا ضعیف ہونا واضح ہے۔۔۔ یہاں علامہ نے اس حدیث کو واضح طور پہ ضعیف کہا ہے۔ پھر اگر احتمال بھی مانا ہے تو احتمال سے استدلال باطل ہوتا ہے ،تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

> اگر یہ احتمال متعین نہ بھی ہو، تاہم مستدل کو تو مضر ہے لانہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال (بوادر النوادر ص129)

ذاتی رائے یا اہلسنت سے خروج و بدعت

موصوف کہتے ہیں اگر کسی نے اس روایت کی تغلیط کی ہے تو اس کی ذاتی رائے ہے ، جناب من فقط ذاتی رائے سے کام نہیں چلے گا ، بلکہ فتویٰ لگانا ہوگا ، نور محمد تونسوی ترنڈی لکھتے ہیں :۔

اگر آپ کے نزدیک وہ جھوٹے اور نمبر دو ہیں اور ان کی باتیں حدیث کے خلاف ہیں تو جیسے دیو بندیوں حنفیوں کی تردید کرتے ہو اور فتوی زنی کرتے ہو تو ان کے خلاف ایسا کیوں نہیں کرتے ؟ تمہارے نزدیک اگر علمائے دیو بند حدیث کے خلاف کریں تو اس پر گرجنا برسنا ضروری سمجھتے ہو اور اگر میاں نذیر حسین ، نواب صدیق حسن خان ، نواب نور الحسن خان ، نواب وحید الزمان اور ثناء اللہ امرتسری وغیرہ حدیث کے خلاف کریں تو ان کو متروکین کہہ کر چپ سادھ لیتے ہو!!! آخر کیا وجہ ہے؟ (سوال گندم جواب چنا ص74)

اب سنئیے ! جناب قاسم نانوتوی لکھتے ہیں :۔

سو جیسے آیات مذکورہ کی تاویلوں اور احادیث مذکورہ کی تکذیبوں کے باعث اہل حق نے ان کو دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا۔ ایسے ہی منکر اثر مذکور کو بھی سمجھنا چاہیے (تحذیر الناس ص66)

لیجئے ! جو منکر اثر ہیں وہ اہل سنت سے خارج ہیں ، لہذا اسلیم اللہ سے لیکر ادریس

کاندھلوی، صاحب سیرت حلبیہ، اسلم قاسمی ودیگر کو اہلسنت سے خارج لکھیں، مگر

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

جمیل صدیقی کے حوالے کا جواب

قارئین! ہم نے کہا تھا کہ جمیل صاحب تفضیلی ہیں، موصوف کہتے ہیں کہ وہ بریلوی مدرسے سے پڑھیں ہیں اس لئے بریلوی ہیں، جناب ان کا عقیدہ واضح ہے تو اس قسم کا قیاس درست نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب ان کے عقیدہ کی تفصیل دستیاب نہ ہو، جب واضح ہے کہ وہ تفضیلی ہے تو بات ختم۔ اب جہاں تک یونس صاحب کا حوالہ ہے کہ انہوں نے طاہر القادری کی تعریف کی ہے تو اس سے انہوں نے رجوع کرلیا تھا، رجوع کا حوالہ پیش خدمت ہے۔ (دعوت اسلامی کے خلاف پروپیگنڈے کا جائزہ ص199)

دلیل نمبر 21

قارئین! ہمارے مدمقابل مناظر احسن الفتاویٰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔ یہ مضمون حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے (احسن الفتاویٰ بحوالہ مناظرہ اثر ابن عباس ص90) یہاں معاند نے احسن الفتاویٰ کے حوالہ سے نقل کیا کہ یہ قول حضرت عباس کا ہے، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول نہیں۔اب سنیئے ! سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں :۔

> غیر معصوم قول سے یہ مسئلہ تو ثابت نہیں ہوتا اور نہ ثابت ہوسکتا ہے(اتمام البرہان ص363)

ثابت ہوا کہ غیر معصوم کے قول سے مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔اس لئے اس اثر کی سند درست بھی تب یہ حجت نہیں ہوسکتا۔

دلیل نمبر22

قارئین! نانوتوی صاحب اثر ابن عباس کی روشنی میں چھ خواتم کے قائل ہیں،جبکہ احسن نانوتوی لکھتے ہیں:۔

> یعنی جو شخص خاتم النبین سوائے آنحضرت کے کسی دوسرے کو جانے اور آپ کی نبوت کو مخصوص کسی طبقے کے ساتھ مانے وہ شخص میرے نزدیک بھی خارج از دائرہ اسلام اور کافر ہے ۔لہذا برنظر دور کرنے مظنہ عوام کے یہ اشتہار دیتا ہوں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت اللہ کے سوا نہ کوئی بنی خاتم النبین ہوا نہ ہوگا پس خلاف اس عقیدہ کے غیر صحیح اور غلط تصور کیا جائے(سوانح علماء دیوبند ج1 ص532)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب چھ خواتم مان کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل سمجھ کر دائرہ اسلام سے خارج ہوئے

امام حاکم کی تصحیح اور معاند کی قلابازیاں

معاند موصوف نے پہلی ٹرم میں کچھ یوں کہا تھا:۔

اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما و عظیم محدثین: ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوری »هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ« اور اس کے نیچے امام ذهبی [التعليق - من تلخيص الذهبي] 3822 - صحیحدونوں حضرات صحیح قرار دے رہے ہیں (مناظرہ اثر ابن عباس ص8)

یہاں جناب نے امام حاکم کی تصحیح کو مستقل دلیل کے طور پہ پیش کیا ہے، اس لئے آگے چل کر بھی اسے نمبر شماری میں ذکر کیا، لیکن جب ہم نے دلائل قاہرہ سے ثابت کیا امام حاکم کی تصحیح کی قابل قبول نہیں، تو جناب من فرماتے ہیں:۔

امام حاکم کا متساہل فی الحدیث ہونا فریقین کے ہاں مسلم ہے

(مناظرہ اثر ابن عباس ص93)

جناب یہاں تسلیم کر گئے کہ امام حاکم متساہل فی الحدیث ہیں، جب امام حاکم متساہل فی الحدیث ہیں تو ان کی تصحیح کو مستقل طور پہ کیوں پیش کیا گیا، اس کا مطلب یہی ہے کہ موصوف نے ہمارے دلائل سے خائف کو پینترا بدلا ہے، وگرنہ وہ امام حاکم کی تصحیح کو مستقل ہی پیش کررہے تھے، اس پہ ایک اور دلیل یہ ہے موصوف نے

فرمایا:۔میں نے ابھی تک تین احادیث پیش کی ہیں مجموعی طور پر ان کو محدث امام حاکم حافظ امام ذہبی اور حافظ ابن حجر تینوں حضرات صحیح الاسناد قرار دے چکے ہیں (مناظرہ اثر ابن عباس ص 13) لیجئے! یہاں بھی معاند نے امام حاکم کی تصحیح کو مستقل پیش کیا اور نمبر شماری میں اس کا تذکرہ کیا، اگر وہ متساہل تھے تو ان کی تصحیح مستقل دلیل کے طور پہ کیوں پیش کی گئی ؟ اس کا جواب قیامت تک کے لئے ہمارے معاند پہ قرض ہے۔ یہاں یاد رہے کہ امام حاکم سے استدلال دیوبندیوں کا تھا، اس لئے ان کی کتب کے حوالہ جات پیش کئے گئے، اب چاہئے تو یہ تھا کہ اپنی کتب سے جواب دیتے جیسا کہ ہم ان اک اصول نقل کر چکے ،مگر موصوف نے اس پہ عمل کرنے کی بجائے ہماری کتابوں کے حوالہ جات دیئے ،جس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں اور ہمیں وہ مضر نہیں۔

امام ذہبی کی تصحیح اور دیوبندی مناظر کی بے بسی

ہم نے نوادرات امام کشمیری سے نقل کیا تھا کہ ذہبی کی تصحیح کے قول کو بھی دیوبندی امام کشمیری نے بے محل کہا ہے جوابا کہا اس جگہ کہاں ہماری روایت کے متعلق قول ہے۔ جناب ہم نے یہ کب کہا تھا کہ آپ کی پیش کردہ روایت کا تذکرہ یہاں ہیں، یہاں تو مطلقا امام ذہبی پہ دیوبندی ذہنیت کو واضح کیا گیا تھا، کہ جسے خود قبول نہیں کرتے اسے ہم پہ پیش کر رہے ہیں ،مگر جناب اس کی بجائے یہ بات رقم

کرتے ہیں کہ اس جگہ ہماری پیش کردہ روایت کا ذکر نہیں، اس پہ یہی کہنا ہے کہ :۔ ؎ اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

امام ذہبی کے متعلق ہم نے خاتمۃ الکلام کی ایک عبارت پیش کی تھی جس میں امام ذہبی کی تصحیح میں فروگذاشت کا تذکرہ تھا، جناب کہتے ہیں کہ وہ قول الزامی ہیں، جناب من ! انہوں نے اس مقام پہ نافع بن محمود کی توثیق کو قبول نہیں۔ نافع بن محمود کی توثیق امام ذہبی اور امام حاکم دونون نے کی ہے، انہوں نے مخالف کے احتمال سے نافع بن محمود کی توثیق کو قبول نہیں، کیا توضیح الکلام میں اس بات کا ذکر ہیکہ نافع بن محمود کی توثیق جو امام ذہبی نے کی ہے وہ قبول نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اس قول کو الزامی کہنا آپ کے اپنے اصولوں کی روشنی مین درست نہیں۔ جس اصول سے ہم پہ تنقید کرتے ہیں، اسی مخالفت پہ آمدہ ہیں۔ اگر پھر بھی تسلی نہیں ہوئی تو ہم آپ کی خدمت اسی بحث سے متعلقہ ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں، حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں :۔

علامہ ذھبی کی میزان الاعتدال والی بات صحیح ہے اور الکاشف مین جو نافع بن محمود کو ثقہ کہا ہے وہ غلط ہے (توضیح الکلام پر ایک نظر ص300)

لیجئے ! اگر ذھبی آپ کے حق میں بات کریں تو وہ قبول ہے لیکن اگر مخالف ہو تو وہ غلط ہے ، یہاں بھی امام ذہبی کی تصحیح کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر ہمارا مرکزی استدلال کتاب العلو سے تھا، جس میں امام صاحب نے اس روایت کو مستدل نہ بنانے کا

ذکر کیا تھا، جس کا جواب فریق مخالف دینے سے قاصر رہے، اور اس حوالہ سے غض بصر کرنے کو ہی فرار کا راستہ گردانتے ہوئے خاموش رہے، مگر یہ بھول گئے کہ وہ گھر بیٹھ کر کوئی کتاب لکھنے میں مصروف نہیں ، یہ میدان مناظرہ ہیں، یہاں مدمقابل آپ کی کذب بیانی کو ہرگز نہیں چلنے دے گا۔

ابن حجر کی تصحیح اور ظاہر اثر کا ختم نبوت کے خلاف ہونا

ہمارے معاند نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ تصحیح کہ باوجود اس اثر کے ظاہر کو ختم نبوت کے خلاف کہا گیا مگر یہ کہا کہ ایسا ممکن ہے بسا اوقات احادیث کا ظاہر آیات کے خلاف ہوتا اور تاویل کی جاتی ہے، اس پہ چند حوالہ جات پیش کئے کہ قرآنی چند آیات بظاہر شان خداوندی کے خلاف ہیں قارئین ! عرض ہیکہ جس حدیث یا آیت کا ظاہر صریح نص سے ٹکرائے گا اس مین تاویل کیجاتی ہے۔ جو آیات بظاہر شان خداوندی کے خلاف ہیں ان میں تاویل کیا جاتی ہے۔اس لئے یہاں یہ اثر ختم نبوت کے خلاف تھا اس لئے محققین نے اس میں تاویل کی ہے، جیسے ہم علامہ آلوسی و دیگر کے حوالہ سے لکھ چکے کہ اس اثر میں انبیاء سے مراد ممتاز شخصیات ہیں اور دیوبندی حکیم الامت نے اس تاویل کو بہترین قرار دیا ہے ۔مگر نانوتوی صاحب کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے اس ثر کو ظاہر پہ رکھا اور آیت خاتم النبیین کو ہی تختہ مشق بناتے ہوئے اس میں تاویل کی اور معروف و متواتر معنی کو عوام کا خیال

قرار دیا اور اپنی طرف سے خاتم رتبی کا معنی کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اس زمین میں یا کسی اور زمین میں نبی ہوں تب بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہیں آتا۔ اس لئے نانوتوی صاحب نے اس اثر کے ظاہر کو تسلیم کیا ہے۔ اسی تفصیل کے تحت ہم نے جواب دعویٰ میں کہا تھا کہ اگر اثر مذکورہ کی صحت ثابت بھی ہو تو اس کی تطبیق ممکن ہے۔ اس لئے تصحیح کے اقوال تو ہمارے موقف کے خلاف ہی نہیں، اصل بحث یہ تھی کہ موصوف کسی سے ایسا حوالہ پیش کرتے جس میں نانوتوی کی تائید ہوتی، مگر معانداس میں مکمل ناکام رہے

زیر بحث روایت پہ آخری کلام

قارئین! موصوف نے اس روایت کی تخریج کے جتنے بھی حوالہ جات دیئے ان کا سب کا یہ جواب ہے کہ اس روایت کی سند مین شریک بن عبداللہ ہے، جس پہ جرح معاند نے خود تسلیم کی ہے، جواب میں جو روایت بطور متابعت پیش کی اسمیں حاکم کا شیخ کذاب ہے اور ایسی روایت بقول سرفراز بطور شاہد پیش نہیں ہوسکتی۔ امام حاکم پہ جرح الزامی تھی، جس کا جواب موصوف نہ دے سکے۔ ظفر اقبال کے حوالہ سے خیانت کا الزام درست نہیں۔ اس لئے کہ ہم نے ظفر اقبال کا موقف نہیں بلکہ اس نے جو ذہبی کا کلام نقل کیا اس سے استدلال کیا تھا۔ اب اس کا جواب تو نہ دے سکے، اور ہم پہ خیانت کا الزام لگا دیا جو بذات خود خیانت ہے

۔فتاویٰ افریقہ کی عبارت کا جواب

قارئین! فتویٰ افریقہ میں کہیں بھی شیخ جیلانی رحمہ اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل تسلیم نہیں کیا گیا، بلکہ متجلی کے الفاظ ہیں، یہی بات شیخ عبدالحق نے اور علامہ عبد الوہاب شعرانی نے لکھی ہے۔ باقی اس کا مختصر جواب خود شیخ جیلانی نے دی اہے کہ :۔ولائیت نبوت کا عکس ہے (بہجۃ الاسرار ص17)

یہی بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ نے فرمائی ہے۔ پھر جہاں تک لفظ تجلی کی بات ہے تو اس پہ بھی ہم ان کی تشفی کئے دیتے ہیں، خالد محمود لکھتے ہیں:۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی صفت علم کی تجلی پڑی

(عقیدہ لامت فی معنی ختم النبوت ص63)

الحمد اللہ آج مورخہ 8/3/2024 کو بوقت 11 بج کت چالیس منٹ پر یہ کتاب بھی اختتام کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اسے نافع الخلائق بنائے۔